YAMAHA

Touching Your Heart

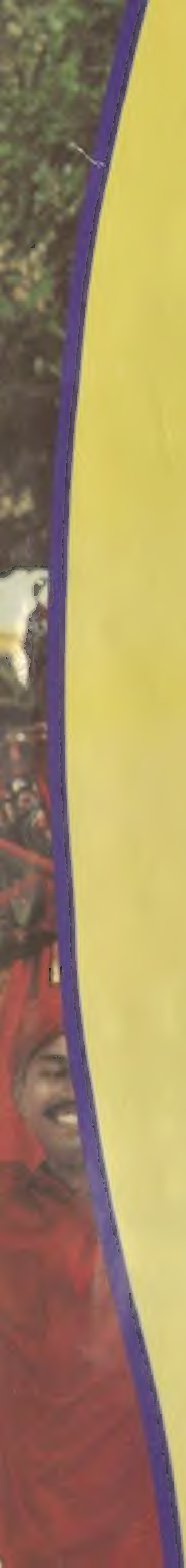

نظامِ مصطفیٰ

بزبانِ زوجۂ با صفا

علامہ اثیر جاڑوی

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 084866
★ MAILSI ★

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

غیر جانبدارانہ پیش کش ——— بے نظیر تالیف ——— نادرۂ روزگار تحقیق

(حقوق الطبع محفوظہ بحق مؤلف)

نظامِ مصطفیٰ

بزبانِ

زوجۂ باصفا

حصہ سوم

فخر محققین علامہ اثیر جاڑوی ——— فاضل قم
پرنسپل جامعہ حسینیہ جھنگ صدر

ناشر
درسگاہِ قائم آلِ محمد راولپنڈی روڈ چکوال

پہلے ملاحظہ فرمائیے

یہ نظامِ مصطفیٰ بزبانِ زوجہ باصفا کا تیسرا حصہ ہے امید ہے میرے قارئین کو اس حقیقت سے اتفاق ہوگا کہ اس حقیر نے اپنے تئیں ہر ممکن کوشش کی ہے کہ جذبات سے ہٹ کر، تعصب سے بالا ہو کر صرف اور صرف حقائق پیش کئے ہیں اور صحیح بخاری شریف کا جوہر خالص حضرت امیر المومنین عائشہ کی احادیث پر اکتفا کیا ہے۔

مجھے واثق امید ہے کہ جس طرح اس کتاب کے پہلے دو حصے مقبول عام ہوئے ہیں اور اشاعت کے بعد چند ہفتوں ہی میں ہاتھ ہاتھ لے لئے ہیں اس طرح یہ تیسرا حصہ بھی وہی شرف قبولیت حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ!

چونکہ کتاب میں تعریفی خطوط شائع کرنے کو بندہ مناسب نہیں سمجھتا اس لئے میں وہ بیسیوں خطوط شائع نہیں کرتا جو میرے قارئین نے نظامِ مصطفیٰ پڑھنے کے بعد میری حوصلہ افزائی کے لئے لکھے ہیں۔ ورنہ

○ کتنے ذہن مطمئن ہو گئے ہیں، ○ کتنے افراد نے راہ حق پہچان لی ہے؟
○ کتنے گم گشتہ راہ صراط مستقیم سے ہمکنار ہوئے؟ ○ کتنے افراد کی ارزدئے جستجو پوری ہوئی؟ ○ اور کتنے اندھیرے میں بھٹکنے والوں کو اجالا ملا؟

اس کا اندازہ ان خطوط سے کیا جا سکتا ہے جو میرے محترم قارئین نے مجھے ارسال فرمائے ہیں!

قارئین نے یہ بھی جان لیا ہوگا کہ راقم الحروف اعتراض برائے اعتراض یا تنقید برائے تنقید کا ہرگز قائل نہیں۔ بلکہ صرف وہی تنقید کی ہے جسمیں تعمیر تھی شائستگی تھی اور سنجیدگی تھی کسی بھی مقام پر بازاری اور سوقیانہ الفاظ استعمال نہیں کئے یہ بات نہیں کہ ام المومنین کی احادیث میں ایسا کوئی موقعہ نہیں ملا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حرم رسول ہونے کے ناطے ہم شیعہ اثنا عشریہ بھی اپنے سوادِ اعظم بھائیوں کی طرح بی بی کو واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔

ہاں، یہ بات ضرور ہے کہ ہمارے ہاں سرورِ کونینؐ کے مقابلے میں بی بی کی حیثیت ثانوی ہے کیونکہ ہم سرورِ کونینؐ کو رسول بھی مانتے ہیں۔ ہمارے نظریئے کیمطابق رسول اور رسالت کی حیثیت اولیٰ ہے اور زوجہ و زوجیت کی حیثیت ثانوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے سرورِ کونینؐ کی ذاتِ گرامی سے تعارف کا پیمانہ ازواج، اصحاب کے تعارف کا ذریعہ سرورِ کونینؐ کی ذاتِ والاصفات کو قرار دیا ہے اور جہاں کہیں بھی ہمیں ازواج، اصحاب یا اہلبیت کی جانب سے سرورِ انبیاء کی عفت، عصمت اور عظمت پر دھبہ نظر آیا ہم نے شخصیت پرستی کا جوا اتار کر اس حدیث یا روایت کو غلط کہدیا لیکن آپکی ذات کو داغدار نہ ہونے دیا

حقیقت یہ ہے جو احادیث ام المومنین عائشہ نے نقل ہیں، اور جس طرح کا نقشہ انہوں نے سرورِ کونینؐ کے متعلق پیش کیا ہے کہ

● سرورِ کونینؐ گناہگار تھے ● سرورِ کونینؐ نے اقوامِ خودکشی کیا ● سرورِ کونینؐ سے مغافیر کی بو آتی تھی ● سرورِ کونینؐ بزمِ موسیقی کی نہ صرف حمایت کرتے تھے بلکہ منع کرنیوالوں کو ڈانٹتے بھی تھے اور بی بی کو محفلِ موسیقی دکھاتے بھی تھے ● سرورِ کونینؐ جادو کے زیرِ اثر رہے۔

● سرورِ کونینؐ قرآن بھول جاتے تھے؟ وغیرہ جیسی احادیث اگر اہلبیت نبی کا کوئی فرد بھی روایت کرتا تو ہمارا فیصلہ پھر بھی یہی ہوتا جو اب ہے۔ کیونکہ ایسا نبی جو امت کے عام افراد سے بھی گھٹیا کردار وا کے حائضہ بی بی سے مباشرت کرے، شدتِ محبت سے مغلوب ہو کر بی بی کی چوسی ہوئی ہڈی کو اس مقام سے چوسے جہاں سے بی بی چوس رہی تھی کسی کی بیٹی کو اٹھوا باغ میں لے آئے۔

کو نبی ماننا نہ صرف اسلام کا مذاق اڑانا ہے بلکہ عقل و خرد کے منہ پر بھی طمانچہ کے مترادف ہے۔

تیس سو سے کچھ اوپر احادیث آپ نے ان تین حصوں میں ملاحظہ فرمائی ہیں۔ بی بی کی باقی احادیث اب انشاء اللہ "مسند ازواج" میں ملاحظہ فرمائیے گا جسے راقم الحروف صحاح ستہ سے منتخب کر چکا ہے اور مسند ازواج میں صرف اور صرف ازواجِ سرورِ کونینؐ کی وہ جملہ احادیث آپ ملاحظہ فرما سکیں گے جو صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

اپنے سوادِ اعظم بھائیوں سے توقع رکھوں گا کہ جس طرح انہوں نے نظامِ مصطفیٰ کے حصہ اول اور دوم کو قبول کرنے میں وسعتِ قلب کا ثبوت دیا ہے اسی طرح اس تیسرے حصہ کو بھی اسی کشادہ دلی سے قبول فرمائیں گے:

احقر جاذب
29-7-85

عرضِ ناشر

زیرِ نظر تصنیف اس بات کی محتاج نہیں کہ اس کی تعریف میں کچھ کہا جائے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کے مطابق یہ تیسرا حصہ بھی سابقہ دو حصوں کی طرح انفرادیت کا حامل ہے۔ مؤلف علام نے جس طرح قرینے سے صحیح بخاری شریف کی ہزاروں احادیث سے ام المومنین عائشہ کی احادیث کو جمع کیا ہے۔ پھر ایک ایک عنوان کے تحت احادیث کو منظم و مرتب کیا ہے یہ انہی کا کام تھا اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جس انداز میں مؤلف علام نے محنت فرمائی ہے۔ صدیوں پر محیط ماضی میں علمائے امت ایسی سعی نہ کر سکے۔ قارئین خود ہی اندازہ کریں گے کہ سرورِ کونین کے قریب ترین زندگی گزارنے والی ام المومنین عائشہ نے رسول و رسالت کا جو تصور دیا ہے اسے ایک منظم اور مرتب انداز میں آج تک پیش نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مؤلف علام نے نہ صرف علمائے امت مسلمہ پر بلکہ تمام امت مسلمہ پر ایک احسان عظیم کیا ہے اب تصویرِ رسولؐ و رسالت دیکھنا کسی کے لئے بھی مشکل نہیں رہا۔ آخر میں مؤلف علام کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی صدیوں کی عظیم تحقیق کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

نسبِ رسول

دو احادیث ہیں

(۱) جلد دوم ۴۳ (۲) جلد سوم ۱۰۸۲ دونوں کا راوی ہشام ابن عروہ

۱- جلد دوم کتاب الانبیاء ص ۲۳۹ حدیث ۴۳

هشام عن ابیه عن عائشة قالت استأذن حسان النبیؐ فی ہجاء المشرکین قال کیف بنسبی؟

فقال حسان لاسلنك منهم کما تسئل الشعرة من العجین۔

ترجمہ:- ہشام اپنے باپ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ حسان نے سرور کونینؐ سے مشرکین کی ہجو کہنے کی اجازت مانگی۔

آپ نے فرمایا۔ میرے نسب کا کیا بنے گا؟

حسان نے کہا۔ میں آپ کو مشرکین سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے سے بال کھینچا جاتا ہے۔

۲- جلد سوم کتاب الآداب ص ۴۱۰ حدیث ۱۰۸۲

هشام ابن عروه عن ابیه عن عائشة ، قال استاذن حسان ابن ثابت عن رسول الله فی هجاء المشرکین فقال رسول الله فکیف بنسبی؟ فقال حسان لاسلنك منهم کما تسئل الشعرة من العجین۔

ترجمہ:- ہشام اپنے باپ عروہ کے واسطہ سے ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ حسان نے سرور کونینؐ سے ہجو مشرکین کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا

میرے نسب کا کیا بنے گا؟ حسان نے عرض کی میں آپ کو مشرکین سے اس طرح نکال لوں گا۔ جس طرح آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

محترم قارئین!

یہ دو حدیثیں ہیں۔ دونوں کا راوی عروہ ابن زبیر کا بیٹا ہشام ہے۔

بات صرف یہ ہے کہ:

حسان ابن ثابت سرورِ کونین سے اجازت مانگتا ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ مشرکین کی ہجو کر سکوں۔ سرورِ کونین حسان سے پوچھتے ہیں کہ جب تم مشرکین کی ہجو کرو گے تو میرے نسب کا کیا بنے گا یعنی میں بھی تو مشرکین کی اولاد سے ہوں۔ حسان عرض کرتا ہے قبلہ میں آپ کو مشرکین سے اس طرح نکال لوں گا۔ جس طرح آٹے سے بال کھینچا جاتا ہے۔

گویا:

- ام المومنین عائشہ کے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونین کے والدین مشرک تھے۔
- عروہ ابن زبیر کے مطابق سرورِ کونین کے والدین مشرک تھے۔
- امام بخاری کے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونین کے والدین مشرک تھے۔
- امام ابو حنیفہ کے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونین کے والدین کافر تھے۔

اعتقادنا فی والدیہ انہما ماتا علی الکفر۔ — سرورِ کونین کے والدین کے سلسلہ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ بحالت کفر مرے۔

ان عقیدوں میں اولاً تو بذاتِ خود اختلاف ہے کیونکہ شرک اور کفر بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ شرک، بت پرستی کو شرک کہا جاتا ہے۔ جبکہ نبوت سے انکار کا نام کفر ہوتا ہے۔ چونکہ سرورِ کونین کے والدین کو آپ کی رسالت

کا زمانہ نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے یہی کہنا ہوگا۔ کہ آپ کے والدین بقول امام ابو حنیفہ اپنے نبی وقت یعنی حضرت عیسیٰ کی نبوت کے منکر تھے۔ یا۔ ملت ابراہیمی کے منکر تھے۔

اب مناسب ہوگا اگر ان عقائد اور ان احادیث کو قرآن سے مربوط کریں۔ اگر قرآن بھی تصدیق کر دے تو شرک یا کفر والدین نبی کا عقیدہ درست ہوگا۔ اگر قرآن تصدیق نہ کرے تو پھر ہمیں والدین نبی کو مشرک یا کافر ماننے اور کہنے والوں کے اپنے ایمان کے متعلق سوچنا ہوگا۔

سورۂ بقرہ ع ۱۲۸

ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك۔	اے اللہ! ہمیں اپنا مخلص بنا اور ہماری ذریت میں سے ایک مسلمان گروہ رکھ۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

اجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام	مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔

بقرہ ع ۱۲۹

وابعث فیھم رسولا منھم	امت مسلمہ میں انہی میں سے رسول مبعوث فرما۔

یہ تین دعائیں ہیں۔

دو دعائیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی مشترکہ ہیں اور اس وقت مانگی گئی ہیں جب وہ تعمیر کعبہ میں مصروف تھے۔

پہلی دعا یہ ہے کہ: ہماری ذریت میں ایک مسلمان گروہ رکھ۔

دوسری دعا ہے کہ : ہماری ذریت کے ہی مسلمان گروہ میں رسول مبعوث فرما

تیسری دعا صرف حضرت ابراہیم کی مانگی ہوئی ہے اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔

ان آیات کا تقاضا۔ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل دونوں کی دُعا اور قرآن کی گواہی اس بات کی دلیل ہیں کہ۔ اسمٰعیل سے لے کر سرورِ کونینؐ تک ذریت ابراہیم میں ایک ایسے گروہ کا وجود لازمی ہے جو بت پرستی سے دُور رہا اور مسلمان ہو۔

کیونکہ دعائے ابراہیم و اسمٰعیل کے مطابق نبی کی بعثت مسلمان گروہ سے ہو۔ اب جب سرورِ کونینؐ ذریت اسمٰعیل سے بنی ہاشم میں آئے تو ماننا پڑے گا کہ بنی ہاشم مسلمان تھے اور انہی میں سے سرورِ کونینؐ مبعوث ہوئے۔ جب بنی ہاشم کا بالعموم اسلام ثابت ہو جائے تو سرورِ کونینؐ کے والدین کا اسلام از خود ثابت ہو جائے گا۔

گویا جناب عبداللہ کا شرک اور کفر ثابت کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ اسلام کیونکہ اسلام تو قرآن نے بتا دیا ہے۔ اب جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سرورِ کونینؐ کے والدین غیر مُسلم تھے تو وہ اپنے دعویٰ کی دلیل دیں۔

جناب عبداللہ اور آمنہ کی بت پرستی۔ ان کے بُت کا نام۔ ان کا مراسم جاہلیت میں ملوث ہونا۔ ان کی شراب خواری، اُن کی جوا بازی اور اُن جیسے دیگر مشرکانہ اور غیر مسلمانہ اعمال کی فہرست مہیا کریں۔

اگر جناب عبداللہ اور جناب آمنہ کا شرک و کفر ثابت نہ ہو سکے تو پھر۔

بی بی عائشہ۔ امام بخاری۔ اور امام ابوحنیفہ سے ہی علیحدہ ہو جائیں۔

اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے کو منکرین قرآن کی فہرست میں شمار کریں۔ کیونکہ والدین نبی کا اسلام بنص قرآن ثابت ہے۔ والدین نبی کے اسلام کو تسلیم نہ کرنا نص قرآن کا انکار ہے اور نص قرآن کا انکار کفر ہے۔

یم المسلمین المرجع الدینی آیۃ اللہ العظمی آقای الحاج میرزا حسن

الحائری الاحقاقی دام ظلہ

شکریہ کے ساتھ

یقیناً موسسہ منشورات قائم آل محمد راولپنڈی روڈ چکوال منصف نہیں کہلائیگا اگر ہم حجۃ الاسلام حضرت علامہ اثیر جاڑوی فاضل قم پرنسپل جامعہ حسینیہ جھنگ صدر اور حجۃ الاسلام جناب علامہ محمد لطیف صاحب نجفی وکیل آیۃ اللہ الامام المصلح میرزا حسن الحائری الاحقاقی کا اس بات پر شکریہ ادا نہ کریں کہ جناب مترجم علوم نے ہماری درخواست پر عقائد الابرار ترجمہ کشف الاسرار منتخبہ امید تصنیفات جناب آیت اللہ العظمیٰ روح اللہ الخمینی الموسوی بانئ اسلامی جمہوریہ ایران کا اذن اشاعت عطا فرمایا اور جناب علامہ محمد لطیف صاحب نجفی نے مصارف میں تعاون فرمایا۔ ادارہ دعاگو ہے کہ بطفیل آل محمد ذات احدیت ہمارے تمام مذکورہ فرماؤں کو توفیقات سے نوازتے رہیں

موسسہ منشورات قائم آل محمد

راولپنڈی روڈ چکوال

بی بی کے والدین

کل گیارہ احادیث ہیں۔

(۱)	جلد اوّل ص ۴۵۹	راوی عروہ
(۲)	جلد اوّل ص ۲۱۳۸	" "
(۳)	جلد دوم ص ۱۰۸۷	" "
(۴)	جلد اوّل ص ۱۶۹۱	" "
(۵)	جلد اوّل ص ۱۹۹۵	" "
(۶)	جلد دوم ص ۱۲۶۲	" "
(۷)	جلد دوم ص ۱۴۴۵	" "
(۸)	جلد سوم ص ۶۱۴	" "
(۹)	جلد سوم ص ۶۳۷	" "
(۱۰)	جلد سوم ص ۷۵۳	" "
(۱۱)	جلد سوم ص ۱۰۱۳	" "

۳- جلد اول   کتاب الصلوٰۃ   صہ ۲۲۷   حدیث ۴۵۹

عروہ ابن الزبیر ان عائشۃ قالت لم اعقل ابوی الا وھما یدینان الدین ولم یمر علینا یوم الا ویأتینا فیہ رسول اللہ طرفی النہار بکرۃ وعشیۃ ثم بدا لابی بکر فابتنی مسجدا بفناء دارہ فکان یصلی فیہ ویقرء القرآن فیتقذف علیہ نساء المشرکین وابناءھم یعجبون منہ وینظرون الیہ وکان ابو بکر رجلا بکاء ولا یملک عینیہ اذا قرء القرآن فافزع ذلک اشراف قریش من المشرکین۔

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے جب ہوش سنبھالا اپنے والدین کو مسلمان ہی پایا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس دن صبح اور شام سرورِ کونین ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر ابوبکر کو خیال آیا اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور وہیں نماز پڑھتے تھے۔ تلاوت قرآن کرتے تھے۔ ابوبکر بہت رونے والا آدمی تھا۔ جب قرآن پڑھتا تو اپنے آنسو نہ روک سکتا تھا اس چیز نے سرداران قریش کو گھبراہٹ میں ڈال دیا۔

۴- جلد اول   کتاب الکفالہ   صہ ۹۳۰   حدیث ۲۱۳۸

عروہ ابن الزبیر ان عائشۃ قالت لم اعقل ابوی الا وھما

يدينان الدين ولم يمر علينا يوم - الا يأتينا فيه رسول
الله طرفي النهار بكرة وعشيته فلما ابتلى المسلمون
خرج ابوبكر مهاجراً قبل الحبشة حتى اذا بلغ برك الغماد
لقيه ابن الدغنة وهو سيد القاره فقال اين تريد يا
ابابكر فقال ابوبكر اخرجني قومي فانا اريد اسيح في الارض
فاعبد ربي قال ابن الدغنة ان مثلك لا يخرج ولا
يخرج فانك تكسب المعدوم وتصل الرحم وتحمل الكل
وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق وانا لك جار
فارجع فاعبد ربك ببلادك فارتحل ابن الدغنة فرجع
ابوبكر فطاف في اشراف قريش فقال لهم ان ابابكر
لا يخرج مثله ولا يخرج واتخرجون رجلا يكسب المعدوم
ويصل الرحم ويحمل الكل ويقرى الضيف ويعين على
نوائب الحق - فانقذت قريش جوار ابن الدغنة وامنو
ابابكر وقالوا لابن الدغنة مر ابابكر فيعبد ربه في داره
فليصل وليقرأ ماشاء ولا يؤذينا بذلك ولا يستعلن به فانا
قد خشينا ان يفتن ابنائنا ونسائنا قال ابن الدغنة لابي
بكر فطفق ابوبكر يعبد ربه في داره ولا يستعلن بالصلوة
ولا القراءة ثم بدا لابي بكر فابتنى مسجداً بفناء داره وبرز
فكان يصلي فيه يقرء القرآن فيقف عليه نساء المشركين
وابناء هم يعجبون وينظرون اليه وكان ابوبكر رجلاً بكاءً
لا يملك دمعه حين يقرء القرآن فافزع ذلك اشراف

قریش من المشرکین فارسلوا الی ابن الدغنة فقدم علیہم فقالوا لہ انا
کنا آجرنا ابابکر علی ان یعبد ربہ فی دارہ وانہ جاوز ذلک فابتنی مسجدا
بفناء دارہ واعلن الصلوٰۃ والقراۃ وقد خشینا ان یفتن ابنائنا و
نسائنا فانہ۔ فان احب ان یقتصر علی ان یعبد ربہ فی دارہ فعل وان
ابی الا ان یعلن ذلک فاسئلہ ان یرد الیک ذمتک وانا کرھنا ان نخفرک
ولسنا مقرین لابی بکر الاستعلان قالت عائشۃ فاتی ابن الدغنة
ابابکر وقال قد علمتہ الذی عقدت لک علیہ فاما ان تقتصر علی ذلک
واما ان ترد علی ذمتی۔ فانی لا احب ان تسمع العرب انی اخفرت
فی رجل عقدت لہ قال ابوبکر انی ارد الیک جوارک وارضی بجوار
اللہ ورسولہ۔ یومئذ بمکۃ فقال رسول اللہ قد اریت دار ھجرتکم
رئیت سبخۃ ذات نخل بین الابتین وھما الحرتان فھاجر
من ھاجر من قبل المدینۃ حین ذکر ذلک رسول اللہ ورجع الی
المدینۃ بعض من کان ھاجر الی الحبشہ وتجھز ابوبکر مھاجرا
فقال لہ رسول اللہ علی رسلک فانی ارجوا ان یوذن لی۔
قال ابوبکر ھل ترجو ذلک بابی انت وامی قال نعم فحبس ابوبکر
نفسہ علی رسول اللہ لیصحبہ وعلف راحلتین کانتا عندہ
ورق السمر اربعۃ الشھر۔

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو مسلمان پایا۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جس دن سرور کونین صبح و شام ہمارے ہاں تشریف نہ لاتے ہوں۔

جب مسلمان مبتلائے مصائب ہوئے تو ابوبکر حبشہ کے لئے ہجرت کر کے روانہ

ہوگیا۔ جب برک غماد پر پہنچا تو راستہ میں ابن دغنہ ملا یہ قارہ کا سردار تھا۔ ابن دغنہ نے کہا۔ اے ابوبکر کہاں جا رہے ہو؟ ابوبکر نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اب چاہتا ہوں چل پھر کر اپنے اللہ کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ نے کہا۔ آپ جیسے آدمی کو نہ تو نکلنا چاہیئے اور نہ نکالا جانا چاہیئے۔ آپ ناداروں کے لئے کماتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ناچاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں مصائب اٹھاتے ہیں۔ میں تیری ضمانت لیتا ہوں۔ چل واپس پلٹ اپنے ملک میں اپنے رب کی عبادت کر۔

ابن دغنہ ابوبکر کو لے کر واپس روانہ ہوا۔ سرداران قریش کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا ابوبکر جیسا آدمی نہ تو نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو تنگدستوں کے لئے کماتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے عاجزوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے اور راہ حق میں پیش آنے والے مصائب برداشت کرتا ہے۔ قریش نے ابو دغنہ کی پناہ منظور کرلی اور ابوبکر کو امان دیکر ابو دغنہ سے کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کرے نماز پڑھے اور جو جی میں آئے پڑھے لیکن ہمیں تکلیف نہ دے اور نہ اس کا اعلان کرے کیونکہ ہمیں اپنے بچوں اور اپنی عورتوں کو مبتلائے فتنہ ہونے کا خطرہ ہے۔

ابوبکر اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے نہ اعلانیہ نماز پڑھتے اور نہ تلاوت قرآن اعلانیہ کرتے۔ پھر ابوبکر کے دل میں کوئی خیال آیا اور اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور وہاں قرآن و نماز پڑھنے لگے۔ مشرکین کے بچے اور عورتیں جمع ہوکر ابوبکر کو دیکھتے اور تعجب کرتے ابوبکر بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن پڑھتے تو بے اختیار ان کی آنکھیں بہنے لگتیں

مشرکین یہ دیکھ کر گھبرائے اور ابن دغنہ کو بلا بھیجا۔ جب ابن دغنہ آیا تو انہوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ ہم نے ابوبکر کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے لیکن اس نے اس شرط سے بڑھ کر اپنے صحن میں مسجد بنالی، قرآن اور نماز اعلانیہ پڑھنے لگا ہے ہمیں اپنے بچوں اور عورتوں کے گمراہ ہونے کا ڈر ہے لہٰذا اس سے جاکر کہو کہ اگر حسب سابق شرط کے مطابق کر سکتا ہے تو کرے ورنہ اپنی ضمانت اس سے واپس لے لو کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ تیری امان شکنی ہو اور ہم ابوبکر کی اعلانیہ نماز اور قرآن کو بھی گوارا نہیں کر سکتے۔

ابن دغنہ ابوبکر کے پاس آیا اور کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہاری امان مشروط لی ہے یا شرط کے مطابق عمل کرو اور یا میری امان واپس کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عالم عرب میں یہ بات مشہور ہو جائے کہ ابو دغنہ کی امان قریشیوں نے توڑ ڈالی ہے۔

ابوبکر نے کہا میں تیری امان تجھے واپس کرتا ہوں۔ مجھے اللہ اور رسول کی امان کافی ہے۔ تا حال سرور کونین مکہ ہی میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری ہجرت کا مقام معلوم ہو چکا ہے۔ میں نے ایک شور زمین دیکھی ہے جس میں کھجور کے درخت ہیں اور جو دو پتھریلے کناروں کے درمیان ہے جب آپ نے یہ بات بتائی تو پھر جس نے بھی ہجرت کی مدینہ ہی کی طرف کی اور جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف پلٹ آئے ابوبکر نے بھی ہجرت کی تیاری کی، تو رسول اللہ نے فرمایا تم ٹھیرو۔ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کا حکم ہوگا۔

ابوبکر نے عرض کی۔ میرے ماں باپ، آپ پر قربان ہوں آپ کو بھی ہجرت

کرنا پڑے گی۔ پھر ابوبکر بھی آپ کے ساتھ چلنے کی خاطر رُک گئے اور دو اونٹ جو ان کے پاس تھے ان کو چار ماہ تک سمر کے پتے کھلاتے رہے۔

۵۔ جلد دوم کتاب الانبیاء صفحہ ۴ حدیث ۱۰۸۷

عروة ابن الزبير ان عائشة قالت لم اعقل ابوى قط الا وهما يدينان الدين ولم يمر علينا يوم الا يأتينا فيه رسول الله طرفى النهار بكرة وعشية۔

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو مسلمان دیکھا ہے اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس کی صبح اور شام کو سرورِ کونین تشریف نہ لاتے ہوں۔

۶۔ جلد اول کتاب الصوم صفحہ ۶۷۴ حدیث ۱۰۹۱

هشام عن ابيه عن عائشة قالت لما قدم رسول الله المدينة وعك ابوبكر و بلال فكان ابوبكر اذا اخذته الحمى يقول: كل امرء مصبح فى اهله —— والموت ادنى من شراك نعله وكان بلال اذا اقلع عنه الحى يرفع عقيرته ويقول: ألا ليت شعرى هل ابيتن ليلة —— بوادر حولى اذخر وجليل —— وهل اردن يوما مياه مجنة وهل يبدون لى شامة وطفيل۔

وقال اللهم العن شيبة ابن ربيعة واميه ابن خلف كما اخرجونا من ارضنا الى ارض الوباء ثم قال رسول الله اللهم

حبب الينا المدينة كحبنا مكه او اشد - اللّٰهم بارك لنا فى صاعنا و فى مدنا و صححها لنا و انقل حماها الى الجحفة قالت وقدمنا المدينة وهى اوباء ارض الله قالت فكان بطحان يجرى بخلاً -

ترجمہ: ہشام اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرور کونینؐ مدینہ تشریف لائے تو ابوبکرہ اور بلال کو بخار ہو گیا ابوبکرہ کو جب بخار ہوتا تو یہ شعر پڑھتے۔

کل امرءٍ مصبح فى اهله	ہر انسان صبح تو اپنے اہل و عیال میں
والموت ادنى من شراك نعله	کرتا ہے لیکن موت جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے۔

اور بلال کا بخار جب اتر جاتا تو وہ باآواز بلند یہ شعر پڑھتا۔

ألا ليت شعرى هل ابيتن ليلةً	کاش میں ایک رات ہی وادیٔ مکہ میں
بوادٍ وحولى اذخر وجليل	اس طرح گزار لیتا کہ میرے گرد اذخر اور
وهل اردن يوماً مياه مجنة	جلیل جیسی گھاس ہوتی، کاش میں ایک
وهل يبدون لى شامة وطفيل	دن مجنہ کا پانی پی لیتا اور کاش ایک مرتبہ شامہ اور طفیل کو دیکھ لیتا۔

کہا، یا اللہ! شیبہ ابن ربیعہ، عتبہ ابن ربیعہ، اور امیہ ابن خلف پر لعنت کر جس طرح ان لوگوں نے ہمیں ہماری وطن سے دھکیل کر سرزمین وباء میں ڈال دیا۔

یا اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر۔ جس طرح ہمیں مکہ سے محبت ہے یا اس سے زیادہ (محبت پیدا کر) یا اللہ ہمارے صاع اور ہمارے

مدینہ میں برکت عطا کر اور یہاں کی آب و ہوا ہمارے لئے مناسب کر اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر۔ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ہم مدینہ آئے تو وہ اللہ کی زمین میں سب سے زیادہ وبا والی زمین تھی اور وہاں بطحان ایک نالہ تھا۔ جس سے بہت ہی بدبودار پانی تھوڑا تھوڑا بہتا رہتا۔

۷۔ جلد اول کتاب البیوع صفحہ ۲۸۵ حدیث ۱۹۹۵

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت لقل یوم کان یأتی علی النبیؐ الا یاتی فیہ بیت ابی بکر احد طرفی النھار فلما اذن لہ فی الخروج الی المدینۃ لم یرعنا الا وقد اتانا ظھرًا فخبر بہ ابوبکر فقال ماجاءنا النبیؐ فی ھذہ الساعۃ الا لامر حدث فلما دخل علیہ قال لابی بکر اخرج من عندک قال یارسول اللہ انما ھما ابنتای یعنی عائشۃ واسماء قال اشعرت انہ قد اذن لی فی الخروج قال الصحبۃ یارسول اللہ قال الصحبۃ۔ قال یارسول اللہ ان عندی ناقتین اعددتھما للخروج فخذ احدیھما قال اخذتھا بالثمن۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے والد کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ بہت کم دن ایسا ہوتا جب صبح و شام ابوبکر کے گھر تشریف نہ لاتے۔ جب آپکو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا تو ظہر کے وقت آپکی تشریف آوری کے باعث ہمارے دل میں خوف پیدا ہوا۔ ابوبکر کو اس کی خبر دی گئی تو کہنے لگے اس وقت کوئی نئی بات پیش آئی ہے جبھی تو آپ تشریف لائے ہیں۔ جب آپ ابوبکر کے

پاس پہنچے تو ان سے فرمایا کہ جو لوگ تمہارے پاس ہیں ان کو ہٹا دو۔ ابوبکر نے عرض کی یہ دونوں میری بیٹیاں عائشہ اور اسماء ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں بھی ساتھ رہوں گا۔ آپ نے فرمایا تم بھی ساتھ رہو گے ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں۔ جن کو میں نے سفر کے لئے تیار کیا ہے ان میں سے ایک آپ لے لیجیے۔ آپ نے فرمایا قیمت کے عوض ایک میری ہو گئی۔

۸۔ جلد دوم کتاب المغازی صہ ۵۵۶ حدیث ۱۲۶۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت استاذن النبيّ ابوبكر في الخروج حين اشتد عليه الاذى فقال له اقم فقال يارسول الله اتطمع ان يوذن لك؟ فكان رسول الله يقول انى لارجو ذلك قال فانتظره ابوبكر فاتاه رسول الله ذات يوم ظهرًا فناداه فقال اخرج من عندك فقال ابوبكر انما هما ابنتاى فقال اشعرت انه قد اذن لى فى الخروج فقال يارسول الله الصحبة فقال النبيّ الصحبة قال يارسول الله عندى ناقتان قد اعددتهما للخروج فاعطى النبيّ احديهما وهى جدعاء فركبا فانطلقا حتى اتيا الغار وهو ثبور فتواريا فيه فكان عامر ابن فهيرة غلامًا لعبد الله ابن الطفيل ابن سخرة اخو عائشة لامها وكان لابى بكر منحة فكان يروح بها و يغدو عليهم ويصبح

فيد فع اليهما ثم يسرح فلا يفطن به احمد من الرعاء فلما خرجا خرج معهما يعقبا حتى قدم المدينة حتى قدما المدينة فقتل عامر ابن فهيرة يوم بئر معونة۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ نبی سے ابوبکر نے مکہ والوں کی ایذا دیکھتے ہوئے مکہ سے باہر جانے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ کو بھی اجازت ملنے کی توقع ہے۔ آپ نے فرمایا امید تو مجھے ہے ابوبکر نے آپ کا انتظار کیا۔ ایک دن ظہر کے وقت آپ تشریف لائے۔ ابوبکر کا نام لے کر پکارا اور فرمایا جو کوئی تیرے پاس ہے اسے باہر نکال دے ابوبکر نے کہا یارسول اللہ میری بیٹی دو بیٹیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھے بھی جانے کی اجازت مل چکی ہے۔ ابوبکر نے کہا یارسول اللہ۔ کیا باہم جائیں گے۔ آپ نے کہا: ہاں! باہم جائیں گے۔ ابوبکر نے کہا میرے پاس دو ناقائیں ہیں جنہیں میں نے ہجرت کے لئے تیار کر رکھا ہے ابوبکر نے ان میں سے ایک آپ کو دے دی۔ یہی آپ کی جدعا نامی ناقہ تھی۔ دونوں سوار ہو گئے اور چلے گئے۔ غار ثور میں اگر چھپ رہے۔ عامر ابن فہیر۔ بی بی عائشہ کے مادری بھائی عبداللہ ابن طفیل ابن سخرہ کا غلام تھا۔ وہ ہر صبح و شام دودھ والی ناقہ لے جاتا انہیں دودھ پلا کر آجاتا کسی چرواہے کو اس راز سے آگاہی نہیں ہوئی۔ جب یہ دونوں نکل چلے تو عامر بھی ان کے ساتھ مدینہ چلا گیا۔ پھر عامر بئر معونہ کے دن قتل ہو گیا۔

۹۔ جلد دوم	کتاب المغازی	ص ۹۳۸	حدیث نمبر ۱۴۴۵

عطا ابن رباح قال ذرت عائشة مع عبيد ابن عمر فسألها

عن الهجرة فقالت لاهجرة اليوم كان المومن يفر احد
هم بدينه الى الله والى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما
اليوم فقد اظهر الله الاسلام فالمومن منا يعبد ربه
حيث شاء ولكن جهاد ونيته

ترجمہ:۔ عطاء ابن رباح کہتا ہے کہ میں عبید ابن عمر کے ساتھ بی بی عائشہ کی زیارت کو گیا اور ان سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو فرمایا آج کوئی ہجرت نہیں۔ ہجرت اس وقت تھی جب مسلمان اپنے دین کو بچانے کی خاطر اللہ اور رسول کی طرف بھاگتا تھا لیکن اب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اب مومن جہاں چاہے اللہ کی عبادت کر سکتا ہے البتہ اب جہاد اور نیت باقی ہیں۔

۱۰۔ جلد سوم کتاب المرضیٰ صفحہ ۲۵۸ حدیث ۶۱۴

هشام عن ابيه عن عائشة انها قالت لما قدم رسول
الله المدينة وعك ابوبكر وبلال قالت فدخلت
عليهما قلت يا ابت كيف تجدك ويا بلال كيف تجدك
قالت وكان ابوبكر اذا اخذته الحمى يقول كل
امرء مصبح فى اهله والموت ادنى من شراك
نعله وكان بلال اذا اقلعت عنه يقول:
الأليت شعرى هل ابيتن ليلة بواد وحولى اذخر وجليل
وهل اردن يوما مياه مجنة وهل تبدون لى شامة وطفيل
قالت عائشة فجئت الى رسول الله فاخبرته فقال اللهم
حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشد اللهم وصححها و

بارك لنا في مدها وصاعها وانقل حماها فاجعلها بالجحفة

ترجمہ: ہشام ابن عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرورِ کونین مدینہ میں تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال کو بخار ہوگیا۔ میں دونوں کے پاس خیریت پوچھنے گئی۔ ابوبکر کو جب بخار آتا تو یہ شعر پڑھتے۔ یوں تو ہر شخص اپنے گھر والوں میں ہوتا ہے لیکن موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے۔

اور بلال کا بخار جب اترتا تو وہ کہا کرتا تھا۔ کاش ایسے جنگل میں رات آتی جہاں گرد گرد اذخر اور جلیل ہوتی۔ کاش مجنہ کے چشمہ پہ جا سکتا یا شامہ اور طفیل پر ہی پہنچ سکتا۔ پھر میں نے سرورِ کونین کو مطلع کیا آپ نے فرمایا اے اللہ ہمارے دلوں میں محبت مکہ یا اس سے بھی زیادہ محبت مدینہ پیدا کر۔ اے اللہ! مدینہ کی آب و ہوا کو صحت افزا فرما، مدینہ کے مد و صاع کو بابرکت فرما اور مدینہ کا بخار جحفہ میں منتقل فرما۔

۱۱۔ جلد سوم کتاب المرضیٰ ص ۲۹۰ حدیث ۶۲۷

هشام عن ابيه عن عائشة انها قالت لما قدم رسول الله وعك ابوبكر وبلال قالت فدخلت عليهما فقلت يا ابت كيف تجدك ويا بلال كيف تجدك قالت وكان ابوبكر اذا اخذته الحمى يقول۔

كل امرء مصبح في اهله والموت ادنى من شراك نعله

وكان بلال اذا اقلع عنه يرفع عقيرته ويقول۔

الا ليت شعرى هل ابيتن ليلة بواد وحولى اذخر وجليل

وهل اردن يوما مياه مجنة وهل تبدون لى شامة وطفيل

قال قالت عائشة فجئت رسول الله فاخبرته فقال اللّٰھم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد و صححھا و بارك لنا فی صاعھا و مدھا وانقل حماھا فاجعلھا بالجحفة -

ترجمہ: ہشام اپنے والد کے ذریعہ بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرور کونینؐ مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر و بلال کو بخار ہو گیا۔ میں دونوں کے پاس گئی۔ اور پوچھا۔ ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ بلال تم کیسے ہو؟ ابوبکر کو جب بخار آتا تو کہا کرتا تھا۔

یوں تو ہر شخص اپنے اہل میں صبح کرتا ہے لیکن موت تسمۂ جوتی سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے اور بلال کا جب بخار اترتا تو کہا کرتا تھا۔

کاش میں ایسی وادی میں رات گزارتا جہاں میرے گرد اذخر اور جلیل ہوتی۔
کیا میں مجنة کا پانی پی سکوں گا اور کیا شاہد اور طفیل جیسے چشمے میسر آسکیں گے

میں سرور کونینؐ کے پاس آئی انہیں اطلاع دی تو آپ نے کہا۔

اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی ویسی محبت پیدا کر جیسی مکہ کی ہے۔ مدینہ کی آب و ہوا کو صحت افزا فرما۔ ہمارے لئے مدینہ کے صاع میں برکت فرما۔ مدینہ کے بخار کو مدینہ بدر کر کے جحفہ میں منتقل فرما۔

۱۲۔ جلد سوم کتاب اللباس ص۳۰۵ حدیث ۵۳۰

عروہ عن عائشة قالت ھاجر الی الحبشة من المسلمین وتجھز ابوبکر مھاجراً فقال النبیؐ علی رسلك فانی ارجوان یؤذن لی فقال ابوبکر اوترجوہ بابی انت قال نعم فحبس ابوبکر نفسه علی النبیؐ لصحبته وعلف

راحلتين كانتا عنده ورق السمر اربعة اشهر قال عروة
قالت عائشة فبينا نحن يوما جلوس فى بيتنا فى نحر
الظهيرة فقال قائل لابى بكر هذا رسول الله مقبلا متقنعا
فى ساعة لم يكن ياتينا فيها قال ابوبكر فدا له بابى و
امى والله ان جاء به فى هذه الساعة الا لامر فجاء النبىؐ
فاستاذن فاذن له فدخل فقال حين دخل لابى بكر اخرج
من عندك قال انما هم اهلك بابى انت يارسول قال فانى
انما قد اذن لى فى الخروج قال فالصحبته بابى انت
يارسول الله قال نعم ۔ قال فخذ بابى انت يارسول الله احدىٰ
راحلتى هاتين قال النبىؐ بالثمن قالت فجهزنا هما احث
الجهاز وصنعنا لهما سفرة فى جراب فقطعت اسماء بنت
ابى بكر قطعة من نطاقها فاوكت به الجراب ولذلك
كانت تسمى ذات النطاق ثم لحق النبىؐ وابوبكر بغارى
فى جبل يقال له ثور فمكث فيه ثلاث ليال يبيت عند
هما عبدالله ابى بكر وهو غلام شاب لقن ثقف فيرحل
من عندهما سحر فيصبح مع قريش بمكة كبائت فلا
يسمع امرا يكادان به الا وعاه حتى ياتيهما عامر ابن
فهيره مولى ابى بكر ويرعى عليهما عامر ابن فهيرة مولى
ابى بكر ———————— فتحه
من غنم فيريحها عليهما حين تذهب ساعة من العشاء
فيبتان فى رسلها حتى ينعق بها عامر ابن فهيرة بغلس

يفعل ذلك كل ليلة من تلك الليالي الثلاث ۔

ترجمہ: عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ابوبکر نے بھی ہجرت کی تیاری کی ۔ سرور کونین نے فرمایا ۔ تم ٹھہر جاؤ ۔ کیونکہ مجھے بھی اجازت ملنے کی توقع ہے ۔ ابوبکر نے کہا ۔ میرا باپ قربان ہو کیا آپ کو بھی ہجرت کا حکم ملے گا ؟ آپ نے فرمایا ۔ ہاں ! ابوبکر آپ کے کہنے سے رُک گئے اور اپنی سواریوں کو چار ماہ تک ببول کے پتے کھلاتے رہے ایک دن ہم اپنے گھر میں دوپہر کے وقت بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا ۔ سرور کونین تشریف لاتے ہیں اور اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے ہیں یہ وقت ایسا تھا کہ ایسے وقت میں آپ کبھی ہمارے ہاں تشریف لاتے ہوں ۔ آپ تشریف لائے ۔ اندر آنے کی اجازت مانگی اجازت مل گئی ۔ آپ اندر تشریف لائے اندر آکر آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس جتنے لوگ ہیں ۔ انہیں ہٹا دو ۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ! آپ کے اہل ہی ہیں ۔ آپ نے فرمایا مجھے بھی ہجرت کا حکم مل گیا ہے ۔ ابوبکر نے کہا میرے والدین قربان جائیں ان دو ناقاؤں میں سے ایک لے لیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ قیمت کے عوض ایک میری ہوگی ۔ ہم نے دونوں کے لئے سامان سفر تیار کیا چمڑے کی ایک تھیلی میں رکھا ۔ اسماء بنت ابوبکر نے اپنا کمربند دو نیم کر کے ایک ٹکڑے سے تھیلی کا منہ باندھا اسی لئے اسماء کو ذات النطاق کہا جانے لگا چنانچہ آپ اور ابوبکر دونوں کوہ ثور چلے گئے ۔ وہاں تین راتیں قیام کیا ۔ عبداللہ ابن ابوبکر جو کہ ایک ذہین اور نوعمر تھا ان کے پاس رات گزارتا اور صبح کو وہاں سے واپس آجاتا اور دن قریش میں اس طرح گزارتا گویا رات بھی انہی میں رہا ہو جو بات بھی سنتا اسے یاد کرتا اور رات کو ان کے پاس پہنچ کر انہیں مطلع کرتا ۔ ایک گھڑی رات گزرنے کے بعد ابوبکر کا غلام عامر ابن فہیرہ اپنی بکریاں چرانے کے بہانے لے جاتا ہر

دونوں رات وہیں گزارتے۔ رات تاریکی ہی میں وہاں سے پٹ آتا۔ تین رات تک یہ ایسا کرتے رہے۔

۱۳۔ جلد سوم　　　کتاب الآداب　　　صفحہ ۳۸۵　　　حدیث ۱۰۱۳

عروہ ابن الزبیر ان عائشۃ زوج النبی قالت لم اعقل ابوی الا وھما یدینان الدین ولم یمر علیھما یوم الا یاتینا فیہ رسول اللہ طرفی النھار بکرۃ وعشیہ فبینما نحن جلوس فی بیت ابی بکر فی نحر الظھیرۃ قال قائل ھذا رسول اللہ فی ساعۃ لم یکن یاتینا فیھا قال ابوبکر ما جاء بہ فی ھذہ الساعۃ الا امر قال انی قد اذن لی بالخروج

ترجمہ: عروہ ابن زبیر زوجہ رسول اکرم بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو مسلمان دیکھا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا۔ جس کی صبح وشام کو سرورکونین ہمارے ہاں تشریف نہ لاتے ہوں۔ ایک دن ہم دوپہر کے وقت ابوبکر کے گھر بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا رسول اللہ تشریف لاتے ہیں یہ ایسا وقت تھا جس میں آپ کبھی تشریف نہ لاتے تھے۔ ابوبکر نے کہا اس وقت آپ کسی انتہائی ضروری کام کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔

محترم قارئین:

اس عنوان میں گیارہ احادیث ہیں۔ جن میں سے کچھ احادیث کا تعلق وقت ہجرت سے ہے اور کچھ کا تعلق ہجرت کے بعد مدنی زندگی سے ہے۔

ہجرت سے متعلق احادیث:

جلد اوّل ص۴۵۹ ۔ جلد اوّل ص۲۱۳۸ ۔ جلد دوم ص۱۰۸۷ ۔ جلد سوم ص۱۰۱۳ ۔ جلد اول ص۱۹۹۵

جلد دوم ص۱۲۹۲ ۔ جلد دوم ص۱۴۴۵ ۔ جلد سوم ص۴۵۳

ہجرت کے بعد کی احادیث۔

جلد اول ص۱۶۹۱ ۔ جلد سوم ص۶۱۴ ۔ جلد سوم ص۶۳۷

احادیث ہجرت	راوی	احادیث بعد از ہجرت	راوی
جلد اول ص۴۵۹	عروہ ابن زبیر	جلد اول ص۱۶۹۱	عروہ ابن زبیر
جلد اول ص۲۱۳۸	〃	جلد سوم ص۶۱۴	〃
جلد دوم ص۱۰۸۷	〃	جلد سوم ص۶۳۷	〃
جلد سوم ص۱۰۹۳	〃		
جلد اول ص۱۹۹۵	〃		
جلد دوم ص۱۲۹۲	〃		
جلد دوم ص۱۴۴۵	عطاء ابن رباح		
جلد سوم ص۴۵۳	عروہ ابن زبیر		

گویا واقعہ ہجرت یا بعد از ہجرت کی دس احادیث کا راوی تنہا بی بی کا بھانجا۔ اسمار بنت ابوبکر کا چھوٹا بیٹا۔ عبداللہ ابن زبیر کا چھوٹا بھائی اور ابوبکر کا چھوٹا نواسہ عروہ ابن زبیر ہے۔

جبکہ صرف ایک حدیث جلد دوم ص۱۴۴۵ کا راوی عطاء ابن رباح ہے۔ یہ خیال رہے کہ عطاء کی حدیث میں واقعہ ہجرت یا وبائے مدینہ وغیرہ سے تعلق نہیں بلکہ اس نے بی بی عائشہ سے صرف مسئلہ پوچھا ہے کہ آجکل بھی ہجرت کی جا سکتی ہے

یا نہیں جس کا جواب بی بی نے نفی میں دیا ہے

احادیث ہجرت :

جلد اول ۵۹۴ ، جلد دوم ۱۰۰۵ اور جلد سوم ۱۰۱۳ میں بی بی عائشہ اپنے بھانجے کو صرف اپنے والدین کے مسلمان ہونے کا بتاتی ہے کہ میں نے ہوش سنبھالا تو میرے والدین مسلمان تھے البتہ جلد اوّل ۲۱۳۵ مشترک ہے جسمیں والدین کا اسلام بھی ہے اور آخر میں چند ایک جملے ہجرت سے متعلق بھی ہیں۔

بعد از ہجرت کی احادیث :

- ان تین احادیث میں بی بی عائشہ صرف یہ بتانا چاہتی ہیں کہ
- ہجرت سے قبل مدینہ کی آب و ہوا غیر صحت مند تھی۔
- ابو بکر اور بلال بیمار ہو گئے۔
- سرورِ کونینؐ نے آب و ہوائے مدینہ کو صحت افزا بنانے کی دعا مانگی۔
- صحابہ کو مدینہ کی زندگی پسند نہ تھی۔
- صحابہ کو مکہ سے زیادہ محبت تھی۔
- سرورِ کونینؐ نے ابو بکر و بلال کی بیماری کے پیشِ نظر صحابہ کے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کرنے اور سرزمین مدینہ سے بخار کو منتقل کر کے وادی جحفہ میں لے جانے کی سفارش کی۔
- ابو بکر ہر بخار میں موت کو یاد کرتا تھا۔
- بلال ہر بخار میں مجنہ۔ شامہ اور طفیل کے چشموں کے پانی۔ اذخر اور جلیل گھاس کی خوشبو کو یاد کرتا تھا۔

وقت ہجرت کی احادیث :

- جلد اول ص۲۱۳۸ بی بی یہ بتاتی ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا میرے والدین مسلمان تھے۔
- سرور کونین ہر دن دو مرتبہ ضرور ہمارے گھر تشریف لاتے تھے۔
- جب دوسرے مسلمان مبتلائے تکالیف ہو کر ہجرت کرنے لگے تو ابوبکر نے بھی حبشہ کا رُخ کیا۔
- برک الغماد نامی مقام پر پہنچے تو بنی قارہ کا سردار ابن دغنہ ملا۔
- ابن دغنہ نے ابوبکر سے پوچھا کہاں جاتے ہو ابوبکر نے وجہ بتائی۔
- ابن دغنہ نے ابوبکر کے اوصاف گنوائے ابوبکر کو وعدہ امان دیا اور واپس لایا۔
- ابن دغنہ نے قریش مکہ کو ابوبکر کے اوصاف بتائے اور بتایا کہ میں نے اسے امان دی ہے۔
- قریش مکہ نے مشروط امان قبول کی۔
- ابوبکر نے قریش مکہ کے شرائط قبول کر لئے۔
- ابوبکر نے ابن دغنہ کی دی گئی مشروط امان کی خلاف ورزی کی۔
- قریش مکہ نے ابن دغنہ کو بلا کر ابوبکر کی عہد شکنی کا شکوہ کیا۔
- ابن دغنہ نے ابوبکر سے شکوہ کیا اور اپنی امان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔
- ابوبکر نے ابن دغنہ کو امان واپس کر دی۔
- سرور کونین نے صحابہ کو بتایا کہ مدینہ دارالہجرۃ ہے۔
- ابوبکر مدینہ کو ہجرت کے لئے تیار ہوا سرور کونین نے روک لیا۔
- سرور کونین نے فرمایا کہ مجھے بھی حکم ہجرت کی توقع ہے۔
- ابوبکر نے سوال کیا۔ کیا آپ بھی ہجرت کریں گے۔

○ ابوبکر چار ماہ تک اپنی ناقاؤں کو ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

یہ ہے اس حدیث کا ماخذ: اب چند سوالات ہیں جو اس ضمن میں کھٹکتے ہیں اگر کوئی بتا دے تو نوازش ہوگی۔

① عروہ ابن زبیر بوقت ہجرت کتنی عمر کا تھا؟

② بی بی عائشہ بوقتِ ہجرت کتنی عمر کی تھی؟

③ قریش مکہ کی جانب سے وہ کونسی ایذائیں تھیں جن کی بنیاد پر ابوبکر عازم ہجرت ہوتے تھے؟

④ ابن دغنہ اور ابوبکر کا آپس میں کیا تعلق تھا؟

⑤ ابوبکر نے اس ہجرت سے قبل سرورِ کونین ؐ سے اجازت لی تھی یا نہیں؟

⑥ اگر اجازت لی تھی تو اس کا ذکر کہاں ہے؟

⑦ اگر اجازت نہیں لی تھی تو کیوں؟

⑧ ابوبکر نے ابن دغنہ کی امان کیوں قبول کی تھی؟

⑨ کیا ابن دغنہ کی امان قبول کرنے میں ابوبکر نے سرورِ کونین ؐ سے اجازت لے لی تھی؟

⑩ اگر اجازت لے رکھی تھی تو کہاں ہے؟

⑪ اگر اجازت نہیں لی تھی تو ایک کافر کی امان کس بنا پر قبول کی؟

⑫ ابوبکر نے قریش کی مشروط امان کیوں قبول کی تھی؟

⑬ کیا سرورِ کونین نے اجازت دی تھی؟

⑭ اگر سرورِ کونینؐ کی اجازت تھی تو سرٹیفکیٹ کہاں ہے؟

⑮ جب ابوبکر مشروط امان قبول کر چکا تھا پھر خلاف شرط کیوں کیا؟

⑯ اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنانے کا کیا مطلب ہے؟

(۱۷) کیا ابوبکر بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھتے تھے ؟

(۱۸) کیا اور کسی صحابی نے بھی اپنے گھر میں مسجد بنائی تھی ؟

(۱۹) کیا سرور کونین ؐ نے بھی اپنے گھر میں مسجد بنائی تھی ؟

(۲۰) یہ مسجد ابوبکر نے سرور کونین ؐ کی اجازت سے بنائی تھی یا از خود۔

(۲۱) اگر بلا اجازت بنائی تو کیوں ؟

(۲۲) اگر اجازت لے کر بنائی تھی تو اجازت نامہ کہاں ہے ؟

(۲۳) دوسرے مسلمانوں کے خلاف ابوبکر کو اپنے گھر میں مسجد بنانے کی ضرورت کیوں پیش آگئی ؟

(۲۴) کیا آج بھی تاریخ میں اس مسجد کا کوئی وجود ہے ؟

(۲۵) کیا فتح مکہ کے وقت بھی اس مسجد کا کہیں ذکر ہے ؟

(۲۶) کیا ابوبکر کے گھر کی چاردیواری وغیرہ نہیں تھی ؟

(۲۷) اگر چاردیواری نہیں تھی تو کیا سبب تھا ؟

(۲۸) اگر چاردیواری تھی تو قریش مکہ کی عورتیں اور بچے آپ کی چاردیواری میں آکر ابوبکر کو نماز اور قرآن پڑھتا دیکھتے تھے ؟

(۲۹) بی بی نے ذکر تو والدین کے اسلام کا کیا ہے لیکن بات صرف ابوبکر کی کی ہے ؟

(۳۰) بی بی کی والدہ ام رومان کہاں تھی ؟

(۳۱) کیا وہ بھی نماز اور قرآن پڑھتی تھی ؟

(۳۲) اگر پڑھتی تھی تو کہاں موجود ہے ؟

(۳۳) اگر ام رومان نماز اور قرآن پڑھتی تھی تو قریش کی عورتیں اور بچے بی بی کے باپ ابوبکر کو کیوں دیکھتے تھے بی بی کی ماں کو کیوں نہ دیکھتے تھے ؟

(۳۴) قریش مکہ نے ابن دغنہ کے سامنے ابوبکر سے تو خطرہ ظاہر کیا ہے لیکن بی بی کی ماں سے کسی قسم کا خطرہ ظاہر نہیں کیا کروہ کیا ہے ؟

(۲۵) کہیں ایسا تو نہیں کہ بی بی صرف اپنے باپ کی قصیدہ خوانی فرما رہی ہوں ؟

(۲۶) کہیں بی بی یہ تو نہیں بتانا چاہتی کہ ابو بکر ابتداء سے مسلمان تھا جبکہ سرورِ کونینؐ کا ابتدائی زمانہ کسی اور رنگ میں گزرا ؟

(۲۷) دیگر احادیث میں بی بی نے نہ تو ہجرت حبشہ کا ذکر کیا ہے نہ ابن دغنہ کی پناہ کا ذکر کیا ہے کیا وجہ ہے ؟

(۲۸) جب ابو بکر سوئے حبشہ جا رہے تھے تو تنہا تھے یا بی بی بھی ساتھ تھی ؟

(۲۹) اگر تنہا تھے تو ابو بکر اپنے اہل و عیال کو کس کے سپرد کر گئے تھے ؟

(۳۰) اگر یہ سب ساتھ تھے تو اس کا ذکر کہاں ہے ؟

(۳۱) کہیں ایسا تو نہیں کہ سیاسی حالات کے پیش نظر ابن دغنہ کی امان مشروط قبول کر لی اور جب وہ حالات نہ رہے تو عہد شکنی کر کے اللہ اور رسول کی پناہ تلاش کر لی ؟

(۳۲) جو اللہ اور رسول ابن دغنہ کی امان کے وقت موجود تھے وہ امان سے قبل بھی موجود تھے اور بعد میں بھی موجود رہے پھر کیا وجہ ہے ؟ کہ ایک وقت ان کی امان کو ناقص سمجھ کر سوئے حبشہ چل دیئے پھر ابن دغنہ کافر کی امان قبول کر لی اور پھر ابن دغنہ سے عہد شکنی کر لی ۔

جلد اول ۱۹۹۵ میں نہ ابو بکر کی سوئے حبشہ ہجرت کا ذکر ہے اور نہ کفار کی تکالیف وغیرہ کا تذکرہ ہے صرف سرور کونینؐ کے صبح و شام تشریف لانے کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ سرور کونینؐ بوقت ظہر تشریف لاتے ۔ ابو بکر نے اس بے وقت آنے سے کسی ہنگامی ضرورت کا اندازہ لگایا ۔ آپ نے ابو بکر سے پوچھا کہ : کیا تمہیں بھی معلوم ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے ابو بکر کا جواب ذکر نہیں ۔ پھر ابو بکر نے ساتھ جانے کا

پوچھا۔ آپ نے ساتھ جانے کا فرمایا۔ البتہ جب آپ تشریف لائے تو ابوبکر سے کہا کہ تیرے پاس جو کوئی بھی ہے اسے نکال باہر کر۔ ابوبکر نے کہا صرف میری دو لڑکیاں یعنی عائشہ اور اسماء ہیں۔ آخر میں ابوبکر کے ایک ناقہ پیش کرنے کا بتایا گیا ہے جسے آنحضورؐ نے بشرط معاوضہ قبول کر لیا۔

چند سوالات :

- کیا سرورِ کونینؐ صرف ابوبکر کے گھر تشریف لاتے تھے یا اور کسی صحابی کے گھر بھی جاتے تھے ؟
- اگر صرف ابوبکر کے گھر آتے تھے تو کیا خصوصیت تھی ؟
- اگر دوسرے صحابہ کے گھر بھی جاتے تھے تو وہ کون تھے ؟
- کیا عائشہ کے ساتھ سرورِ کونینؐ کا عقد ہو چکا تھا ؟
- اگر ہو چکا تھا تو ابوبکر نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ایک آپ کی بیوی ہے اور دوسری میری بیٹی ہے ؟
- کیا ابوبکر کا یہ کہنا کہ میری یہی دو بیٹیاں ہیں ہجرت سے قبل عقد عائشہ ثابت کرتا ہے
- اگر عقد ثابت ہوتا ہے تو کیسے ؟ اگر ثابت نہ ہو تو پھر کب اور کہاں ہوا ؟
- سرورِ کونینؐ نے ابوبکر سے کیوں پوچھا کہ : کیا تجھے بھی معلوم ہے کہ مجھے اذن ہجرت ہو چکا ہے ؟
- کیا سرورِ کونینؐ ابوبکر کے پاس جبرئیل آنے یا الہام کے قائل تھے ؟
- بی بی عائشہ کی ماں ام رومان کہاں تھی ؟

جلد دوم ص۱۲۶۲ میں جلد اول ص۱۹۹۵ جیسے واقعات ہیں البتہ کچھ اضافہ ہے۔

جو ناقہ آپ نے ابوبکر سے خریدی تھی اس کا نام جدعاد بتایا گیا ہے۔ غار ثور میں پہنچنے کا ذکر ہے۔

عامر ابن فہیرہ کا ذکر ہے جو بی بی عائشہ کے مادری بھائی عبداللہ ابن طفیل کا غلام تھا۔ اور یہی عامر ایام غار میں صبح و شام ان کے پاس آتا تھا کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ جب آپ غار سے باہر آئے اور مدینہ کی طرف چلے تو عامر بھی ساتھ ہو لیا اور بئر معونہ کے دن مارا گیا۔

چند سوالات :

- جب عامر آپ کے ساتھ چلا آیا تو کیا عبداللہ نے اسے تلاش کیا؟
- اگر تلاش کیا تو نہ ملنے پر اس کا ردعمل کیا تھا؟
- اگر تلاش نہیں کیا تو کیوں؟
- غار میں پہنچنے وہاں قیام اور مدینہ رسیدگی تک کا واقعہ بی بی نے خود دیکھا ہے

  یا

  عامر سے سُنا ہے یا آنحضورؐ سے نقل کیا ہے اور ابوبکر سے روایت کیا ہے؟
- خود تو یقیناً نہیں دیکھا جب کسی سے سُنا ہی ہے تو اس کا نام کیوں نہیں بتایا؟

جلد سوم ۵۲ میں بی بی بتاتی ہے کہ

دوسرے مسلمانوں کے جا چکنے کے بعد ابوبکر بھی آمادہ ہجرت ہوا۔ لیکن سرورِ کونینؐ نے روک لیا اور فرمایا کہ ممکن ہے مجھے بھی اجازت مل جائے ابوبکر نے حیران ہو کر پوچھا کیا آپ کو بھی اجازت ملے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر ابوبکر اپنی دو ناقاؤں کو ببول کے پتے کھلا کر موٹا کرنے لگے۔ چار ماہ تک ابوبکر ناقاؤں کو ببول کے پتے کھلاتے رہے ——— ایک دن آپ دوپہر کو تشریف لائے۔ ابوبکر کو کسی نے اطلاع دی کہ رسول آ رہے ہیں۔ ابوبکر سمجھ گئے کہ کوئی ہنگامی معاملہ ہے۔

آپ آ گئے اجازت مانگی۔ اندر گئے ابوبکر سے کہا جو کوئی ہے اسے باہر کر دے۔ ابوبکر نے کہا آپ کے گھر والے ہیں۔ ہجرت کا پروگرام بنا۔ ابوبکر نے ایک ناقہ پیش کی۔ آپ نے بشرط قیمت لے لی۔ تیاری ہوئی، ناشتہ تیار کیا گیا۔ اسماء نے کمر بند دو نیم کر کے ایک سے تھیلی کا منہ باندھا۔ دونوں ہجرت کر کے روانہ ہو گئے۔

عبداللہ ابن ابوبکر نوجوان تھا۔ روزانہ رات کو ان کے پاس جاتا۔ انہیں حالات سے مطلع کرتا اور صبح کو تڑکے واپس آ جاتا۔ صبح کو عامر ابن فہیرہ بکریاں چرانے کے بہانے وہاں آ جاتا۔ پھر عبداللہ اور عامر دونوں ان کے پاس رات گزارتے۔

سوالات :

- دیگر تمام احادیث میں ابوبکر نے کہا۔ میری بیٹیاں ہیں۔ لیکن اس حدیث میں کہا کہ آپ کے گھر والے ہیں ؟ کیا عائشہ اور اسماء دونوں آپ کی گھر والیاں تھیں ؟
- ابوبکر حیران ہو کر آپ سے کیوں پوچھتا تھا کہ کیا آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہوگا ؟
- سرورِ کونین دوپہر کو چہرہ پر نقاب کیوں ڈالے ہوئے تھے ؟
- اسماء کو کمر بند دو نیم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟
- کیا گھر میں کوئی اور کپڑا یا رسی کا ٹکڑا موجود نہیں تھا ؟
- جلد دوم ص ۱۲۹۲ میں عبداللہ ابن طفیل بی بی کا مادری بھائی بتایا گیا ہے جبکہ زیرِ نظر حدیث میں عامر کو ابوبکر کا غلام بتایا گیا ہے کیا وجہ ہے ؟
- جلد دوم ص ۱۲۹۲ میں حالات لانے اور لے جانے کی خاطر آنے والا صرف عامر تھا لیکن زیرِ نظر حدیث میں عبداللہ ابن ابوبکر بتایا گیا ہے کوئی وجہ ؟
- سابقاً یہ بتایا گیا تھا کہ عامر بھی ہجرت کر کے مدینہ چلا آیا تھا۔ لیکن زیرِ نظر حدیث میں نہ ہجرت عامر کا ذکر ہے اور نہ ہی عبداللہ کا۔ کچھ تو بتایا جائے ؟
- یہ اضطراب ، یہ بے چینی اور یہ اختلاف بیان اس بات کی علامت تو نہیں کہ یہ سب کچھ اپنی صفائی ، اپنی دیانت داری اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی کوشش تو نہیں۔ کہیں یہ سب کچھ بنایا تو نہیں گیا ؟
- اگر بنایا نہیں گیا تو پھر ایک ہی واقعہ کی اتنی مختلف تعبیریں کیوں ہیں ؟

○ حالانکہ راوی ایک ہے۔ محدث ایک ہے۔ واقعہ ایک ہے۔ بات ایک ہے اور ہجرت ایک ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہر روایت دوسری سے مختلف مقصود اور معنی لئے ہوئے ہے؟

مادرِ معاویہ

کل چھ احادیث ۔

(۱) جلد سوم ص ۳۲۷	راوی عروہ
(۲) جلد سوم ص ۳۳۲	〃 〃
(۳) جلد دوم ص ۴۳۷	〃 〃
(۴) جلد سوم ص ۳۲۵	〃 〃
(۵) جلد سوم ص ۲۰۴۸	〃 〃
(۶) جلد اول ص ۲۲۸۵	〃 〃

۱۴۔ جلدسوم کتاب النفقات صـ۱۹۹ حدیث ۳۲۷

عروۃ ان عائشۃ قالت جاءت ھند بنت عتبۃ فقالت یارسول اللہ ان ابا سفیان رجل مسیك فھل علی حرج ان اطعم من الذی لہ عیالنا۔

ترجمہ: عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہند بنت عتبہ آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے اگر میں اس کے مال میں سے بچوں کو کھلاؤں تو کوئی حرج ہے؟

۱۵۔ جلدسوم کتاب النفقات صـ۲۰۰ حدیث ۳۳۲

ھشام قال اخبرنی ابی عن عائشۃ ان ھند بنت عتبۃ قالت یارسول اللہ ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت منہ وھو لا یعلم۔

ترجمہ: ہشام اپنے والد کے ذریعہ بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان انتہائی بخیل آدمی ہے مجھ کو تنا نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو۔ سوائے اس کے ساتھ شامل کئے جو میں اس کی لاعلمی میں لے لوں۔

۱۶۔ جلد سوم　　کتاب الانبیاء　　صہ ۳۳۸　　حدیث ۴۳۷

عروۃ عن عائشۃ قالت جاءت ھند بنت عتبتہ قالت
یارسول اللہ ما کان علی ظھر الارض من اھل خباء احب
الی ان یذلوا من اھل خبائک ثم ما اصبح الیوم علی
ظھر الارض اھل خباء احب الی ان یعزوا من اھل خبائک
قال و یضا والذی نفسی بیدہ قالت یارسول ان اباسفیان
رجل مسیک فھل علی حرج ان اطعم من الذی لہ عیالنا
قال لا اراہ الا بالمعروف۔

ترجمہ :۔ عروہ بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ہند بنت عتبہ سرورِ کونینؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی : یارسول اللہ! ایک وقت تھا جب میری نگاہ میں آپ کے خیام کی نسبت ذلت کے مستحق کوئی خیمہ نہ تھا لیکن آج میری نگاہ میں روئے زمین پر آپ کے خیام سے زیادہ قابل عزت کوئی خیمہ نہیں۔ بخدا پھر کہا۔ یارسول اللہ! ابوسفیان انتہا کا بخیل ہے اگر میں اپنے عیال کو اس کے مال سے (بلا اجازت) کھلاؤں تو کوئی حرج ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو جائز طریقہ کے علاوہ اجازت نہیں دوں گا۔

۱۷۔ جلد سوم　　کتاب النفقات　　صہ ۱۰۳　　حدیث ۴۲۸

عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت ھند یارسول اللہ ان
اباسفیان رجل شحیح فھل علی جناح ان اخذ من مالہ
ما یکفینی و بنی۔

ترجمہ :۔ عروہ اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہند بنت

عتبہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ابوسفیان حد درجہ بخیل ہے اگر میں اس کے مال سے (بلا اجازت) اتنا لے لوں جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو تو کیا جائز ہے؟

۱۸۔ جلد سوم کتاب الاحکام صفحہ ۱۰۲ حدیث ۲۰۴۸

هشام عن ابيه عن عائشة ان هند قالت للنبي ان ابا سفيان رجل شحيح فاحتاج ان اخذ من ماله۔

ترجمہ: ہشام اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ہند نے عرض کیا یارسول اللہ ابوسفیان انتہا کا بخیل ہے جس کی بدولت مجھے اس کے مال سے (بلا اجازت) لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

۱۹۔ جلد اول کتاب المظالم صفحہ ۹۳۸ حدیث ۲۲۹۵

عروه ان عائشة قالت جاءت هند بنت عتبة ابن ربيعه فقالت يارسول الله ان ابا سفيان رجل مسيك فهل على حرج ان اطعم من الذى له عيالنا فقال لا حرج عليك ان تطعميهم بالمعروف۔

ترجمہ: عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہند بنت عتبہ ابن ربیع آئی اور عرض کیا یارسول اللہ ابوسفیان انتہائی بخیل ہے اگر میں اس کے مال سے (بلا اجازت) اپنے بچوں کو کھلا دوں تو کوئی حرج ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر جائز حد تک کھلائے تو کوئی حرج نہیں۔

محترم قارئین :۔

یہ چھ احادیث ہیں جن کا راوی تنہا بی بی کا بھانجا عروہ بن زبیر ہے۔

کیا ان میں تکرار ہے۔

ممکن ہے ہمارے بعض نادان دوست یہ سمجھ لیں کہ ایک ہی حدیث کو امام بخاری نے بار بار لکھا ہے لہذا یہ چھ احادیث نہیں بلکہ ایک حدیث ہے تو آئیے ایک مرتبہ پھر احادیث میں غور فرمائیے اور دیکھئے کہ کیا تکرار ہے۔

جلد سوم ص۳۲۵ - ان ابا سفیان رجل مسیک جلد سوم ص۳۳۲ - ان ابا سفیان رجل شحیح

جلد دوم ص۲۳۵ میں سرور کونین کا جواب مذکور ہے جبکہ جلد سوم ص۳۲۵، ص۳۳۲، ص۲۳۸، ص۲۰۴۵ میں مادر معاویہ ہند زوجہ ابوسفیان کا شکوہ اور اعتراف جرم ہے۔

○ جلد دوم ص۲۳۵ اور جلد اول ص۲۲۸۵ میں سرور کونین کے جواب کو ملاحظہ فرمائیں۔ دونوں احادیث میں مختلف ہے۔

○ جلد دوم ص۲۳۷ میں فرماتے ہیں لا اراہ الا بمعروف جائز طریقہ کے علاوہ میں اجازت نہیں دیتا۔

○ جلد اول ص۲۲۸۵ میں فرماتے ہیں۔ لاحرج علیک ان تطعمیھم بالمعروف اگر جائز طریقہ سے کھلائے تو کوئی حرج نہیں۔

○ اگر فرداً فرداً آپ ایک حدیث کا موازنہ کریں تو آپ کو واضح فرق نظر آئے گا۔ اور یہی فرق ہی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہر حدیث اپنی ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے اور ان میں تکرار نہیں ہے۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد اب آئیے ان احادیث میں فکر کریں اور دیکھیں کہ ان احادیث کی روایت میں بی بی کیا بتانا چاہتی ہیں۔

- جہاں تک میں سمجھتا ہوں بی بی بتانا یہ چاہتی ہیں کہ
- جد المومنین ابوسفیان بقول جدۃ المومنین ہند مادر معاویہ حد درجہ بخیل تھا۔
- ابوسفیان گھریو اخراجات کے لئے اتنا نہیں دیتا جو کافی ہوتا۔
- جدۃ مومنین مومنین کے ماموں اور خالاؤں کو کھلانے کے لئے اپنے شوہر کی چوری کرنے پر مجبور تھی؟
- خال المومنین کے گوشت و پوست میں ماں کے چوری کردہ مال کا خون شامل تھا۔ معاویہ کی ماں مسلمان ہونے کے بعد اپنی چوری کو جائز کرنے کی خاطر آپ کے پاس کئی مرتبہ حاضر ہوئی۔
- سرور کونینؐ نے چار مرتبہ تو کوئی جواب نہ دیا اور ہند کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔
- آپ نے پانچویں اور چھٹی بار بھی جائز طریقہ کے علاوہ اجازت نہ دی۔ مادر معاویہ نے کئی دفعہ مسیک کا لفظ استعمال کیا ہے اور کئی دفعہ شحیح کہا ہے
- مسیک کا معنی صرف بخیل ہوتا ہے۔ لیکن شحیح کا معنی لالچی بخیل ہوتا ہے؟

چند سوالات :

(۱) ہند کے نواسے اور معاویہ کے بھانجے نانی کے اس عمل کو کیا نام دیں گے ؟

(۲) کیا نانی اماں مسلمانوں کے نانا ابا کی غیبت نہیں کر رہی ؟

(۳) کیا اماں جان نے یہ احادیث بیان کر کے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کر کے ماموں جان کی توہین تو نہیں کی ؟

(۴) کیا نانی اماں اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد اپنی چوری کا اقرار نہیں کر رہی ؟

(۵) کیا تعزیراتِ پاکستان کے مطابق نانی اماں کا یہ عمل قانون کے مطابق ہے ؟

(۶) عم رسول سید الشہداء جناب حمزہ کا جگر چبانے کے بعد بھی نانی اماں کو کچھ کھانے کی ضرورت ہوتی ہے ؟

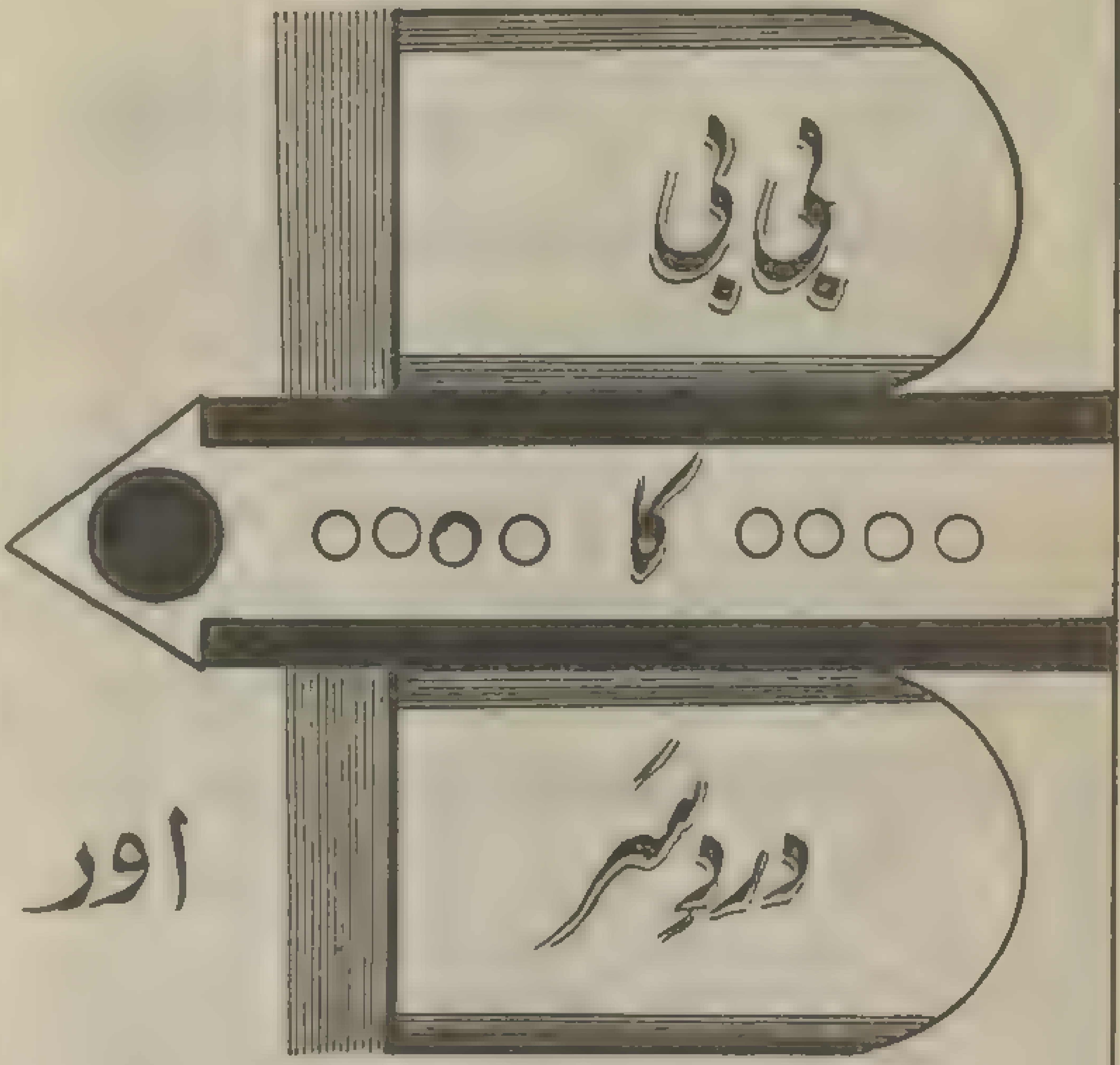
بی بی
کا
دردِ سر
اور

سرورِ کونین کی خواہش

دو احادیث ۔

(۱) جلد سوم ص ۲۰۸۱ راوی قاسم ابن محمد

(۲) جلد سوم ص ۹۲۶ 〃 〃 〃

۲۰ - جلدسوم　　کتاب الاحکام　　ص۸۹۵　　حدیث ۲۰۸۱

قاسم ابن محمد قالت عائشة وارأساه! فقال رسول الله ذاك لو كان وانا حي فاستغفرلك وادعولك فقالت عائشة واثكلياه والله انى لاظنك تحب موتى - ولو كان ذاك لظللت اخر يومك معرسا ببعض ازواجك فقال النبي بل انا وارأساه لقد هممت او اردت ان ارسل الى ابى بكر وابنته فاعهد - ان يقول القائلون او يتمنى المتمنون ثم قلت يابى الله ويدفع المومنون او يدفع الله ويابى المومنون -

ترجمہ :- قاسم ابن محمد بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ایک دن) شدت دردسر کی وجہ سے میں نے کہا ، ہائے سر - آپ سن رہے تھے ، نے فرمایا - اگر تو (دردسر میں) مرجائے اور میں زندہ ہوا تو تیرے لئے دعا کروں گا - اور مغفرت مانگوں گا - بی بی نے (تڑپ کر) کہا - میری ماں مجھے گم کرے - میں سمجھتی ہوں آپ میری موت ہی کو پسند کرتے ہیں - بخدا اگر میں مرگئی تو آپ (میری موت کے دن) اپنی کسی بیوی کے ساتھ خوشی منائیں گے - آپ نے فرمایا (یہ کون سی بات ہے تو میں کہتا ہوں) ہائے دردسر - میں نے تو چاہا تھا کہ ابوبکر اور اس کی بیٹی کو بلا کر خلیفہ مقرر کردوں تاکہ کوئی کہنے والا یا تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے پھر میں نے کہ کہ اللہ انکار کرے گا اور مومن دفع کریں گے یا اللہ دفع کریگا اور مومن انکار کریں گے -

قاسم ابن محمد قال قالت عائشۃ وا رأساہ فقال رسول اللہ لو کان ذاك و انا حی فاستغفرلك و ادعو لك فقالت عائشۃ وا ثکلاہ واللہ انی لاظنك تحب موتی ولو کان ذاك لظلت اخر یومك معرسا ببعض ازواجك فقال النبیؐ بل انا وا رأساہ لقد هممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ و اعهد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنون او یدفع اللہ ویابی المومنون ۔

ترجمہ :۔ قاسم ابن محمد روایت کرتا ہے کہ (ایک دن) بی بی عائشہ نے : ہائے سر کہا۔ سرور کونینؐ نے فرمایا۔ اگر تو مر گئی اور میں زندہ رہا تو تیرے لئے دعائے مغفرت کروں گا۔ بی بی نے کہا : ہائے میری ماں مجھے گم کرے ۔ بخدا میں سمجھتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اور اگر میں مر گئی تو آپ اپنی کسی بیوی کے ساتھ خوشی کریں گے آپ نے فرمایا۔ لو میں ہائے سر کہہ لیتا ہوں ۔ میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ ابو بکر اور اس کی بیٹی کو بلا کر خلافت کا اعلان کر دوں ۔ لیکن پھر میں نے کہا کہ اللہ انکار کرے گا اور مومنین دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور مومنین انکار کریں گے ۔

اگرچہ یہ دونو احادیث مختلف ابواب میں مذکور ہیں ۔ لیکن راوی الفاظ اور معنی کے اعتبار سے ہم معنی ہیں ۔ لہذا اگر اسے تکرار کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ۔ بنا بریں ہم بھی ان دو احادیث کو ایک کی حیثیت دیکر بات کرنے چلے ہیں ۔

راوی قاسم ابن محمد ہے ۔ بی بی عائشہ نے راوی کو بتایا کچھ نہیں ۔ نہ ہی قاسم بی بی کی زبانی نقل کر رہا ہے بلکہ سرور کونینؐ اور بی بی کا یہ مکالمہ قاسم نے خود سُنا ہے اور خود ہی

نقل کیا ہے۔

قاسم کیا بتاتا ہے۔

- بی بی کے سر میں درد ہے شدت درد سے بلبلا کر بی بی کہتی ہے ہائے میرا سر۔
- سرور کونینؐ فرماتے ہیں۔ کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ سر چلا گیا اور میں زندہ رہا تو انشاءاللہ تیرے لئے دعائے مغفرت کروں گا۔
- بی بی کہتی ہے۔ ہائے میری ماں مجھے روئے۔ میں تو پہلے سے سمجھ چکی ہوں کہ آپ میری موت کے خواہش مند ہیں۔
- آپ دعا کیا مانگیں گے۔ بخدا اگر میں مر گئی تو آپ اپنی کسی بی بی کے ہاں میری موت کی خوشی منائیں گے۔
- آپ فرماتے ہیں یہ کونسی بات ہے لو میں بھی تیری طرح ہائے سر پکارتا ہوں۔
- میرا ارادہ تو تھا کہ ابوبکر اور اس کی بیٹی کو بلا کر خلافت کا فیصلہ کر دوں۔ تاکہ چہ میگوئیوں کا سلسلہ رہے اور نہ ہی کسی خواہش مند خلافت کی تمنا باقی رہے۔
- لیکن پھر میں نے سوچا کہ میرے اعلان خلافت کو اللہ ٹھکرا دے گا۔ اور مومنین انکار کر دیں گے۔
- یا لیکن پھر میں نے سوچا کہ میرے اعلان خلافت سے اللہ انکار کر دے گا اور مومنین ٹھکرا دیں گے۔

قارئین محترم :

یہ ہے اس حدیث کا ماحصل : بات کہاں تھی پہنچی کہاں۔

بات کا آغاز سر کے درد سے ہوا۔ اور تان خلافت پر ٹوٹی کچھ تو آپ بھی سمجھ رہے ہوں گے

○ آپ ہی بتائیں اعلان خلافت اور بی بی کے درد سر میں بھی کوئی رابطہ ہے؟

اب ذرا آئیے! ان قاسم ابن محمد سے چند سوال ہی کر لیں۔ اگرچہ قاسم ابن محمد اس جہان فانی میں موجود نہیں ہیں لیکن سقیفۂ بنی ساعدہ میں خلافت کی لکیر پکانے والوں کے ایجنٹ الحمد للہ لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ممکن ہے وہ ہم جیسے ناداروں کی جھولی گل مراد سے بھر دیں اور ہمارے توہمات کو صحیح ڈگر مہیا فرما سکیں۔

○ تو میرے محترم قارئین مناسب ہوگا اگر میں خود ہی اپنی ایک غلطی کا اعتراف کرتا چلوں بجائے اس کے کہ اپنے سابقہ لکھے ہوئے کو مٹاؤں آپ کو مطلع کر دوں کہ

یہ ایک حدیث اور مکرر نہیں بلکہ دو حدیثیں ہیں اور مختلف ہیں۔ ذرا ایک مرتبہ پھر غور فرمائیں۔

جلد سوم ۲۰۸۱	لقد هممت او اردت ان ارسل الى ابى بكر وابنته	میں نے قصد کیا یا ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کی بیٹی کو بلا بھیجوں۔
جلد سوم ۶۲۹	لقد هممت او اردت ان ارسل الى ابى بكر وابنه	میں نے چاہا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں۔

اگر مترجمین محمد نادل نان اور قاری محمد فاضل صاحب ترجمہ دونوں جگہ بیٹی سے کرتے یا دونوں جگہ بیٹے سے کرتے تو میں بھی یہی سمجھتا کہ عربی متن میں ابن۔ یا۔ ابنتہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے لیکن قاری صاحبان کے ترجمہ نے اس غلطی کی طرف متوجہ کر دیا اور میں سمجھ گیا کہ حدیثیں دو ہیں۔

ایک میں سرورِ کونینؐ نے ابوبکر اور اس کے بیٹے کو بلانے کا ارادہ کیا ہے جبکہ دوسری حدیث میں آپؐ نے ابوبکر اور اس کی بیٹی کو بلانے کا ارادہ کیا ہے۔

تو میرے محترم قارئین اب آئیے اور قاسم ابن محمد سے چند سوال کریں۔

(۱) یہ قاسم ابن محمد خود کون ہے ؟

(۲) قاسم نے یہ نہیں بتایا کہ یہ واقعہ کسی سفر کا ہے یا گھر کا ؟

(۳) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ بی بی کے دردِ سر کے ساتھ اعلانِ خلافت کا کیا رابطہ تھا ؟

(۴) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ بی بی دردِ سر کی معمولی تکلیف میں یہ ہائے ہائے کیوں کر رہی ہے ؟

(۵) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ بی بی عائشہ کی موت سرورِ کونینؐ کے لئے کیوں باعثِ مسرت تھی ؟

(۶) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ بی بی کے وہ کون سے گناہ تھے جن کی مغفرت کی دعا سرورِ کونینؐ بی بی کی موت کے بعد کرتے۔

(۷) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ بی بی کو یہ علم کیسے تھا کہ سرورِ کونینؐ میری موت چاہتے ہیں ؟

(۸) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ بی بی کو یہ کیسے معلوم تھا کہ سرورِ کونینؐ میرے مرنے کے بعد اپنی کسی بی بی کے ساتھ خوشی منائیں گے ؟

(۹) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ سرورِ کونینؐ نے کیوں - ہائے سر - کہا ؟

(۱۰) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ سرورِ کونینؐ ابوبکر کے علاوہ کس بیٹی یا بیٹے کو بلانا چاہتے تھے ؟

(۱۱) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ جس بیٹی کو آپ بلانا چاہتے تھے وہ بی بی عائشہ تھی یا اسماء یا ام کلثوم ؟

(۱۲) اگر آپ اسماء یا ام کلثوم کو بلانا چاہتے تھے تو کس لئے ؟

(۱۳) کیا انہیں بھی باپ کی خلافت میں حصہ دار بنانا تھا ؟

(۱۴) اگر آپ بی بی عائشہ کو بلانا چاہتے تھے تو کہاں سے بلاتے ؟

(۱۵) کیا بی بی عائشہ آپ کے گھر میں نہیں رہتی تھی ؟

(۱۶) اگر گھر میں رہتی تھی تو بلانے کی کیا ضرورت تھی ؟

(۱۷) اگر گھر میں نہیں رہتی تھی تو کہاں رہتی تھی اور کیوں رہتی تھی ؟

(۱۸) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ ابوبکر کے ساتھ ابوبکر کے کون سے بیٹے کو بلانا چاہتے تھے ؟

(۱۹) کیا عبدالرحمٰن ابن ابوبکر کو بلانا چاہتے تھے ؟

(۲۰) کیا عبداللہ ابن ابوبکر جو ہجرت میں معاون تھا کو بلانا چاہتے تھے ؟

(۲۱) کیا کسی اور ابن ابوبکر کو بلانا چاہتے تھے ؟

(۲۲) جسے بھی بلانا چاہتے تھے کیوں بلانا چاہتے تھے ؟

(۲۳) قاسم نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کسی صحابی کو بلا کر خلافت کا فیصلہ کیوں نہیں فرمانا چاہتے تھے؟

(۲۴) قاسم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ خلافت کا فیصلہ کہاں کرنا چاہتے تھے گھر میں یا مسجد میں؟

(۲۵) اگر گھر میں کرنا چاہتے تھے تو کس بناء پر ؟

(۲۶) کیا دیگر اس قسم کے مسائل اور احکام بھی آپ گھر ہی سے نافذ فرماتے تھے ؟

(۲۷) اگر دیگر احکام گھر سے نافذ نہیں فرماتے تھے تو خلافت کا فیصلہ گھر میں کرنے کی وجہ کیا تھی ؟

(۲۸) اگر آپ مسجد میں بلانا چاہتے تھے تو کیا ضرورت تھی ؟

(٢٩) کیا ابوبکر مسجد میں نہیں آتا تھا اگر آتا تھا تو بلانے کی کیا ضرورت تھی ؟

(٣٠) اگر نہیں آتا تو کیوں ؟

(٣١) کیا ابوبکر نماز با جماعت نہیں پڑھتا تھا اگر نہیں پڑھتا تھا تو کیوں ؟

(٣٢) جب سرورکونینؐ نے ابوبکر کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کر لیا تھا تو کیا منشائے ایزدی کے خلاف تھا ؟

(٣٣) اگر آپ کا ارادہ منشائے ایزدی کے خلاف تھا تو اس قسم کے کسی اور ارادہ کی کوئی مثال ؟

(٣٤) کیا سرورکونینؐ اس پوزیشن میں تھے کہ وہ رضائے رب معلوم کئے بغیر کسی کام کا ارادہ کریں ؟

(٣٥) جب آپ نے ارادہ کر لیا تھا تو پھر اللہ کے انکار اور مومنین کے مسترد کر دینے کا کیا معنی ؟

(٣٦) کیا مومنین سرورکونینؐ کے فرامین مسترد کرنے کے عادی تھے ؟

(٣٧) اگر مومنین کی یہ عادت تھی تو کیوں ؟

(٣٨) ایسے مومنین جو سرورکونینؐ کے احکام سے انکار کر دیں مومنین کہلا سکتے ہیں ؟

(٣٩) کیا یہ سب کچھ ابوبکر کی قابضانہ حکومت کے جواز کے سہارے تو نہیں ؟

(٤٠) کیا ابوبکر نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں سرورکونینؐ کے اس ارادہ کا اظہار کیا تھا ؟

(٤١) اگر کیا تھا تو کہاں ہے ؟

(٤٢) اگر نہیں کیا تھا تو کیا یہ سب کچھ بعد کی پیداوار نہیں ؟

(٤٣) جن مومنین کے متعلق سرورکونینؐ کو خطرہ تھا کہ وہ ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے وہ کون تھے ؟

(٤٤) سرورکونینؐ کی وفات کے بعد یہ مومنین کہاں گئے تھے ؟

(٤٥) جب سرورکونینؐ کی زندگی میں اللہ کے انکار اور مومنین کے ٹھکرا دینے کا خطرہ تھا تو سرورکونینؐ کے بعد مومنین کو کیسے راضی کیا گیا ؟

(٤٦) آپ کی وفات کے بعد اللہ کی رضامندی کا علم کیسے ہوا ؟

(٤٧) کہیں چودہ صدیوں سے "رضی اللہ" کا لاحقہ اسی خطرہ کے پیش نظر تو نہیں ؟

یہودیوں پر لعنت

سات احادیث ہیں

(۱)	جلد دوم ص ۱۵۶۶	راوی عروہ
(۲)	جلد سوم ص ۶۶۱	راوی عبیداللہ ابن عبداللہ
(۳)	جلد اول ص ۴۲۰	" " " "
(۴)	جلد اول ص ۱۲۴۳	راوی عروہ
(۵)	جلد دوم ص ۹۰۱	راوی عبیداللہ ابن عبداللہ
(۶)	جلد دوم ص ۱۵۹۱	" " " "
(۷)	جلد دوم ص ۱۵۹۶	" " " "

۲۲ - جلد دوم کتاب المغازی ص۶۹۸ حدیث ۱۵۹۹

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ قالت قال النبیؐ فی مرضہ
الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیاء
ھم مساجد قالت عائشۃ لولا ذالک لا برز قبرہ
خشی ان یتخذ مسجدًا۔

ترجمہ :۔ عروہ ابن الزبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے اپنے اس مرض میں جسے صحت یاب نہ ہوئے فرمایا۔ اللہ یہودیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو سرور کونینؐ کے مزار کو بھی ظاہر کر دیا جاتا۔

---

۲۳ - جلد سوم کتاب اللباس ص۳۱۱ حدیث ۶۷۱

عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن عتبہ ان عائشۃ وعبد اللہ ابن
عباس قال لما نزل برسول اللہ طنق یطرح خمیصۃ لہ
علی وجھہ فاذا اغتم کشفھا عن وجھہ فقال وھو
کذلک لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور
انبیا ئھم مساجد۔

ترجمہ :۔ عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن عتبہ بی بی عائشہ اور عبد اللہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ جب سرور کونین پر بیماری نازل ہوئی تو آپ اپنے چہرہ پر

رومال ڈال لیتے تھے۔ جب شدت غم میں اضافہ ہوتا تو رومال منہ سے ہٹاتے اور فرماتے یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس سے ڈر کر فرماتے تھے۔

۲۵- جلد اول کتاب الجنائز ص ۵۰۲ حدیث ۱۲۴۳

عروۃ عن عائشہ عن النبیؐ قال فی مرضہ الذی مات فیہ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد قالت لولا ذلک لابرزوا قبرہ غیر انی اخشی ان یتخذ مسجدا۔

ترجمہ:- عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جس مرض میں سرور کونینؐ کی وفات ہوئی۔ فرمایا اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ بی بی کہتی ہے اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر بھی ظاہر کردی جاتی۔ علاوہ ازیں مجھے بھی خطرہ ہے کہ کہیں قبر نبی کو عبادت گاہ ہی نہ بنالیا جائے۔

۲۶- جلد دوم کتاب الانبیاء ص ۳۱۲ حدیث ۶۷۱

عبید اللہ ابن عبد اللہ ان عائشۃ وابن عباس قالا لما نزل برسول اللہ طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجھہ فاذا اغتم کشف عن وجھہ فقال وھو کذلک لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر ما صنعوا

ترجمہ:- عبید اللہ ابن عبد اللہ۔ بی بی عائشہ اور ابن عباس سے نقل کرتا ہے کہ جب

سرورِ کونین پر تکلیف نازل ہوئی تو آپ بار بار اپنے منہ پر رومال ڈال لیتے۔ جب شدتِ غم میں اضافہ ہوتا منہ سے رومال ہٹا کر اسی حالت میں کہتے۔ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا آپ یہودیوں کے کردار سے ڈرتے تھے۔

۲۷۔ جلد دوم کتاب المغازی ص ۶۹۹ حدیث ۱۵۶۷

عبید الله ابن عبدالله ابن عتبه ان عائشة وابن عباس قال لما نزل برسول الله طفق يطرح خميصه له على وجهه فاذا اغتم كشفها عن وجهه وهو كذلك يقول لعنة الله على اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور انبياءهم مساجدا يحذر ما صنعوا۔

ترجمہ:۔ عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ۔ بی بی عائشہ اور عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ جب سرورِ کونین کی بیماری میں اضافہ ہوا تو آپ اپنے رومال سے چہرہ ڈھانپتے تھے جب شدت میں اضافہ ہوتا رومال منہ سے ہٹا کر فرماتے اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ آپ ان کے اس کام سے ڈرتے تھے۔

محترم قارئین یہ چھ احادیث آپ کے سامنے ہیں۔

- چار احادیث کا راوی عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ ہے جن سے عبیداللہ نے روایت کی ہے وہ بی بی عائشہ اور عبداللہ ابن عباس دو ہیں۔
- عبیداللہ کی چار احادیث میں سے جلد سوم ص۹۱ دیگر احادیث سے مختلف ہے

یعنی جلد اول ص۴۲۰، جلد دوم ص۹۶۱ اور جلد دوم ص۱۵۹۶۔ الفاظ مفہوم اور معنی کے لحاظ سے بالکل ایک جیسی ہیں۔

ذرا آپ غور فرمائیں: جلد سوم ص۱۰۶۱ مساجد پر ختم ہوتی ہے جبکہ دیگر تین احادیث کا خاتمہ ما صنعوا کے جملہ پر ہوتا ہے بنابریں عبیداللہ کی احادیث میں تکرار کہا جا سکتا ہے۔

- تین احادیث کا راوی بی بی عائشہ کا بھانجا عروہ ابن زبیر ہے۔ عروہ نے صرف اور صرف بی بی ہی سے روایت کی ہے۔
- عروہ کی دونوں احادیث عبیداللہ کی احادیث سے مختلف ہیں۔

(ا) عبیداللہ کی احادیث کے محدث عبداللہ ابن عباس اور بی بی دونوں ہیں۔

عروہ کی احادیث کی محدثہ صرف بی بی ہے۔

(ب) عبیداللہ کی احادیث میں یہود و نصاریٰ دونوں کو شمار کیا گیا ہے۔

عروہ کی احادیث میں صرف یہود ہیں نصاریٰ نہیں۔

(ج) عبیداللہ کی احادیث میں ایک کا اختتام صرف مساجد پر ہے اور تین کا خاتمہ سرورکونینؐ کے خوف پر کیا گیا ہے۔

عروہ کی احادیث میں سرورکونینؐ کے مزار کو مخفی رکھنے کی وجہ بتائی گئی ہے۔

- عروہ کی دو احادیث جلد دوم ص۱۵۹۶ اور جلد اول ص۱۲۴۳ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان میں تکرار نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے
- جلد اول ص۱۲۴۳ میں: قال فی مرضه الذی مات فیه (جس مرض میں آپ مر گئے۔ اسمیں فرمایا) ہے۔

جبکہ جلد دوم ص۱۵۹۶ میں قال النبیؐ فی مرضه الذی لم یقم منه (جس بیماری کے بعد رو بصحت نہ ہوئے اس میں فرمایا) ہے۔

○ جلد اول ص۲۴۳ میں غیر انی اخشی ان یتخذ مسجدًا (مجھے خطرہ یہ ہے کہ کہیں آپ کا مزار عبادت گاہ نہ بن جائے) ہے۔ جبکہ جلد دوم ص۵۲۶ خشی ان یتخذ مسجدًا (ڈر محسوس کیا گیا کہ کہیں مزار رسول عبادت گاہ نہ بن جائے) ہے۔

ممکن ہے بازاری منہ باز مفتیان کرام جن کے شب و روز شیعیان آل محمد کی عداوت میں بسر ہوتے ہیں اور ہر وقت ان کی زبان پر شیعہ کافر، شیعہ کافر کا ورد رہتا ہے۔ ان باریکیوں کو نہ سمجھ سکیں اور وہ اسے بھی تکرار قرار دیں۔ لیکن علم حدیث کے محرم راز اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ عبیداللہ اور عروہ کی احادیث ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ عبیداللہ کی ایک حدیث دیگر تین احادیث سے مختلف ہے اور عروہ کی دونوں حدیثیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان میں تکرار نہیں۔

گویا۔ اس عنوان کی چھ احادیث میں سے تین مکررات ہیں اور ہماری فکر کا سامان، ہمارے نظام مصطفیٰ کا سرمایہ صرف چار احادیث ہیں۔ عبیداللہ کی چار میں سے دو احادیث اور عروہ کی دو احادیث۔ آئیے اب ان چار احادیث میں سوچیں کہ بی بی کیا بتانا چاہتی ہے اور ہمیں کیا سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

○ بی بی اپنے عزیز بھانجے کو یہ بتانا چاہتی ہے کہ

○ سرور کونینؐ فوت نہیں ہوئے مر گئے ہیں ؟

○ لعنت کے مستحق صرف یہود ہیں۔

○ انبیاء کے مزاروں کو عبادت گاہ بنانا باعث لعنت ہے۔

○ اگر سرور کونینؐ کے مزار کا عبادت گاہ میں بدلنے کا خطرہ نہ ہوتا تو ضرور ظاہر کیا جاتا۔

○ مجھے ڈر تھا کہ سرور کونینؐ کا مزار عبادت گاہ بنا لیا جائے گا اسے ظاہر نہیں کیا گیا۔

چند سوالات :

① مزار انبیاء کو عبادت گاہ بنانا کیوں جرم ہے ؟

② مزار انبیاء کو مسجود بنانا تو یقیناً جرم ہے لیکن مسجد بنانے میں کیا خرابی ہے ؟

③ جب یہود اور عیسائی ہر دو نے اپنے انبیاء کے مزاروں کو عبادت گاہ بنایا ہوا تھا تو لعنت کا طوق صرف یہودیوں کے گلے میں کیوں ڈالا گیا۔ نصرانیوں کو کیوں معاف کیا گیا ؟

④ نصرانیوں کا ذکر بی بی نے خود نہیں کیا یا عروہ راوی ہضم کر گیا ؟

⑤ اگر بی بی نے نام نہیں لیا یا سرورِ کونین نے ذکر نہیں فرمایا تو یہودیوں سے کیا ناراضگی تھی۔ اور نصرانیوں سے کیا توقع تھی ؟

⑥ بی بی نے سرورِ کونین کے ذکر وفات کو یوں جلے کٹے اور روکھے انداز میں کیوں ظاہر کیا ہے ؟

⑦ کیا لفظ وفات لانے سے کوئی نقصان تھا ؟

⑧ کیا بی بی کے دل میں سرورِ کونین کا اتنا احترام بھی نہ تھا جتنا ایک عام انسان کیلئے ہوتا ہے ؟

⑨ اگر موت کا لفظ خلاف احترام نہیں تو کیا ہمارے بازاری فتویٰ باز اپنے کسی استاد کے ساتھ بھی لفظ استعمال کرنا گوارا کریں گے ؟

⑩ اگر ہم اپنے بزرگوں اور دوستوں کے لئے لفظ موت کی نسبت رکھا پن سمجھتے ہیں تو سرورِ کونین کے لئے ہمیں یہ لفظ کیسے پسند ہو گا ؟

○ عبیداللہ کی دو احادیث میں بتلانے والا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

○ بی بی اور عبداللہ ابن عباس دونوں بتاتے ہیں کہ

○ آپ شدت مرض کی بدولت کبھی منہ کو رومال سے ڈھانپ لیتے اور کبھی ہٹا لیتے،

- ہم دونوں آپ کے ان نازک لمحات میں بیک وقت موجود تھے ؟
- جب آپ منہ سے رومال ہٹاتے تھے یہود و نصاریٰ پر لعنت کرتے تھے ؟
- آپ کو ڈر تھا کہ کہیں میرا مزار بھی عبادت گاہ نہ بن جائے ؟

چند سوالات :

- عروہ کی احادیث اور عبیداللہ کی احادیث میں اختلاف کیوں ہے ؟
- احادیث عروہ میں رومال ہٹانے اور ڈالنے کا تذکرہ کیوں نہیں ؟
- وفات سرور کونینؐ کے سوا احادیث میں رومال ہٹانے اور ڈالنے کا ذکر کیوں نہیں؟
- وفات سرور کونینؐ کے سلسلہ کو آپ ذرا نظام مصطفیٰؐ حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں ۔ وہاں اولاً سرور کونینؐ بار بار اپنی باری کا پوچھتے ہیں پھر آپ نماز باجماعت کا پوچھتے ہیں؟ اور آخر میں ۔ اللھم الرفیق الاعلیٰ کا ورد کرتے ہیں ۔ وہاں تو بی بی نے نہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کا ذکر کیا ہے اور نہ صرف یہود پر لعنت کا بتایا ہے ۔ کیا وجہ ہے ؟
- کہیں یہ سب کچھ صرف اسی لئے تو نہیں بنا لیا گیا کہ میری اولاد یہ باور کرے کہ وقت آخر میں بی موجود تھی ؟
- اپنی اندرونی اور ذہنی کشمکش کو دبانے کا علاج تو نہیں ؟

افسوسناک تہمت

تین احادیث

(۱) جلد سوم ص۲۳۷ راوی عروہ

(۲) جلد سوم ص۲۳۰ راوی اسید بن حضیر

(۳) جلد سوم ص۲۲۹ راوی عبداللہ ابن محمد

۲۸ - جلدسوم　　کتاب الطلاق　　صہ ۱۳۱　　حدیث ۲۳۷

عروۃ عن عائشۃ ان ابنتہ الجون لما ادخلت علی رسول اللہ دنا منھا قالت اعوذ باللہ منك فقال لھا لقد عذت بعظیم الحقی اھلك۔

ترجمہ :- عروہ ام المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جون کی بیٹی جب رسول اللہ کے پاس لائی گئی اور آپ اس کے قریب پہنچے تو اس نے کہا۔ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ نے اس سے فرمایا تو نے بہت بلند ذات کی پناہ مانگی ہے اس لئے تو اپنے رشتہ داروں میں چلی جا۔

(امام بخاری نے کہا اس کو حجاج ابن ابی منیع نے اپنے دادا سے انہوں نے زہری سے زہری نے عروہ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا)

---

۲۹ - جلدسوم　　کتاب الطلاق　　صہ ۱۳۱　　حدیث ۲۳۸

عن اسید قال خرجنا مع النبیؐ حتی انطلقنا الی حائط یقال لہ الشوط حتی انتھینا الی حائطین فجلسنا بینھما فقال النبیؐ اجلسوا ھھنا ودخل　وقد اتی بالجونیۃ فانزلت فی بیت فی نخل فی بیت امیمہ بنت النعمان ابن شراحیل ومعھا دایتھا حاضنۃ لھا فلما دخل علیھا النبیؐ۔ قال ھبی نفسك لی　قالت وھل تھب

الملکة نفسها للسوقة قال فاھوی بیدہ یضع یدہ علیھا لتسکن فقالت اعوذ باللہ منك فقال قد عذت بمعاذ - ثم خرج علینا فقال یا ابا اسید اکسھا رازقیتین والحقھا باھلھا

قال الحسین ابن الولید النسا بوری عن عبدالرحمٰن عن عباس بن سھل عن ابیہ وابی اسید قالا تزوج النبیؐ امیمة بنت شراحیل فلما ادخلت علیہ بسط یدہ الیھا فکانھا کرھت ذلك فامر ابا اسید ان یجھزھا ویکسوھا ثوبین رازقیتین۔

ترجمہ :۔ اسید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کے ساتھ نکل کر ایک باغ میں پہنچے جس کا نام شوط تھا جب ہم اس کی دو دیواروں کے درمیان پہنچے تو ہم وہاں بیٹھ گئے ۔ آپ نے فرمایا یہیں بیٹھے رہو۔ آپ اندر تشریف لے گئے ۔ وہاں جونیہ لائی گئی اور امیمہ بنت نعمان ابن شراحیل کے کھجور کے گھر میں اتاری گئی۔ اور اس کے ہمراہ ایک نگرانی کرنے والی آیا بھی تھی جب نبی اس کے قریب پہنچے تو فرمایا اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دے ۔ اس نے کہا کیا کوئی شہزادی اپنے آپ کو کسی بازاری کے حوالہ کر سکتی ہے آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کے سر پر رکھ کر اسے تسکین دیں ۔ اس نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں آپ نے فرمایا تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی ہے جس کی پناہ مانگی جاتی ہے ۔ پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابو اسید اس کو دو رازقی کپڑے پہنا کر اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دے ۔

حسین ابن ولید نیشاپوری نے بواسطہ عبدالرحمٰن ، عباس

ابن سہل وہ اپنے والد اور ابو اسید سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ نبی نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب وہ آپ کے پاس لائی گئی آپ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اس نے ناپسند کیا تو آپ نے ابو اسید کو حکم دیا کہ اسے سامان مہیا کر دے اور دو رزاقی جوڑے۔

۳۰۔ جلد دوم کتاب الطلاق ص ۱۳۲ حدیث ۲۲۹

حدثنا عبداللہ ابن محمد حدثنا ابراھیم ابن ابی الوزیر حدثنا عبدالرحمن عن حمزة عن ابیه وعن عباس ابن سعد عن ابیه بھذا۔

ترجمہ: عبداللہ ابن محمد۔ ابراہیم ابن ابوالوزیر۔ عبدالرحمن۔ حمزة۔ اپنے والد اور عباس ابن سہل ابن سعد اپنے والد سے اس حدیث کی روایت کرتے ہیں۔

معذرت

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ داستان محبت کے زیر عنوان راقم الحروف نے تین احادیث پیش کی ہیں۔ جلد سوم ص ۲۲۷ تو اپنے مقصد کے مطابق بی بی عائشہ کی بیان کردہ ہے۔ لیکن ص ۲۲۸ اور ص ۲۲۹ بی بی کی بیان کردہ نہیں بلکہ دوسرے محدثین کی ہیں۔ اگر بی بی کی حدیث مفصل ہوتی تو شاید دیگر دو احادیث کے نقل کرنے کی ضرورت پیش

ذاتی لیکن چونکہ بی بی کی بیان کردہ حدیث میں اجمال تھا۔ ابہام تھا اور سربستگی تھی جبکہ شوہر میں اسی اجمال کی تفصیل تھی، کشف ابہام تھا اور وضاحت تھی اس لئے راقم الحروف نے یہ حدیث بھی پیش کر دی ہے تاکہ میرے قارئین وام المومنین کے لٹھ باز بیٹے جب میرے فدیت کنند کی لٹھ سے کردار میدان ہوں تو انہیں تاریکی میں ہاتھ پاؤں نہ مارنا پڑیں۔

امام بخاری کا یقین :-

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے امام بخاری نے اپنا مجموعہ صحیح بخاری پیش کرنے کی خاطر اپنے ذہن کے خزانہ عامرہ کی سات لاکھ احادیث سے منتخب کر کے صرف سات ہزار کچھ احادیث درج کی ہیں اور چھ لاکھ بانوے ہزار کچھ سو احادیث ضعیف سمجھ کر ترک کر دیا ہے اب کوئی ایسا محدث تو ہے نہیں جو امام بخاری کے ہم پلہ ہو سکے اور وہ امام بخاری کی احادیث میں کیڑے نکال سکے۔

لیکن بایں ہمہ جب امام بخاری نے داستان محبت کی اس حدیث کو دیکھا تو انہیں یہ کھٹکا ہوا کہ ہو سکتا ہے مستقبل میں کوئی آدمی ام المومنین عائشہ کے نابالغ ایجنٹوں و معدود فوٹینی کی داستان محبت سنا کر تنگ کرے اور ام المومنین عائشہ کے وکیل جواب نہ پا کر ان احادیث ہی کو ضعیف قرار دے کر جان چھڑانا چاہیں تو امام بخاری نے اسی پیش بندی کے پیش نظر داستان محبت کی احادیث کی نگرانی کی خاطر مختلف سلسلہ ہائے سند بھی پیش کر دیئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ یہ داستان محبت صرف بی بی عائشہ ہی کی روایت کردہ نہیں بلکہ اس کی روایت میں وہ افراد بھی شریک ہیں جو موقعہ کے چشم دید گواہ ہیں جو آپ کے ساتھ تھے اور جنہوں نے سرور کونین کے عشق و پیار کو پامال ہوتے بھی دیکھا ہے لہذا ستم ثابت کی یہ حدیث کو پیش تین ذرائع سے

منقول ہے اور انہیں ضعیف کہنا امام بخاری کے یقین پر طمانچہ مارنے کے مترادف ہوگا۔

امام بخاری کی بے بسی :۔

چونکہ دیگر صحابہ کے داستان محبت روایت کرنے میں بی بی عائشہ بھی شریک تھیں اس لئے امام بخاری کے پاس اس یقین کے سوا تو چارہ نہ تھا کہ وہ سرور کونین کی داستان عشق نقل کرے لیکن امام بخاری بیچارے کے لئے یہ مشکل بن گئی کہ وہ اس ناکام محبت کو درج کہاں کرے۔ نہ تو اسے کتاب النکاح میں لایا جا سکتا تھا کیونکہ نکاح ہوتا تو اس حدیث کو وہاں جگہ ملتی۔ نہ ہی کوئی دوسرا باب ایسا تھا جہاں اس کی گنجائش ہوتی۔ امام بخاری غریب نے ہاتھ پاؤں مار کر داستان محبت کو جا لٹکایا۔ کتاب الطلاق میں تاکہ بی بی عائشہ کی خواہش بھی پوری ہو جائے پوری امت تک سرور کونین کی ناکام محبت کی کہانی بھی پہنچ جائے اور سرور کونین کا دامن عصمت بھی محفوظ رہے۔ کاش امام بخاری کے دل میں سرور کونین کی اتنی محبت ہوتی جتنی عقیدت ام المومنین کے لئے تھی۔

مقام فکر :

محترم قارئین آئیے مل کر سوچیں کہ بی بی عائشہ اور آپ کا حلقہ اثر سرور کونین کے لئے کیا تاثر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھ کر دستار خلافت پہننے والا یہ گروہ سرور کونین کا کیسا سوانحی خاکہ پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ نظام مصطفےٰ حصہ اول میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

کہ سرور کونین کس طرح بزم موسیقی کی حمایت کرتے ہیں۔ کس طرح رقص و سرود سے تعاون کرتے ہیں کس طرح آپ پر جادو ہوتا ہے کس طرح آپ قرآن بھول جاتے

ہیں۔ کس قدر شب قدر تلاش کرتے ہیں ؟ نظام مصطفیٰ حصہ دوم میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ سرورِ کونین کس کسمپرسی میں اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں کس طرح ۔ لُد ۔ کے بعد آپ پر زہر کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ کے جنازہ پر کیا کیا تماشہ ہوتا ہے۔ اب آپ سرورِ کونین کی داستان محبت ملاحظہ فرمائیے۔

ہم مسلمان بدنصیب تو جیسے ہوگا خاموش ہو جائیں گے لیکن یہی داستان محبت جب عرب کے یہود و نصاریٰ نے اس وقت سنی ہوگی یا آج کے غیر مسلم بخاری شریف میں اس داستان عشق کو پڑھیں گے تو کیا سوچیں گے اور ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔

- بی بی عائشہ نے تو صرف اتنا بتایا ہے کہ ۔ بنت جون جب سرورِ کونین کے پاس لائی گئی ۔ آپ اس کے قریب ہوئے تو بنت جون نے کہا ۔ میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں ۔ آپ رُک گئے اور بنت جون کو گھر بھیجدیا۔
- اسید صحابی اس اجمال کی تفصیل یوں بتاتے ہیں کہ
- ہم سرورِ کونین کے ساتھ شوط نامی باغ میں آئے۔
- شوط نامی باغ کی چاردیواری میں آکر رُک گئے اور سرورِ کونین نے ہمیں وہاں بیٹھنے کو کہا۔
- بنت جونیہ — امیمہ بنت نعمان کے گھر لائی گئی۔
- بنت جونیہ کے ساتھ نگرانی کے لئے اس کی دایہ بھی تھی۔
- سرورِ کونین نے بنت جونیہ سے درخواست کی کہ تو اپنے کو میرے حوالے کر دے۔
- بنت جونیہ نے کہا ، میں شہزادی ہوں اور تو بازاری مرد ہے کوئی شہزادی اپنے کو کسی بازاری کے حوالہ نہیں کرتی۔
- آپ نے بنت جونیہ کے انکار کے باوجود ہاتھ بڑھا ہی دیا ؟

- بنت جونیہ نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔
- آپ نے ہاتھ واپس کھینچ لیا اور اسید سے کہا کہ اسے کپڑے پہنا کر گھر واپس بھیج دو۔
- یہ ہے خلاصہ اس داستان محبت کا۔ جو بی بی عائشہ اور اسید نے بتائی ہے
- یہ خیال رہے ان تمام احادیث کا ترجمہ لفظ بہ لفظ وہی ہے جو محمد عادل خان اور قاری محمد فاضل نے لکھا ہے خواہ درست ہے یا نہیں میں نے اس میں نہ کوئی تصرف کیا ہے اور نہ اپنی طرف سے لکھا ہے۔

چند سوالات :

آئیے اس داستان عشق میں جو سوالات ذہن میں آتے ہیں انہیں دیکھ لیں تاکہ ممکن ہے شیعہ کو کافر اور مرتد کہنے والے شریف النسب بی بی عائشہ کے پیش کردہ آئینہ میں سرور کونین کا چہرہ عصمت ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) ان احادیث کو کتاب الطلاق میں لکھنے سے کیا مناسبت ؟

(۲) کیا سرور کونین نے بنت جونیہ کو طلاق دی تھی ؟

(۳) اگر طلاق دی تھی تو کیا نکاح ہوا تھا ؟

(۴) اگر نکاح ہوا تھا تو کہاں ہوا تھا ؟

(۵) اگر نکاح ہوا تھا تو پھر آپ باغ میں کیوں تشریف لے گئے تھے ؟

(۶) کسی اور بی بی کو بھی نکاح کے بعد کسی باغ میں لایا گیا تھا ؟

(۷) اگر نکاح ہوا تھا تو بنت جونیہ کی رضا مندی سے یا بلا رضا ؟

(۸) اگر بنت جونیہ نکاح پر راضی تھی تو پناہ کیوں مانگی ؟

۹۔ اگر بنت جونیہ نکاح پر راضی نہ تھی تو کیا ایسا نکاح ہو جاتا ہے ؟

۱۰۔ اگر ہو جاتا ہے تو کس شریعت میں ؟

۱۱۔ بنت جونیہ کہاں سے لائی گئی تھی ؟

۱۲۔ لانے والے کون تھے ؟

۱۳۔ بنت جونیہ مسلمان تھی یا غیر مسلم ؟

۱۴۔ اگر بنت جونیہ بیاہ کر لائی گئی تھی تو سرور کونین نے کیوں فرمایا کہ اپنے کو میرے حوالے کر دے ؟

۱۵۔ بنت جونیہ بازاری مرد کسے کہہ رہی ہے ؟

۱۶۔ کیا بنت جونیہ دست شفقت اور دست ہوس میں فرق نہیں جانتی تھی ؟

۱۷۔ جب آپ نے دست شفقت بڑھایا تو بنت جونیہ کیوں گھبرا گئی ؟

۱۸۔ بنت جونیہ کو سرور کونین سے کیوں نفرت تھی ؟

۱۹۔ کیا سب کچھ سرور کونین کی کردار کشی کے لئے نہیں گھڑا گیا ؟

۲۰۔ کیا سرور کونین اتنے گر گئے تھے کہ کسی کی بیٹی کو کسی کے باغ میں اٹھوا لاتے ہیں ؟

۲۱۔ بی بی جیسی محبوبہ ہونے کے باوجود بنت جونیہ کی کونسی ضرورت تھی ؟

۲۲۔ کیا بی بی عائشہ اور اس کے ہمنواؤں نے سرور کونین کے پلے کچھ چھوڑا ہے ؟

۲۳۔ کیا اس داستان محبت کے پیچھے کوئی سازش کارفرما نہیں ؟

۲۴۔ نظام مصطفیٰ حصہ اوّل اور دوم میں دی گئی احادیث بی بی عائشہ کے ساتھ ملا کر اس داستان عشق کو دیکھنے سے یہی تاثر نہیں ابھرتا کہ سرور کونین ایک خواہش پرست اور جنسی مریض تھے ؟

۲۵۔ کیا کوئی غیر مسلم اس داستان محبت کو پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی جسارت کر سکتا ہے ؟

۲۶۔ کیا ایسا راوی جو سرورِ کونین کو بازاری مرد کہتا ہے قابلِ نفرین نہیں ؟

۲۷۔ کیا ایسی بی بی جو ایسا واقعہ سناتی ہے قابلِ اطاعت رہ جاتی ہے ؟

۲۸۔ کیا ایسے نبی کا کلمہ کوئی شریف آدمی پڑھ سکتا ہے ؟

۲۹۔ کیا ایسا شخص معصوم کہا جا سکتا ہے ؟

۳۰۔ کیا ایسی کتاب جسمیں یہ واقعات درج ہیں قابلِ عمل اور قابلِ اعتماد ہے ؟

۳۱۔ کیا ایسا مذہب جو اس کتاب کو معتبر سمجھے قابلِ تقلید ہے ؟

۳۲۔ کیا ایسے نبی سے خود امام بخاری افضل نہیں ؟

۳۳۔ کیا کوئی بی بی عائشہ کا وکیل اپنے لئے ایسا واقعہ قابلِ فخر سمجھے گا ؟

۳۴۔ کیا ایسے مذہب کے ماننے والے اپنے کو مسلمان کہلا سکتے ہیں ؟

۳۵۔ ازواج کی فہرست میں کہاں ہے اگر ہے تو کہاں ہے اگر نہیں تو پھر طلاق کب ہے کی ؟

حسانؓ ابن ثابت

اور

نبیؐ

دو حدیثیں ہیں۔

(۱) جلد دوم ص ۱۸۹۶ راوی مسروق

(۲) جلد دوم ص ۱۸۹۶ ″ ″

۲۱ - جلددوم　　کتاب التفسیر　　صہ ۵۶۱　　حدیث ۱۰۹۹

مسروق عن عائشۃ قالت جاء حسان ابن ثابت یستاذن

علیها قلت أتاذنین لهذا قالت اولیس قد صابه عذاب

عظیم قال سفیان تعنی ذهاب بصرہ فقال حسان

رزان ما تزن بریبته - وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

قالت لکن انت -

ترجمہ :- مسروق بی بی عائشہ سے روایت ۔حسان نے اندر آنے کی اجازت مانگی

میں نے کہا تم ایسے شخص کو کیوں آنے دیتی ہو ؟ بی بی نے کہا اسے بڑا عذاب

نہیں لگا - سفیان نے کہا یعنی آنکھوں سے اندھا ہو گیا - پھر حسان نے یہ شعر پڑھا

پاک دامن ہے - سنجیدہ اور پروقار عورت ہے - اور کسی سے بھی لیکن غیبت

نہیں کرتی - بی بی نے کہا : لیکن تو کرتا ہے -

---

۲۲ - جلددوم　　کتاب التفسیر　　صہ ۵۶۵　　حدیث ۸۶۹

عن مسروق قال دخل حسان ابن ثابت علی عائشہ

فشبب قال -

حصان رزان ما تزن بریبته

وتصبح غرثی من لحوم الغوافل -

قال لست کذالک قلت - تدعین مثل هذا یدخل

علیک وقد انزل اللہ   والذی تولی کبرہ فہم

وقالت و ای عذاب اشد من العمی وقالت وقد

کان یرد عن رسول اللہ۔

ترجمہ: مسروق بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ حسان نے بی بی عائشہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو عائشہ کی تعریف میں یہ شعر پڑھا۔

پاک دامن ہے۔ سنجیدہ اور پروقار عورت ہے۔

اور جب گرسنگی میں بھی بھوکی کی غیبت نہیں کرتی۔

بی بی نے کہا تم ایسے نہیں ہو۔ تو میں نے عرض کیا آپ ایسے آدمی کو کیوں آنے دیتی ہیں جس کیلئے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔   والذی تولی کبرہ الخ

بی بی نے کہا۔ اندھے ہونے سے زیادہ اور کیا عذاب ہوگا۔ سرور کونین کی طرف سے جواب دیتا تھا۔

محترم قارئین:

یہ نہ اول نہ آخر بلکہ ایک ہی حدیث کا تکرار ہے۔ بلکہ دو علیحدہ علیحدہ حدیثیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

- ○ پہلی حدیث [illegible] لیکن تو غیبت کرتا ہے کے جملہ پر ہے
- ○ دوسری حدیث [illegible] قد کان یرد عن رسول اللہ سرور کونین کا دفاع کرتا تھا۔ کے جملہ پر ہے۔
- ○ ایک حدیث میں مسروق صرف یہ فقرہ کہتا ہے کہ آپ ایسے شخص کو کیوں اجازت دیتی ہیں۔

- جبکہ دوسری حدیث میں مسروق دو دفعہ آنے کے بعد ان کی بیت بھی پڑھتا ہے۔

- البتہ راوی دونوں کا ایک ہے یعنی مسروق۔
- گویا حسان دو مرتبہ آیا۔ دونوں مرتبہ مسروق بی بی کے پاس بیٹھا تھا۔ دونوں مرتبہ مسروق کی خواہش یہ ہے کہ حسان [illegible] دونوں مرتبہ بی بی عائشہ حسان کو اجازت دیتی ہے دونوں مرتبہ حسان بی بی عائشہ کی تعریف میں شعر پڑھتا ہے۔
- البتہ ایک مرتبہ بی بی شعر کے جواب میں کہتی ہے [illegible] تو [illegible]
- جبکہ دوسری مرتبہ بات وہی کی لیکن [illegible] کر

حسان کا جرم:

نظام مصطفیٰ جلد دوم میں آپ افک کے ذکر میں ملاحظہ فرمائیں گے [illegible] بھی ان لوگوں سے تھا جنہوں نے بی بی عائشہ پر تہمت لگائی تھی۔ بی بی صاحبہ بقول بی بی کے اپنے اللہ میاں نے دھو دی تھی۔ [illegible] تہمت میں [illegible] خود کتنے افراد ملوث تھے۔ یہ ایک راز ہے۔ جسے کوئی بھی [illegible] نہیں بتا سکا۔ مسطح ابن اثاثہ ایک صحابی تھا جس کی خطا اس وقت معاف کر دی گئی تھی اور اسے ابوبکر کے خزانہ سے ملنے والا وظیفہ بھی باقاعدہ دیا جاتا رہا۔ عبداللہ ابن ابی سلول بھی اس واقعہ میں شریک تھا۔ ام المؤمنین زینب کی بہن حمنہ بھی شریک واقعہ تھی۔ حضرت علیؑ کو قرآن کے مطابق مشورہ دینے کی پاداش میں بھی شریک واقعہ کر لیا گیا۔ سعد بن عبادہ بھی دھر لئے گئے۔ عبداللہ ابن ابی سلول اور مسطح تو معاف کر دیے گئے۔ لیکن

سعد ابن عبادہ کی سقیفہ میں پٹائی کی گئی۔ حضرت علیؑ کی کی گئی بیعت توڑ دی گئی۔

چند سوالات :

(۱) ماں کو اپنی اولاد سے اتنا طویل بغض رکھنا کس شریعت کے مطابق ہے ؟
(۲) کیا حسان اسی تہمت کے جرم میں اندھا ہو گیا تھا ؟
(۳) اگر اسی تہمت کے جرم میں حسان اندھا ہوا تھا تو پھر دادا میاں ابو قحافہ کس جُرم میں آنکھوں سے محروم ہوا تھا ؟
(۴) کیا ابو قحافہ نے بھی کسی ام المومنین کو متہم کیا تھا ؟
(۵) دیگر جو صحابہ آنکھوں سے محروم ہوئے تھے کیا وہ سب اسی جُرم میں تھے ؟
(۶) اگر وہ اسی جرم میں نہیں تھے تو ان کے کون سے جرائم تھے ؟
(۷) مسروق نے بی بی کو حسان کے خلاف کیوں اُبھارنے کی کوشش کی ؟
(۸) کیا تمام صحابہ ایک دوسرے کے خلاف یہی کاروبار کرتے تھے ؟
(۹) مسروق کو بی بی نے منع کیوں نہ کیا ؟
(۱۰) بی بی نے ساری زندگی اپنے ذہن میں انتقام کو کیوں رکھا ؟
(۱۱) کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے ؟
(۱۲) اگر اسلام میں اس کی اجازت ہے تو کہاں ہے ؟
(۱۳) اگر اسلام میں اس کی اجازت نہیں تو کیا بی بی کے لئے جائز تھا ؟
(۱۴) اگر جائز تھا تو کیوں ؟
(۱۵) اگر جائز نہیں تھا تو بی بی کی طہارت کا کیا بنے گا ؟
(۱۶) کیا بی بی بھی شیعوں کی طرح بغض صحابہ کی مرتکب نہیں ؟

(١٧) اگر بی بی کے لئے بغض صحابہ جائز ہے تو پھر شیعوں کا کیا گناہ ہے ؟

(١٨) کیا صرف انہی صحابہ سے بغض جائز ہے جن سے بی بی کو نقصان پہنچا ہو ؟

(١٩) اگر بی بی کی رضا اور عدم رضا صحابہ سے محبت اور نفرت کا پیمانہ ہے . تو اس کا ثبوت ؟

(٢٠) کیا بازاری فتویٰ باز بغض صحابہ کی پاداش میں جو فتویٰ شیعوں پہ لگاتے ہیں۔ وہی فتویٰ بی بی پر بھی لگانے کی کوشش کریں گے ؟

بی بی

اور

دیگر ازواج

چار احادیث

(۱) جلد اول ص ۱۵۶۷	راوی عبدالرحمن
(۲) جلد اول ص ۱۵۶۸	؍ قاسم
(۳) جلد اول ص ۲۲۵۰	عمرہ بنت عبدالرحمن
(۴) جلد سوم ص ۹۰	؍ ؍ ؍

۳۳ - عبدالرحمٰن ابن قاسم عن عائشة قالت استاذنت سودة النبیؐ لیلة جمع وکانت ثقیلةً ثبطةً فاذن لها۔

ترجمہ :- عبدالرحمٰن ابن قاسم بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سودہ نے مزدلفہ کی رات کو نبیؐ سے روانگی کی اجازت مانگی ۔ وہ بھاری بھرکم بدن کی تھیں تو آپ نے انہیں اجازت دے دی ۔

---

۳۴ - جلد اول　　کتاب المناسک　　صـ ۹۱۳　　حدیث ۱۵۶۸

قاسم ابن محمد عن عائشة انها قالت نزلنا المزدلفة فاستاذنت النبیؐ سودة ان ترقع قبل حطمة الناس واقمنا حتی اصبحنا نحن ثم دفعنا بدفعه فلان اکون استاذنت رسول الله کما استاذنت سودة احب الی مفروج به ۔

ترجمہ :- قاسم ابن محمد بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہم لوگ مزدلفہ میں اترے تو سودہ نے نبیؐ سے لوگوں کے روانہ ہونے سے پیشتر روانگی کی اجازت مانگی وہ سست رفتار عورت تھی تو آپ نے اجازت دیدی ۔ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی روانہ ہوگئی اور ہم لوگ ٹھیرے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی پھر ہم لوگ آپ کے ساتھ لوٹے اگر میں بھی سودہ کی طرح اجازت مانگ لیتی

تو مجھے بہت مسرت ہوتی۔

۲۵۔ جلد اوّل　　　　کتاب الشہادات　　　　صفحہ ۹　　　　حدیث ۲۴۵۵

عمرہ بنت عبد الرحمن ان عائشہ اخبرتھا ان رسول

اللہ کان عندھا و انھا سمعت صوت رجل یستاذن

فی بیت حفصۃ قالت فقلت یارسول اللہ ھذا

رجل یستاذن فی بیتک قالت فقال رسول اللہ اراہ

فلانا لعم حفصۃ من الرضاعۃ فقالت عائشہ لوکان

فلان حیا لعمھا من الرضاعۃ دخل علی فقال رسول

اللہ نعم ان الرضاعۃ تحرم ما یحرم من الولادۃ۔

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمن نے بی بی عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ سرور کونین میرے پاس تھے۔ میں نے ایک مرد کی آواز سُنی تو حفصہ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہا تھا میں سمجھ تو گئی کہ یہ فلاں شخص ہے جو حفصہ کا رضاعی چچا ہے لیکن پھر بھی میں نے سرورِ کونین سے عرض کیا کہ دیکھئے تو کوئی شخص آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے آپ نے فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں یہ فلاں شخص ہے اور حفصہ کا رضاعی چچا ہے۔ میں نے کہا اگر فلاں شخص زندہ ہوتا جو میرا رضاعی چچا تھا تو وہ بھی میرے پاس آتا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں! جو چیز نسب سے حرام ہوتی ہے اسے رضاعت بھی حرام کر دیتی ہے۔

۲۶۔ جلد سوم　　　　کتاب النکاح　　　　صفحہ ۳　　　　حدیث ۹۰

عمرہ بنت عبدالرحمن ان عائشۃ اخبرتھا ان رسول

الله كان عندها وانها سمعت صوت رجل يستاذن في بيت حفصة قالت فقلت يارسول الله هذا رجل يستاذن في بيتك فقال النبي اراه فلانا لعم حفصة من الرضاعة قالت عائشة لو كان فلانا حيا لعمها من الرضاعة دخل علي فقال نعم الرضاعة حرم الولادة -

ترجمہ:- عمرہ بنت عبدالرحمن بی بی عائشہ سے روایت کرتی ہے رسول اللہ میرے گھر تشریف فرما تھے کہ میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو حفصہ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کوئی غیر آدمی آپ کے گھر میں جانا چاہتا ہے آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے۔ جو حفصہ کا رضاعی چچا ہے میں نے کہا اگر فلاں شخص جو میرا رضاعی چچا تھا زندہ ہوتا تو میرے پاس آسکتا؟ آپ نے فرمایا - ہاں جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے وہ دودھ پینے سے بھی حرام ہو جاتا ہے -

---

محترم قارئین:

چار احادیث ہیں: ایک حدیث عبدالرحمن بن قاسم نے روایت کی ہے ایک حدیث قاسم بن محمد نے روایت کر دی ہے اور دو حدیثیں عمرہ بنت عبدالرحمن نے روایت کی ہیں -

- عبدالرحمن ابن قاسم اور قاسم ابن محمد کی احادیث کا تعلق ام المومنین سودہ سے ہے -
- عمرہ بنت عبدالرحمن کی احادیث ام المومنین حفصہ سے متعلق ہیں -

○ چاروں احادیث مختلف ہیں ان میں تکرار نہیں۔ ملاحظہ فرمالیں۔ سودہ سے متعلق دونوں احادیث ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور حفصہ سے تعلق رکھنے والی دونوں احادیث میں بھی صراحۃً اختلاف ہے۔

○ احادیث ام المومنین سودہ :۔

○ بی بی عائشہ بتا رہی ہے کہ سودہ ذرا بھاری بھرکم تھی اور اس کے لئے چلنا مشکل ہوتا تھا اس لئے سودہ نے سرور کونین سے مزدلفہ سے کوچ کی اجازت رات ہی کو مانگ لی تاکہ اژدہام سے قبل منیٰ کی طرف نکل جائے لیکن ہم وہیں مزدلفہ میں صبح تک رہے۔ بی بی جی فرماتی ہے کہ جس طرح سودہ نے اجازت مانگ لی تھی اور اسے اجازت مل گئی تھی۔ کاش میں بھی اجازت مانگ لیتی سودہ کے ساتھ ہی مزدلفہ سے کوچ کر کے آجاتی۔

چند سوالات :

○ نظامِ مصطفےٰ جلد دوم میں افک کے زیرِ عنوان آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ وہاں بی بی نے قافلہ سے پیچھے رہ جانے کی وجہ یہ بتائی تھی کہ : مجھے پالکی میں بٹھایا جاتا تھا۔ وہ پالکی اونٹ پر رکھی جاتی تھی جب مجھے اٹھانے والے آئے۔ انہوں نے پالکی اونٹ پر رکھ دی۔ میں پالکی میں موجود نہ تھی۔ اٹھانے والوں کو میری عدم موجودگی کا احساس اس لئے نہ ہوا کہ :

○ اس وقت تمام عورتیں کم خوری کی وجہ سے انتہائی ہلکی پھلکی ہوتی تھیں

○ وہاں بی بی نے بلا استثناء تمام عورتوں کا بتایا ہے کہ وہ ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔

○ مگر یہاں سودہ کے متعلق فرماتی ہیں کہ سودہ بھاری بھرکم تھی۔

(۱) کیا ہم بی بی جی سے پوچھ سکتے ہیں کہ اس تضاد بیانی کا کیا مطلب ہے ؟
(۲) سودہ نے اپنی جسمانی مجبوری کی بدولت کوچ کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ بی بی جی کو اجازت مانگنے کی کیا ضرورت تھی ؟
(۳) کیا بی بی جی کے لئے سودہ کے ساتھ رہنا زیادہ باعث مسرت تھا یا سرور کونین کے ساتھ رہنا ؟
(۴) اگر سرور کونینؐ کی صحبت پسند تھی تو افسوس کس کا ہے ؟
(۵) اگر سودہ کا ساتھ محبوب تھا تو کیوں ؟

احادیث اُمّ المومنین حفصہ :

ان احادیث میں اماں جی یہ بتاتی ہیں کہ سرور کونین ؐ میرے گھر تشریف فرما تھے کسی شخص نے ام المومنین حفصہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت مانگی ۔ میں سمجھ گئی کہ یہ شخص حفصہ کا رضاعی چچا ہے لیکن اس کے باوجود سرور کونین ؐ کو بتایا کہ کوئی غیر آدمی آپ کے گھر جانا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور حفصہ کا چچا ہے ۔ میں نے کہا کہ اگر فلاں جو میرا رضاعی چچا تھا زندہ ہوتا تو کیا وہ بھی میرے پاس آسکتا ۔ آپ نے فرمایا ۔ ہاں ! نسب سے جو چیز حرام ہوتی ہے ۔ رضاع سے بھی حرام ہو جاتی ہے ۔

چند سوالات :

① جب بی بی کو معلوم تھا کہ فلاں شخص ہے اور حفصہ کا رضاعی چچا ہے تو سرور کونین کو یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ کوئی غیر آپ کے گھر آنا چاہتا ہے ؟

② کیا اماں جی سرور کونین ؐ کو حفصہ کے خلاف اُبھارنے کی کوشش تو نہیں کر رہی ؟

③ کہیں اس فقرہ میں جذبۂ رقابت تو نہیں ؟

④ اماں جی نے اس شخص کا نام کیوں نہیں لیا فلاں کہہ کر نام چھپانے سے کوئی خاص مقصد ہے ؟

⑤ اگر کوئی خاص مقصد نہیں تو نام کیوں نہیں بتایا ؟

(۶) اگر کوئی خاص مقصد ہے تو وہ کونسا ؟

(۷) آخر جو کوئی بھی تھا ہوگا تو مسلمان ؟

(۸) اگر مسلمان ہوگا تو یقیناً صحابی بھی ہوگا ؟

(۹) اگر صحابی ہوگا تو بی بی جی نے نام لینے سے گریز کیوں کیا ؟

(۱۰) کیا بی بی جی کو اس سے کوئی ناراضگی تھی ؟

(۱۱) اگر ناراضگی تھی تو کس بات کی ؟

(۱۲) اگر ناراضگی نہیں تھی تو نام لینا کیوں گوارا نہ کیا ؟

(۱۳) بی بی نے اپنے چچا کا نام کیوں نہیں بتایا ؟

(۱۴) یہ فلاں کی اصطلاح کیوں بنائی گئی ؟

(۱۵) کہیں یہ سب کچھ فرضی تو نہیں ؟

(۱۶) کہیں بی بی کو یہ خطرہ تو نہیں کہ نام لینے سے ممکن ہے کوئی غلطی نکل آئے ؟

اصحابؓ اور پردہ

دو حدیثیں ۔

(۱) جلد سوم ص ۲۲۱ راوی عُروہ

(۲) جلد سوم ص ۱۱۶۰ 〃 〃

۳۷۔ جلد سوم　　　کتاب النکاح　　　صد ۱۲۵　　　حدیث ۲۲۱

هشام عن ابیه عن عائشة قالت خرجت سودة بنت زمعة لیلاً فرأها عمر فعرفها فقال انك والله یا سودة ما تخفین علینا فرجعت الی النبیؐ فذکرت ذلك له و هو فی حجرتی یتعشی وان فی یده لعرقا فانزل علیه فرفع عنه وهو یقول قد اذن لکن ان تخرجن بحوائجکن

ترجمہ :۔ ہشام اپنے باپ عروہ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ایک رات ام المومنین سودہ بنت زمعہ باہر نکلی ؛ عمر نے اسے دیکھ لیا۔ اور پہچان لیا۔ عمر نے کہا۔ بخدا تو سودہ ہی ہے ہم سے چھپ نہیں سکتی۔ سودہ واپس پلٹی۔ سرورِ کونینؐ میرے گھر کھانا کھا رہے تھے ؛ سودہ نے آکر شکوہ کیا۔ آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ جب سلسلۂ وحی ختم ہوا آپ نے سر اٹھایا تو فرمایا۔ تمہیں اپنی ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

۳۸۔ جلد سوم　　　کتاب الاستیذان　　　صد ۴۲　　　حدیث ۱۱۷۰

عروة ابن الزبیر ان عائشة قالت کان عمر ابن الخطاب یقول لرسول الله احجب نساءك قالت فلم یفعل وکان ازواج النبیؐ یخرجن لیلاً الی لیل قبل المناصع فخرجت

سودة بنت زمعة وكانت امرأة طويلة فرأها عمرابن الخطاب وهو فى المجلس فقال عرفتك يا سودة حرصاً على ان ينزل الحجاب فانزل الله الحجاب۔

ترجمہ :۔عروہ ابن زبیر عائشہ سے روایت کرتا ہے۔عمر ابن خطاب سرورکونین سے کہا کرتا تھا کہ آپ اپنی بیویوں کو پردہ میں بٹھائیں۔ لیکن سرورکونینؐ ایسا نہ کرتے تھے۔ازواج نبی رات کے رات بیرون مدینہ جاتی تھیں۔سودہ بنت زمعہ کافی قدآور تھیں۔ایک رات باہر نکلی تو عمر نے اپنی محفل میں بیٹھے ہوئے دیکھ لیا اور کہا۔اے سودہ میں نے تجھے پہچان لیا ہے تاکہ پردہ کا حکم نازل ہو۔پھر اللہ نے پردہ کا حکم نازل کر دیا۔

محترم قارئین :

یہ دو احادیث ہیں۔دونوں کا راوی عروہ بن زبیر ہے۔

جلد سوم صہ ۲۲۱ میں بی بی عائشہ بتا رہی ہیں کہ سودہ رات کو رفع حاجت کے لئے باہر نکلی عمر نے دیکھ لیا اور بآواز بلند پکار کر کہا ——— او سودہ تو کب تک چھپ سکتی ہے۔ہم نے تجھے پہچان لیا ہے۔۔بیچاری سودہ واپس آگئی۔سرورکونینؐ میرے گھر تشریف فرما تھے۔کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔سودہ نے آکر شکوہ کیا کہ آپ کے صحابہ نے ہمارا دائرہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئ۔جب وحی ختم ہوگئ تو آپ نے سر اٹھا کر فرمایا۔جاؤ اللہ نے تمہیں ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت دیدی ہے۔

چند سوالات :

① بی بی نے اپنی اس روایت میں سرور کونینؐ کا اپنے گھر تشریف فرما ہونا اور کھانا تناول فرمانا بتایا ہے۔ یہ تو سمجھ میں آنے والی ہے۔ لیکن ہاتھ میں ہڈی کا ہونا۔ اس کی سمجھ نہیں آتی کہ بی بی نے اس کا تذکرہ کیوں کیا ؟

② بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ ہڈی کو سرور کونینؐ چوس رہے تھے یا یونہی پکڑ رکھی تھی ؟

③ یہ بھی نہیں بتایا کہ جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے ہڈی رکھ دی یا ہڈی کو پکڑے رکھا؟

④ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس وحی میں کونسی آیت اتری تھی ؟

⑤ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ آیت اب بھی قرآن میں موجود ہے یا نہیں ؟

⑥ عمر صاحب نے ام المومنین کو کیوں اس انداز میں پکارا ؟

⑦ کیا یہ پکارنے کا انداز شریفانہ ہے ؟

⑧ عمر کا کہنا کہ : اے سودہ تو چھپ نہیں سکتی کا کیا مطلب ہے ؟

⑨ کیا ام المومنین کے لئے عمر کا یہ انداز کلام گستاخی نہیں ؟

⑩ کیا سرور کونینؐ کی توہین نہیں ؟

⑪ کیا عمر کو سرور کونینؐ نے نگران مقرر کر رکھا تھا؟

⑫ عمر نے کس حق کی بنیاد پر یہ جسارت کی ؟

⑬ عمر کو زوجۂ رسول سے اس انداز میں کلام کرنے کا کیا حق تھا ؟

⑭ کسی اور ام المومنین سے بھی عمر نے اس انداز میں گفتگو کی تھی ؟

⑮ اگر کی تھی تو کب اور کس سے ؟

(۱۶) اگر کسی اور سے ایسی گفتگو نہ کی تھی تو صرف ام المومنین سودہ سے ایسی گفت گو کیوں کی ؟

(۱۷) کہیں ام المومنین سودہ سے عمر کو ذاتی عداوت تو نہ تھی ؟

(۱۸) اگر ذاتی عداوت نہ تھی تو یہ سب کچھ کیا ہے ؟

جلد سوم ص۱۷۱ میں بی بی بتاتی ہے کہ عمر سرور کونین سے اکثر کہا کرتا تھا کہ آپ اپنی عورتوں کو پردہ میں بٹھائیں۔ لیکن سرور کونین عمر کی بات نہ مانتے تھے۔ ازواج نبی رات کے رات رفع حاجت کے لئے باہر جاتی تھیں۔ ایک دن ام المومنین سودہ باہر نکلی تو طویل القامت ہونے کی وجہ سے عمر نے بی بی کو پہچان لیا۔ عمر اپنی کسی محفل میں بیٹھا تھا۔ وہیں سے پکار کر کہا۔ اے سودہ میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ عمر کا مقصد یہ تھا کہ پردہ کا حکم نازل ہو چنانچہ پردہ کا حکم آگیا۔

چند سوالات :

(۱) عمر سرور کونین کو ازواج کے پردہ پر کیوں مجبور کرتا تھا ؟

(۲) کیا عمر نے اپنے گھر پردہ کو رائج کر دیا تھا ؟

(۳) کیا ازواج کا کردار عمر کے لئے باعث تشویش تھا ؟

(۴) اگر ازواج کا کردار باعث تشویش تھا تو سب کا یا کسی ایک کا ؟

(۵) خواہ سب کا ہو کسی ایک کا اس کا کوئی ثبوت ؟

یہ خیال رہے کہ ہم شیعوں کے ہاں زوجہ نبی کافرہ یا منافقہ ہو سکتی ہے لیکن بد چلن نہیں ہو سکتی اور ہم شیعہ ہر زوجہ نبی کی پاکدامنی کا نہ صرف عقیدہ رکھتے ہیں بلکہ ہر زوجہ نبی کی پاکدامنی ثابت بھی کرتے ہیں۔

(۶) جب ازواج رات کے رات ہی باہر جاتی تھیں تو عمر کو کیا تکلیف تھی ؟

(۷) کیا اس نیت سے توہین نبی کرنا کہ توہین کرنے والے کی مرضی کے مطابق اللہ کا حکم نازل ہو جائز ہے ؟

(۸) اگر جائز ہے تو کہاں ؟

(۹) اگر جائز نہیں تو عمر کا یہ کرتوت کس گٹھڑی میں بندھے گا ؟

(۱۰) کیا حکم پردہ کے بعد ازواج نبی اور ازواج اصحاب کا باہر آنا جانا موقوف ہو گیا ؟

(۱۱) اگر موقوف ہو گیا تو ثبوت ؟

(۱۲) اگر موقوف نہیں ہوا تو عمر صاحب کے ام المومنین سودہ کی توہین کرنے کا کیا جواز رہا ؟

(۱۳) امہات المومنین کی عظمت کی قسمیں کھانے والے کہاں سو رہے ہیں ؟

(۱۴) ایک طرف عمر کی توہین ازواج ہے دوسری طرف خود عمر کی محبت ہے ۔ دیکھیں فیصلہ کس طرف ہو ؟

(۱۵) خلیفہ برحق کے خلاف جنگ جمل میں علم جنگ بلند کرنے کی بدولت بی بی عائشہ سے شیعوں کے اظہار نفرت پر بلبلا اٹھنے والے ذرا عمر کے سامنے بھی تو آئیں ؟

غسل وطہارت

گیارہ حدیثیں

(۱)	جلدسوم	ص ۱۰۳۴	راوی مسروق
(۲)	جلدسوم	ص ۲۱۶۱	" "
(۳)	جلداول	ص ۲۴۵	" عروہ
(۴)	جلداول	ص ۲۴۶	" ابوبکر ابن حفص
(۵)	جلداول	ص ۲۵۴	راوی قاسم
(۶)	جلداول	ص ۲۵۷	" "
(۷)	جلداول	ص ۲۵۸	راوی عروہ
(۸)	جلداول	ص ۲۹۶	" "
(۹)	جلداول	ص ۳۰۳	راوی مجاہد
(۱۰)	جلداول	ص ۲۹۲	راوی اسود
(۱۱)	جلداول	ص ۲۹۹	راوی قاسم

۳۹۔ جلد سوم کتاب الآداب صفحہ ۲۹۲ حدیث ۱۰۳۴

عن مسروق عن عائشة قالت صنع النبيّ شيئًا فرخص فيه فتنزه عنه قوم فبلغ ذلك النبيّ فخطب فحمد الله ثم قال ما بال اقوام يتنزهون عن الشيئ اصنعه فوالله انى لاعلمهم بالله واشدهم له خشيةً۔

ترجمہ: مسروق بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے کوئی کام کیا اور دوسروں کو کرنے کی اجازت بھی دے دی لیکن بعض لوگوں نے کام نہ کیا جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ حمد خدا بجا لانے کے بعد فرمایا۔ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میں ایک کام کرتا ہوں لیکن وہ نہیں کرتے۔ بخدا میں تمام لوگوں کی نسبت اللہ کو زیادہ جاننے والا اور اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

۴۰۔ جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۸۱۷ حدیث ۲۱۹۱

عن مسروق قال قالت عائشة صنع النبيّ شيئًا فرخص وتنزه عنه قوم فبلغ ذلك النبيّ فحمد الله ثم قال ما بال اقوام يتنزهون عن الشيئ اصنعه فوالله انى اعلمهم بالله واشدهم له خشيةً

ترجمہ: مسروق بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے کوئی کام کیا۔ اور دوسروں کو وہ کام کرنے کی اجازت دے دی لیکن ایک گروہ نے وہ کام نہ کیا۔

آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے خطبہ میں حمد باری کے بعد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کام نہیں کرتے جو میں نے کیا ہے بخدا ان تمام کی نسبت اللہ کو میں زیادہ جانتا ہوں اور زیادہ ڈرتا ہوں۔

۴۱۔ جلد اول　　کتاب الغسل　　ص ۱۷۶　　حدیث ۲۴۵

عروة عن عائشة قالت كنت اغسل انا والنبیؐ من اناء واحد من قدح يقال له الفرق۔

ترجمہ :۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں اور سرورِ کونینؐ دونوں بیک وقت فرق نامی ٹب سے غسل کیا کرتے تھے۔

۴۲۔ ابوبکر ابن حفص قالت سمعت اباسلمة يقول دخلت انا واخو عائشة على عائشة فسالها اخوها عن غسل رسول الله فدعت باناء نحو من صاع فاغتسلت وافاضت على راسها وبيننا وبينها حجاب۔

ترجمہ :۔ ابوبکر ابن حفص نے ابوسلمہ سے روایت کی ہے کہ میں اور بی بی عائشہ کا بھائی بی بی کے پاس گئے۔ بی بی کے بھائی نے بی بی سے غسل نبی کا پوچھا۔ تو بی بی نے درمیان میں ایک کپڑا لٹکا دیا اور غسل نبی کر کے دکھایا پہلے سر پر پانی ڈالا۔

۴۳۔ جلد اول　　کتاب الغسل　　ص ۱۷۹　　حدیث ۲۵۶

قاسم عن عائشة قالت كنت اغسل انا والنبیؐ من

اناء واحد تختلف ایدینا۔

ترجمہ :۔ قاسم بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں اور سرور کونین ؐ ایک ہی برتن سے باری باری ہاتھ ڈال کر غسل کرتے تھے۔

۴۴۔ جلد اول کتاب الغسل صـ۱۷۹ حدیث ۲۵۷

قاسم عن عائشۃ قالت کنت انا اغتسل انا والنبیؐ من اناء واحد تختلف ایدینا فیہ۔

ترجمہ :۔ قاسم بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں اور سرور کونین ؐ ایک ہی برتن سے باہم غسل کرتے تھے ہمارے ہاتھ باری باری پڑتے تھے۔

۴۵۔ جلد اول کتاب الغسل صـ۱۷۹ حدیث ۲۵۸

عروۃ عن عائشۃ قالت کنت اغتسل اناء والنبیؐ من اناء واحد من جنابۃ

ترجمہ :۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں اور سرور کونین ؐ غسل جنابت باہم ایک ہی برتن سے کرتے تھے۔

۴۶۔ ھشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ اذا اغتسل من الجنابۃ غسل یدیہ وتوضاء وضوءہ للصلوٰۃ ثم اغتسل ثم تخلل بیدہ شعرہ حتی اذا ظن انہ قد روی بشرتہ افاض علیہ الماء ثلاث مرات ثم غسل سائر جسدہ ٭ قالت وکنت اغتسل انا ورسول اللہ

من اناء واحد نغترف منه جميعًا۔

ترجمہ:۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کیلئے وضو کرتے پھر غسل کرتے، پھر اپنے بالوں کو خلال کرتے۔ حتیٰ کہ جب گمان ہو جاتا کہ چمڑا سیراب ہو چکا ہے تو تین مرتبہ پانی ڈالتے پھر تمام جسم دھو لیتے۔ بی بی فرماتی ہے کہ میں اور سرورِ کونینؐ ایک ہی برتن سے بیک وقت غسل کرتے تھے اور بیک وقت چلو سے پانی لیتے تھے۔

۴۷۔ جلد اول　　کتاب الحیض　　ص ۱۹۳　　حدیث ۳۰۳

عن مجاهد قال قالت عائشة ما كان لاحدينا الا ثوب واحد تحيض فيه فاذا اصابه شئ من دم قالت بريقها فمصعه بظفرها۔

ترجمہ:۔ مجاہد بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا تھا اگر خون حیض اس کپڑا پر لگ جاتا تو ہم اس پر تھوک کر ناخن سے مل ڈالتی تھیں۔

۴۸۔ جلد اول　　کتاب الحیض　　ص ۱۹۰　　حدیث ۲۹۲

اسود عن عائشة قالت كنت اغتسل انا والنبیؐ من اناء واحد كلانا جنب وكان يامرنی فاتزر فيباشرنی وانا حائض وكان يخرج رأسه الى وهو معتكف فاغسله وانا حائض۔

ترجمہ:۔ اسود بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں اور سرورِ کونینؐ ایک ہی برتن

سے غسل کرتے تھے جبکہ ہم دونوں بحالت جنابت ہوتے تھے۔ آپ سرورِ کونینؑ حالت حیض میں مجھے حکم دیتے میں چادر ڈالتی پھر مجھ سے مباشرت کرتے۔ سرورِ کونینؑ جب اعتکاف میں ہوتے مسجد سے سر باہر نکالتے اور میں بحالتِ حیض اسے دھو ڈالتی۔

۹م۔ جلد اول کتاب الحیض ص ۱۹۲ حدیث ۲۹۹

قاسم عن ابیه عن عائشة قالت کانت احدینا تحیض ثم تقترض الدم من ثوبها عند طهرها فتغسله و تنضح علی سائره ثم تصلی فیه۔

ترجمہ:۔ قاسم اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو ختم ہونے کے بعد خون کو کپڑے سے الگ کر کے دھو لیتے اور باقی کپڑے پر پانی چھڑک کر اسی میں نماز پڑھتے۔

محترم قارئین؛

یہ گیارہ احادیث ہیں۔

- جلد سوم ص ۲۴۲ اور ص ۲۱۶۱ ان دو کا تعلق صحابہ کی سرورِ کونینؑ کی اقتدار نہ کرنے سے تعلق ہے۔
- جلد اول ص ۲۴۶ میں ام المومنین عائشہ اپنے بھائی اور دوسرے شخص کو عملی طور پر غسل رسول کر کے دکھاتی ہے۔
- جلد اول ص ۲۴۵، ص ۲۵۶، ص ۲۵۷، ص ۲۵۹ اور ص ۲۶۷ میں بی بی عائشہ اور سرورِ کونینؑ

- ○ باہمی پیار و محبت کا اختتامی مظاہرہ کرتے ہوئے۔ باہم مل کر ایک وقت میں ایک برتن سے غسل فرماتے ہیں۔
- ○ جلد اول ص۳۰۳ میں ام المومنین عائشہ نجس کپڑے کو تھوک سے پاک کرنے کا طریقہ بتاتی ہے۔
- ○ جلد اول ص۲۹۲ تین مسائل ہیں (۱) داستان محبت کا آخری مظاہرہ ایک برتن سے باہم ملکر غسل (۲) حالت حیض میں مباشرت (۳) حالت حیض میں سرور کونینؐ کا سر دھونا۔
- ○ جلد اوّل ص۲۹۹ کپڑے کی تطہیر کا طریقہ بتایا گیا ہے۔
- ○ جلد سوم ص۱۰۳۴ اور ص۲۱۶۱ کا راوی مسروق ہے۔
- ○ جلد اول ص۲۴۲ کا راوی ابوبکر ابن حفص ہے۔
- ○ جلد اول ص۲۴۵، ص۲۵۹ اور ص۲۶۰ کا راوی عروہ ابن زبیر ہے۔
- ○ جلد اول ص۲۵۶ اور ص۲۵ کا راوی قاسم ہے۔
- ○ جلد اول ص۳۰۳ کا راوی مجاہد ہے۔
- ○ جلد اول ص۲۹۲ کا راوی اسود ہے۔
- ○ جلد اول ص۲۹۹ کا راوی قاسم ہے۔

جلد سوم ص۱۰۳۴ اور ص۲۱۶۱ میں تکرار ہے گویا یہ ایک حدیث ہے۔ اس میں بی بی عائشہ بتانا چاہتی ہے کہ صحابہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو نہ تو سرور کونینؐ کو عالم باللہ سمجھتے تھے اور نہ ہی آپ کو خوف خدا رکھنے والا سمجھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ ایسے لوگ صرف انہی کاموں میں آپ کی اقتداء کرتے تھے۔ جنہیں ان کی اپنی فکر خام قبول کرتی تھی۔

- کتنا ہی اچھا ہوتا اگر بی بی عائشہ اس گروہ کا تذکرہ بھی فرما دیتیں۔ جس سے کچھ صحابہ اجتناب کرتے تھے اور ان تمام صحابہ یا بعض کے نام بھی بتا دیتی جو آپ کی اقتداء نہیں کرتے تھے۔ تاکہ کم از کم آنحضورؐ کے بعد ایسے صحابہ پر کڑی نظر رکھی جاتی۔ ان سے تمام امت مسلمہ کو خبردار کیا جاتا۔
- کیونکہ جو لوگ آپ کی زندگی میں آپ کی اقتداء سے جی چراتے تھے۔ خدا معلوم آپ کے بعد ان لوگوں نے اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوگا؟
- بہرحال بقول ام المومنین عائشہ کے، ایسے افراد خود سرورکونینؐ کی صحبت میں موجود ضرور تھے جو ہر کام میں آنحضورؐ کی اقتداء کو ضروری نہ سمجھتے تھے۔
- ہو سکتا ہے ان لوگوں نے سرورکونینؐ کو نبی ماننے کی بجائے ایک دنیاوی حکمران سمجھا ہو اور اپنے مخصوص مفادات کے پیش نظر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہوں۔
- خدا معلوم بقول سواد اعظم ام المومنین عائشہ نے ایسے کج فکر لوگوں کے نام کیوں پردۂ خفا میں رکھے؟
- جلد اول ص۲۴۵، ص۲۵۶، ص۲۵۷، ص۲۵۸ اور ص۲۹۷ میں ام المومنین عائشہ حسب ذیل دو باتیں بتانا چاہتی ہے۔

۱۔ سرورکونینؐ کی بی بی سے بے پناہ محبت

۲۔ میاں بیوی کا باہم مل کر غسل جنابت کرنے کا جواز۔

- جہاں تک سرورکونینؐ کا بے پناہ محبت کا تعلق ہے وہ تو آپ نظام مصطفیٰ جلد اول میں بی بی کی اس وقت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جس میں بی بی ؓ آخر اپنے بھانجے عبداللہ ابن زبیر کو وصیت کرتی ہے کہ مجھے روضۂ رسول میں دفن نہ کرنا۔ میں وہاں پاک نہیں ہو سکوں گی۔

رہا میاں بیوی کا باہم مل کر ایک برتن سے بیک وقت غسل جنابت کرنے کا جواز اگرچہ جائز ہے لیکن سرورکونینؐ کی عظمت نبویہ اور شرافت نفس کے پیش نظر یہ بات انتہائی انہونی سی نظر آتی ہے کہ سرورکونینؐ کسی عیاش منش انسان کی طرح کوئی کام کریں۔

آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ جب ایسا فعل ہم اپنے لئے گوارا نہیں کر سکتے۔ تو سرورکونینؐ کیوں ایسی پست حرکت فرما سکتے ہیں۔

ہاں ایک بات سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ بی بی اس قسم کے بیان دے کر اپنی محبت کا اظہار تو کر رہی ہیں۔ لیکن بی بی نے عظمت نبویہ کو بھی اسی ترازو میں تولنے کی کوشش کی ہے جس میں ایک بازاری انسان کو تولا جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بی بی عقیدۃً سرورکونینؐ کو عرب کا ایک حکمران سمجھتی ہے۔ اگر بی بی کے ذہن میں سرورکونینؐ کی رسالت کا تصور ہوتا تو سرورکونینؐ سے ایسی باتیں منسوب نہ کرتی جو ایک عام آدمی بھی نہیں کرتا۔

اب آیئے ام المومنین عائشہ نے اس سے ایک قدم اور آگے بڑھا کر محبت کا ثبوت پیش کیا ہے یہ ہے جلد اول ص۳۰۲ ، ص۲۲۹ اور ص۲۹۹

جلد اول ص۳۰۲ میں عورت کا ماہانہ خون کا ایک سبق ہے۔ سبق یہ ہے کہ جب کبھی ہم میں سے کسی کا خون اس کے کپڑے پر لگ جاتا تو وہ اپنے کپڑے پر تھوکتی اور پھر ناخن سے رگڑ دیتی۔

یہ خبر بھی کسی عورت کو نہیں رہی بلکہ ایک مجاہد نامی صحابی کو بتاتی ہیں۔ ممکن ہے مجاہد نے پوچھا ہو یا بی بی اپنے روزمرہ کے معمولات کے مطابق درس دے رہی ہوں۔ اگر ماہواری کے خون کو تھوک کر ناخن سے رگڑ کر پاک کرنا اسلامی طہارت کے منہ پر طمانچہ نہیں تو شیعوں کو کافر کہنے والے بتائیں کہ وہ بھی اپنے گھروں میں اسی طہارت کا سبق

دستے ہیں۔

عقل سلیم رکھنے والا کوئی انسان اس قسم کی طہارت کو انسانیت کی توہین کے علاوہ کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ آخر کافی سے زیادہ لوگ بی بی کے پاس اسلام سیکھنے کی خاطر آتے ہوں گے اور جب وہ طہارت کے سلسلہ میں ایسے سبق لے کے جاتے ہوں گے تو وہ راستہ ہی میں فیصلہ کر لیتے ہوں گے کہ اس اسلام سے تو ہمارا کفر ہی بھلا جس میں کم از کم ماہواری کے خون کو ناخنوں سے تو نہیں رگڑا جاتا۔

○ جلد اول ص۱۹۲ کو ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمالیں۔ ام المومنین عائشہ بتا رہی ہے کہ جب میں مبتلائے ماہواری ہوتی تو سرور کونینؐ مجھے حکم دیتے۔ میں چادر اوڑھ لیتی پھر مجھ سے مباشرت کرتے۔ حالت اعتکاف میں آپ مسجد سے سر باہر نکالتے اور میں بحالت ماہواری سرور کونینؐ کا سر دھوتی۔

اگرچہ ان بیانات سے بی بی کا مقصد صرف اور صرف یہ بتانا ہے کہ سرور کونینؐ کو مجھ سے بے پناہ محبت تھی۔ حتیٰ کہ ماہواری کے ایام میں بھی مجھ سے جُدا نہیں ہوتے تھے اور ایام اعتکاف میں بھی میں ہی آپ کی سیوا کرتی تھی۔

لیکن مقام فکر یہ ہے کہ اسود کو یہ باتیں بتانے سے کیا حاصل۔ بحالت ماہواری مباشرت کا تذکرہ خدا معلوم کس مصلحت سے کیا ہے ہمیں معلوم ہے کہ مباشرت کا لغوی معنیٰ جسم کو جسم سے مس کرنا ہوتا ہے لیکن اصطلاحاً مباشرت کا لفظ صرف اور صرف میاں بیوی کی اس مخصوص حیثیت سے متعلق ہے جس کے بعد اگر بیوی صحتمند ہو تو نتیجہ گود ہری ہونے کی صورت میں نکلتا ہے اگر مباشرت کا لفظ بی بی نے دوسرے معنیٰ میں استعمال نہیں کیا۔ اور لغوی معنیٰ میں استعمال کیا ہے تو میری طرف سے سواد اعظم کے ہر مکتب فکر کو دعوت عام ہے کہ وہ سب مل کر یا ان میں سے کوئی ایک۔ مباشرت کا لفظ اپنے لئے بھی استعمال کر کے دکھائے۔ اپنی بیٹی۔ ماں! یا بہن میں سے کسی کو گلے لگا کر۔ بہانگ دہل صرف

اتنا کہہ دے ۔ میں نے ماں سے مباشرت کی ہے ۔

میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی شریف النفس عربی سے واقف یہ فقرہ ادا کرنے کی جسارت نہیں کرے گا کیونکہ جسے بھی مباشرت کا معنی معلوم ہے وہ ایسی بے حیائی کا مظاہرہ کبھی نہیں کرے گا ۔

اس پس منظر میں میں قارئین سے انصاف کی توقع کروں گا کہ ایسے الفاظ جو علمائے کرام اپنے لئے پسند نہیں کرتے ۔ وہی الفاظ سرورِ کونین ؐ کے لئے کیوں پسند کرتے ہیں ۔ ایسی کتاب جو سرورِ کونین ؐ کے تقدس کو پامال کرنے کا تصور پیدا کرے کو کیوں قابل اعتماد سمجھتے ہیں اور ایسی بیوی جو اپنے عظیم شوہر سے ایسے امور منسوب کرے جنہیں کوئی پست اخلاق شخص بھی قبول کرنے پر تیار نہ ہو کو کیوں اپنا پیرو سمجھتے ہیں ۔

○ آخر میں جلد اول ص ۲۰۶ بھی ملاحظہ فرمالیں جس میں بی بی شرعی حدود تو بجائے خود اخلاقی حدود سے بھی آگے بڑھ چکی ہیں ۔ ابوبکر ابن حفص راوی ہیں ۔ ابوسلمہ ابوبکر ابن حفص کو اپنا چشم دید واقعہ سناتا ہے ۔ ابوسلمہ کہتا ہے کہ میں ام المومنین عائشہ کے ایک بھائی کے ساتھ بی بی کے پاس گیا ۔ بی بی کے بھائی نے بی بی سے غسل سرورِ کونین ؐ کے متعلق پوچھا ۔ بی بی فوراً اٹھی ۔ ہمارے اور اپنے درمیان ایک کپڑا لٹکایا اور غسل کر کے دکھانے لگی ۔

محترم دوستو ! بات سوچنے کی یہ ہے کہ جنہیں غسل رسول کر کے دکھایا جا رہا ہے ۔ وہ دونوں مرد ہیں کپڑے کو اتنا پتلا ہونا چاہیئے کہ اس سے کچھ نظر آئے اگر نظر نہ آئے تو پھر کر کے دکھانے کا فائدہ ہی نہیں ۔ دیکھنے والا ایک تو بھائی ہے لیکن دوسرا کوئی غیر محرم اجنبی ہے ۔

اب بھلا آپ ہی بتائیے یہ دین کی تبلیغ ہے ۔ یا ۔ اسلام کی خدمت ہے ۔ کیا

ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبنا اور توہین سرورِ کونینؐ ہے۔ اگر ہمارے بھائیوں کو اصرار ہو کہ بی بی نے بالکل درست اور اسلام کے مطابق کیا ہے تو کبھی اپنی بیوی سے بھی کہہ دیں کہ وہ طریقہ غسل نامحرموں کو دکھا کر سکھا دیں ــــ نہ تو سرورِ کونینؐ نے کبھی یہ کیا تھا تاکہ اسے سنت رسول کہا جا سکے نہ اور کسی صحابی نے ایسا کیا تھا تاکہ اتباعِ صحابہ کا نام دیا جا سکے اور نہ قرآن نے ایسا حکم دیا ہے تاکہ اطاعت قرآن کہا جا سکے۔ جب ان تین صورتوں میں سے کوئی بھی نہیں تو بی بی کے اس عمل کا کیا کیا جائے گا۔

فیصلہ: سرورِ کونینؐ کی حکم عدولی کا تذکرہ۔

سرورِ کونینؐ کے اظہارِ محبت میں شرعی اور اخلاقی حدود کی پرواہ نہ کرنا۔ ماہواری کے خون پر تھوکنا اور ناخن سے رگڑنا۔ سرورِ کونینؐ کی بحالت ماہواری مباشرت کا بتانا۔ اور بھائی کے ساتھ آنے والے نامحرم کو غسل کر کے دکھانا۔

ان میں سے کوئی عمل بھی ایسا نہیں جسے کوئی شریف اور غیور مسلمان۔ اطاعت قرآن کہہ سکے یا سنت رسول بتا سکے یا اتباعِ صحابہ کا نام دے سکے۔

بنابریں:۔ بآسانی یہ کہا جا سکتا ہے کہ بی بی سرورِ کونین کے گھر بیٹھ کر سرورِ کونینؐ کے مشن کے خلاف پرچار کرتی رہی۔ باہر رہنے والے یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔ جو گھر میں بیٹھ کر بی بی نے سرانجام دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ کے مسلمان بی بی سے ہمیشہ راضی رہے ــــــــ

کل تیرہ احادیث۔

(۱) جلد اول ص ۹۱۶	راوی عروہ	(۸) جلد سوم ص ۱۲۶۰	راوی عروہ
(۲) جلد اول ص ۲۰۹۲	″ ″	(۹) جلد سوم ص ۱۶۲۰	″ ″
(۳) جلد اول ص ۲۲۴۵	″ ″	(۱۰) جلد سوم ص ۲۰۵۰	″ ″
(۴) جلد اول ص ۲۲۵۴	″ ″	(۱۱) جلد دوم ص ۶۹۶	″ ″
(۵) جلد اول ص ۲۵۱۲	راوی عمرہ بنت عبدالرحمٰن	(۱۲) جلد دوم ص ۹۲۳	″ ″
(۶) جلد دوم ص ۱۸	راوی عروہ	(۱۳) جلد سوم ص ۱۲۶۴	″ ″
(۷) جلد دوم ص ۱۴۳۹	″ ″	(۱۴) جلد سوم ص ۱۲۶۵	″ ″

۵۰ - جلد اول   کتاب البیوع   صفحہ ۲۴   حدیث ۱۹۱۲

عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ قالت کان عتبۃ ابن
ابی وقاص وصیٰ ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ قالت
فلما کان عام الفتح اخذہ سعد ابن ابی وقاص وقال
ابن اخی عہد الی فیہ فقال عبد ابن زمعہ - فقال اخی
وابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ - فتساوقا الی النبیؐ
فقال سعد یارسول اللہ ابن اخی - کان قد عہد الی
فیہ فقال عبد ابن زمعۃ اخی وابن ولیدہ ابی ولد
علی فراشہ فقال رسول اللہ ھولک یا عبد ابن
زمعۃ ثم قال النبی الولد للفراش وللعاھر الحجر
ثم قال لسودۃ بنت زمعۃ زوج النبیؐ احتجبی منہ
لما رأی من شبھہ بعتبۃ فما رآھا حتی لقی اللہ -

ترجمہ :- عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ عتبہ ابن ابی وقاص
نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص کو یہ وصیت کی کہ زمعہ
کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفے سے ہے - اس کو لے لیجیو - بی بی کہتی ہیں
جس سال کہ فتح ہوا - سعد نے اس بچے کو لے لیا اور کہنے لگے - یہ میرے
بھائی کا بچہ ہے - میرے باپ کی حفاظت میں پیدا ہوا - آخر دونو لڑتے جھگڑتے
آنحضرت کے پاس آئے - سعد نے عرض کیا - یا رسول اللہ ! یہ میرے بھائی

کا بچہ ہے۔ اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ اس کو لے لینا۔ عبد ابن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے اس کے بچھونے پر۔ تب آنحضرت نے فرمایا۔ عبد یہ بچہ تجھ کو ملے گا۔ اس کے بعد فرمایا۔ بچہ اسی کا ہوتا ہے جو جائز شوہر یا مالک ہو اور حرام کار کو پتھر سے سزا ملے گی۔ لیکن ام المومنین جو زمعہ کی بیٹی اور آنحضرت کی بیوی تھی۔ تم اس سے پردہ کرتی رہنا۔ کیونکہ آپ نے دیکھا اس بچے کی صورت عتبہ سے ملتی تھی۔ سو اس نے حضرت سودہ کو مرتے تک نہ دیکھا۔

۵۱۔ جلد اول کتاب البیوع ص ۴۶۸ حدیث نمبر ۲۰۶۶

عروۃ عن عائشۃ انھا قالت اختصم سعد ابن ابی وقاص و عبد ابن زمعہ فی غلام فقال سعد ھذا یا رسول اللہ ابن اخی عتبۃ ابن ابی وقاص عھد الی انہ ابنہ نظر الی شبھہ و قال عبد ابن زمعہ ھذا اخی یا رسول اللہ ولد علی فراش ابی من ولیدتہ فنظر رسول اللہ الی شبھہ فرای شبھا بینًا بعتبۃ فقال یا عبد۔ الولد للفراش وللعاھر الحجر واحتجبی منہ یا سودہ بنت زمعہ فلم ترہ سودۃ قط۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سعد ابن ابی وقاص اور عبد ابن زمعہ کا ایک بچے میں جھگڑا تھا۔ سعد کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ بچہ چونکہ میرے بھائی عتبہ سے مشابہت رکھتا ہے لہذا یہ میرا بھتیجا ہے اور اسے میں لے جاؤں گا۔ عبد ابن زمعہ نے کہا قبلہ! یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے گھر اس کی کنیز سے

پیدا ہوا ہے۔ آپ نے اس بچے کی صورت کو دیکھا تو اس میں عتبہ کی واضح مماثلت تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اے عبد بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر ہوا ہے۔ زانی کا حق سنگسار ہوتا ہے۔ ہاں اے سودہ تو اس سے پردہ کیا کر پھر سودہ نے اسے کبھی نہ دیکھا۔

---

۵۲ - جلد اول کتاب الخصومات صفحہ ۸۲۴ حدیث نمبر ۲۲۴۸

عروۃ عن عائشۃ ان عبد ابن زمعہ و سعد ابن ابی وقاص اختصما الی النبیؐ فی ابن زمعۃ ابن امۃ زمعۃ (قال) سعد یارسول اللہ اوصانی اخی اذا قدمت ان اقبض ابن امۃ زمعۃ فاقبضہ فانہ ابنی قال عبد ابن زمعۃ اخی وابن امۃ ابی ولد علی فراش ابی فرأی النبیؐ شبہاً بینا فقال ھو لک یاعبد ابن زمعہ الولد للفراش واحتجبی منہ یاسودۃ۔

ترجمہ:- عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ عبد ابن زمعہ اور سعد ابن وقاص نے سرورِ کونینؐ کے پاس زمعہ کی ایک کنیز کے بیٹے کا نزاع پیش کیا۔ سعد نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی کہ جب تو جانا تو ابن زمعہ کو دیکھ کر اسے لے لینا وہ میرا بیٹا ہے۔ عبد ابن زمعہ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! یہ میرا بھائی ہے۔ زمعہ کی کنیز کا بیٹا ہے اور زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ سرورِ کونینؐ کو ابن زمعہ میں عتبہ سے واضح مماثلت نظر آئی۔ فرمایا اے یہ تیرا بھائی ہے بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے۔ ہاں اے سودہ تو اس سے پردہ کیا کر۔

عروہ ابن الزبیر ان عائشہ قالت ان عتبۃ ابن
ابی وقاص عہد الی اخیہ سعد ابن ابی وقاص ان
تقبض الیہ ابن ولیدۃ زمعۃ قال عتبۃ انہ ابنی
فلما قدم رسول اللہ زمن الفتح اخذ سعد ابن
ولیدۃ زمعۃ فاقبل بہ الی رسول اللہ واقبل معہ
بعبد ابن زمعۃ : فقال سعد یا رسول اللہ ھذا
ابن اخی عہد الی انہ ابنہ فقال عبد ابن زمعہ
یا رسول اللہ ھذا اخی ابن ولیدۃ زمعۃ ولد علی
فراشہ فنظر رسول اللہ الی ابن ولیدۃ زمعۃ فاذا
ھو اشبہ الناس بہ فقال رسول اللہ ھو لک یا عبد
ابن زمعۃ من اجل انہ ولد علی فراش ابیہ قال
رسول اللہ احتجبی منہ یا سودۃ بنت زمعۃ مما رأی
من شبھہ بعتبۃ وکانت سودۃ زوج النبیؐ -

ترجمہ :- عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ عتبہ ابن نے اپنے بھائی سعد ابن کو وصیت کی کہ زمعہ کی کنیز کا لڑکا میرا ہے۔ اسے لے لینا۔ جب سرور کونینؐ فتح مکہ میں تشریف لائے۔ سعد نے زمعہ کی کنیز کے بیٹے کو پکڑ لیا اور سرور کونینؐ کے پاس لے آیا۔ عبد ابن زمعہ بھی ساتھ چلا آیا۔ سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ مجھے میرے بھائی نے وصیت کی تھی کہ زمعہ کی کنیز کا لڑکا میرا ہے لہذا یہ میرا بھتیجا ہے۔ عبد ابن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کی کنیز کا بیٹا ہے۔ میرے باپ کے بستر پہ پیدا ہوا ہے

سرورکونینؐ نے زمعہ کی کنیز کے بیٹے کو دیکھا تو تمام لوگوں کی نسبت عتبہ سے زیادہ مشابہہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے عبد یہ تیرا بھائی ہے کیونکہ تیرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ پھر سودۃ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تو اس سے پردہ کیا کر۔ کیونکہ آپ نے اس میں عتبہ کی مماثلت دیکھی تھی۔ اور سودہ زوجہ سرورکونینؐ تھی۔

۵۴۔ جلد اول　　　　کتاب الصلح　　　　ص ۹۲　　　　حدیث ۲۵۱

عمرہ بنت عبدالرحمن قالت سمعت عائشۃ تقول سمع رسول اللہ صوت خصوم بالباب عالیۃ اصواتہما واذا احدھما یستوضع الاخرہ یسترفقہ فی شئ وھو یقول واللہ لا افعل۔ فخرج علیہما رسول اللہ فقال این المتالی علی اللہ لا یفعل المعروف فقال انا یارسول اللہ ولہ ای ذلک احب۔

ترجمہ:۔ عمرہ بنت عبدالرحمن بی بی عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ سرورکونینؐ نے دروازہ پر دو جھگڑنے والوں کی انتہائی بلند آواز سنی۔ ایک دوسرے سے رحم۔ نرمی اور ترس کی بات کر رہا تھا جبکہ دوسرا قسم کھا کر کہہ رہا تھا کہ میں ایسا ہرگز نہ کرونگا۔ سرورکونینؐ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ کون ہے جو اللہ سے بھی بڑا بن رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں نیکی کا کام نہ کرونگا۔ اس شخص نے کہا۔ میں تھا یا رسول اللہؐ! اب میرا ساتھی جو چاہے میں اسے معاف کردیتا ہوں۔

عروه ابن الزبیر عن عائشة قالت کان عتبة بن
ابی وقاص عهد الی اخیه سعد ابن ابی وقاص ان
ابن ولیدة زمعة منی فاقبضه الیك - فلما کان عام
الفتح اخذ سعد فقال ابن اخی - قد کان عهد الی فیه
فقام عبد ابن زمعة فقال اخی وابن امة ابی ولد علی
فراشه فتساوقا الی رسول الله - فقال سعد - یارسول الله
ابن اخی کان عهد الی فیه - فقال عبد ابن زمعة اخی
وابن ولیدة ابی - فقال رسول الله هولك یا عبد ابن
زمعة الولد للفراش وللعاهر الحجر - ثم قال یاسودة
احتجبی منه لما رأی من شبهه بعتبة فما رأها
حتی لقی الله -

ترجمہ: - عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی کنیز کا بیٹا میرا ہے اسے لے لینا۔ جب فتح مکہ ہوا تو سعد نے اس بچے پر قبضہ کر لیا اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ اس نے مجھے وصیت کی تھی۔ عبد ابن زمعہ اٹھا اس نے کہا یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی کنیز کا بیٹا ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ دونوں یہ جھگڑا سرورِ کونینؐ کے پاس لائے۔ سعد نے کہا یارسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی۔ عبد ابن زمعہ نے کہا۔ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی کنیز کا بیٹا ہے۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا اے عبد ابن زمعہ یہ تیرا بھائی ہے بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زانی سنگسار ہونا ہے

پھر سودہ سے فرمایا کہ تو اس سے پردہ کیا کر۔ کیونکہ آپ کو بچہ میں عتبہ کی مشابہت نظر آئی تھی۔ اس کے بعد اس بچہ نے کبھی سودہ کو نہ دیکھا۔

۵۶۔ جلد دوم کتاب المغازی صفحہ ۶۳۶ حدیث ۱۲۳۹

عروۃ ابن الزبیر ان عائشۃ قالت کان عتبۃ ابن
ابی وقاص عھد الی اخیہ سعد ان یقبض ابن ولیدۃ
زمعۃ فاقبل بہ الی رسول اللہ واقبل معہ عبد ابن
زمعۃ فقال سعد ابن ابی وقاص ھذا ابن اخی عھد الی
انہ ابنہ۔ قال عبد ابن زمعۃ یا رسول اللہ ھذا اخی۔
ھذا ابن زمعہ ولد علی فراشہ فنظر رسول اللہ الی
ابن ولید زمعۃ فاذا اشبہ الناس بعتبۃ ابن ابی وقاص
فقال رسول اللہ ھولک۔ ھو اخوک۔ یا عبد ابن زمعۃ من
اجل انہ ولد علی فراشہ وقال رسول اللہ احتجبی
منہ یا سودۃ لما رأی من شبھہ عتبۃ ابن ابی وقاص قال
بن شھاب قالت عائشۃ قال رسول اللہ

رسول اللہ الولد للفراش وللعاھر الحجر۔

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی کنیز کا بیٹا میراہے اسے لے لینا۔ جب سرورِ کونین فتح مکہ کے وقت مکہ میں آئے تو سعد نے زمعہ کی کنیز کے بیٹے کو پکڑ لیا اور سرورِ کونین کے پاس آیا۔ عبد ابن زمعہ بھی سعد کے ساتھ چلا آیا۔ سعد ابن ابی وقاص نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ میرا بھتیجا ہے

مجھے میرے بھائی نے وصیت کی تھی۔ عبد ابن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے۔ زمعہ کا بیٹا ہے۔ زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ سرور کونین نے زمعہ کی کنیز کے بیٹے کو دیکھا تو وہ تمام لوگوں کی نسبت عتبہ سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ سرور کونین نے عبد سے فرمایا۔ یہ تیرا ہے۔ تیرا بھائی ہے اس لئے کہ زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور آپ نے سودہ سے فرمایا کہ اس سے پردہ کیا کر۔ کیونکہ اس میں عتبہ ابن ابی وقاص کی مشابہت تھی۔ ابن شہاب کہتا ہے کہ بی بی عائشہ نے فرمایا۔ سرور کونین نے فرمایا کہ بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زانی کو پتھر لگتے ہیں۔

۵۷۔ جلد سوم — کتاب الفرائض — صفحہ ۲۱۲ — حدیث نمبر ۱۶۷۰

عروہ عن عائشۃ انما قالت اختصم سعد ابن ابی وقاص و عبد ابن زمعہ فی غلام فقال سعد ھذا یارسول اللہ ابن اخی عتبۃ ابن ابی وقاص عھد الی انہ ابنہ انظر الی شبھہ وقال عبد ابن زمعہ ھذا اخی یارسول اللہ ولد علی فراش ابی من ولیدۃ فنظر رسول اللہ الی شبھہ فرای شبھا بینا بعتبۃ فقال ھولک یا عبد الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ واحتجبی منہ یاسودۃ بنت زمعہ قالت فلم یر سودۃ قط

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سعد ابن ابی وقاص اور عبد ابن زمعہ کا ایک لڑکے کا جھگڑا تھا۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھتیجا ہے آپ اس کی مشابہت ملاحظہ فرمائیں۔ عتبہ میرے بھائی نے وصیت کی تھی

عبد ابن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے ۔ میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے میرے باپ کی کنیز کا بیٹا ہے سرورِ کونینؐ نے اس بچے کی مماثلت دیکھی تو عتبہ سے ملتی تھی پھر فرمایا ۔ اے عبد یہ تیرا ہے بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زانی کو پتھر ملتے ہیں ۔ اے سودہ بنت زمعہ تو اس سے پردہ کیا کر ۔ بی بی کہتی ہے کہ پھر سودہ کو اس نے کبھی نہ دیکھا ۔

---

۵۸ ۔ جلد سوم کتاب المحاربین صفحہ ۹۳۲ حدیث نمبر ۱۶۲۰

عروہ عن عائشۃ قالت اختصم سعد وابن زمعۃ فقال النبیؐ ھو لک یا عبد ابن زمعۃ الولد للفراش واحتجبی منہ یا سودۃ ۔

ترجمہ :۔ عروہ بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سعد اور ابن زمعہ کا جھگڑا تھا ۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا ۔ اے عبد ابن زمعہ بچہ تیرا ہے ۔ بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور اے سودہ تو اس سے پردہ کیا کر ۔

---

۵۹ ۔ جلد سوم کتاب الاحکام صفحہ ۷۷۴ حدیث نمبر ۲۰۵۰

عروہ ابن الزبیر عن عائشۃ زوج النبیؐ انھا قالت کان عتبۃ ابن ابی وقاص عھد الی اخیہ سعد بن ابی وقاص ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ الیک فلما کان عام الفتح اخذہ سعد ۔ فقام الیہ عبد ابن زمعۃ فقال اخی وابن ولیدۃ ابی ولد فراشہ فتساوقا الی رسول اللہ ۔ فقال سعد یا رسول اللہ ابن اخی کان عھد الی فیہ

وقال عبد ابن زمعة ۔ اخی وابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فقال رسول اللہ ھولك یا عبد ابن زمعۃ ثم قال رسول اللہ الولد للفراش وللعاھر الحجر ۔ ثم قال لسودۃ بنت زمعہ احتجبی منہ لما رای من شبھہ بعتبہ فما رأھا حتی لقی اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ :۔ عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی کنیز کا بیٹا میرا ہے اسے لے لینا۔ جب کہ فتح ہوا تو سعد نے وہ بچہ لے لیا۔ عبد ابن زمعہ اٹھا اور اس نے کہا یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی کنیز کا بیٹا ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے دونوں اپنا جھگڑا سرور کونینؐ کے پاس لائے سعد نے کہا یا رسول اللہؐ یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی ۔ عبد ابن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی کنیز کا بیٹا ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے ۔ سرور کونینؐ نے فرمایا اے عبد ابن زمعہ یہ تیرا بھائی ہے پھر فرمایا ۔ بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زانی کو پتھر ملتے ہیں پھر سودہ سے فرمایا اس سے پردہ کیا کر، کیونکہ آپ نے اس بچہ میں عتبہ کی مشابہت دیکھی تھی پھر اس بچہ نے سودہ کو کبھی نہ دیکھا تھا۔

---

۶۰ ۔ جلد دوم　　کتاب الانبیاء　　صفحہ ۳۴۳　　حدیث ۷۶۶

عروہ عن عائشۃ ان رسول اللہ دخل علیھا مسرورًا برق اساریر وجھہ ۔ قال الم تسمعی ماقال المدلجی لزید و اسامۃ ورأی اقدامھما ان بعض ھذہ الاقدام من بعض ۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین میرے پاس آئے خوشی سے آپ کا چہرہ چمک رہا تھا۔ مجھے فرمایا کہ تو نے وہ نہیں سنا جو ایک قیافہ شناس نے زید اور اسامہ کے متعلق فرمایا ہے اس نے ان دونوں کے پاؤں دیکھے اور کہا کہ یہ دونوں قدم ایک دوسرے سے ہیں۔

۶۱۔ جلد دوم کتاب الانبیاء ص ۴۱۱ حدیث ۹۲۳

عروہ عن عائشۃ قالت دخل علی قائف والنبی شاھد واسامۃ ابن زید و زید ابن حارثہ مضطجعان فقال ان ھذہ الاقدام بعضھا من بعض قال فسر بذلک النبی واعجبہ فاخبرہ بہ عائشۃ۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میرے پاس ایک قیافہ شناس آیا۔ سرور کونین دیکھ رہے تھے اسامہ ابن زید اور زید بن حارثہ دونوں لیٹے ہوئے تھے قیافہ شناس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔ سرور کونین خوش ہو گئے پھر آپ نے مجھے بھی بتایا۔

۶۲۔ جلد سوم کتاب الفرائض ص ۶۱۷ حدیث ۱۶۶۴

عروہ عن عائشۃ قالت ان رسول اللہ دخل علی مسرورًا تبرق اسارير وجهہ فقال الم تری ان محززًا نظر انفاً الی زید ابن حارثۃ و اسامہ ابن زید فقال ان ھذہ الاقدام بعضھا من بعض۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین ہشاش بشاش

چہرہ کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز نے ابھی ابھی زید ابن حارثہ اور اسامہ ابن زید کو دیکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔

۶۳۔ جلد سوم کتاب الفرائض صفحہ ۶۱۷ حدیث ۱۲۷۵

عروہ عن عائشۃ قالت دخل علی رسول اللہ ذات یوم مسرورًا فقال یا عائشۃ الم تری ان مجزز المدلجی دخل فرأی اسامۃ و زیدا و علیھما قطیفۃ قد غطیا رؤسھما و بدت اقدامھما فقال ان ھذہ الاقدام بعضھا من بعض۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ایک دن سرورِ کونین خوشی خوشی میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ کیا تو دیکھتی نہیں کہ مجزز قیافہ شناس آیا۔ اس نے اسامہ اور زید کو دیکھا دونوں نے اپنے سروں کو چادر سے ڈھانپ رکھا تھا اور پاؤں کھلے تھے انہوں نے کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔

محترم قارئین!

یہ تیرہ احادیث ہیں۔ جن دو صحابیوں کے حلالی یا حرامی ہونے کا ذکر ہے۔ معاملہ بہت نازک ہے اور کھیر بڑی ٹیڑھی ہے۔ خصوصاً معاملہ اسامہ ابن زید کا زید ابن حارثہ کا بہت پیچیدہ ہے زبان بھی معروف صدیقہ کی ہے۔

تکرار بد

آیئے پہلے تو یہ دیکھ لیں کہ امام بخاری نے ایک ہی حدیث کو بار بار درج کیا ہے یا حدیثیں ہی مختلف ہیں۔

- سعد ابن ابی وقاص کے بھتیجہ کے سلسلہ میں ہمارے پاس نو احادیث ہیں پہلے انہیں دیکھ لیتے ہیں پھر اسامہ ابن زید اور ابن حارثہ کی احادیث کو دیکھیں گے
- جلد اول ص ۱۹۱۲ میں روایت کا آغاز عتبہ ابن ابی وقاص کی وصیت سے ہوتا ہے۔
- جلد اول ص ۲۰۹۶ میں حدیث کی ابتدا سعد ابن ابی وقاص اور عبد ابن زمعہ کے باہمی نزاع سے ہوتی ہے۔
- جلد اول ص ۲۲۴۸ میں عبد ابن زمعہ کو سعد سے تقدم مکانی حاصل ہے۔
- جلد اول ص ۲۳۵۴ میں قبض ولد کو مستقبل کے صیغہ سے ادا کیا گیا ہے جبکہ جلد اول ص ۱۹۱۲ میں فعل امر سے حکم دیا گیا ہے۔
- جلد دوم ص ۸۱ میں فما کان عام الفتح کہا گیا ہے جبکہ اسی معنی کو جلد اول ص ۲۳۵۴ میں فلما قدم رسول اللہ زمن الفتح سے ادا کیا گیا ہے۔
- جلد دوم ص ۱۲۳۹ میں سعد نے بچے کو پکڑ لیا اور سرور کونین کے پاس آگیا۔ عبد ابن بھی ساتھ آیا۔ وہاں ہر ایک نے اپنی صداقت کے دلائل پیش کئے جبکہ جلد اول ص ۱۹۱۲ میں پہلے تو سعد اور عبد نے ایک دوسرے کو باہر ہی قائل کرنے کی کوشش کی جب وہاں کسی کی دال نہ گلی تو پھر آپ کے پاس آئے۔
- جلد سوم ص ۹۲۰ میں اختتام اس پر ہوتا ہے کہ ام المومنین سودہ کو آپ کے بھائی نے کبھی نہ دیکھا۔ جبکہ جلد اول ص ۲۰۹۶ کا اختتام اس بات پر ہوتا ہے کہ ام المومنین سودہ نے اپنے بھائی کو کبھی نہیں دیکھا۔

ملاحظہ فرمالیا ہے آپ نے۔ کہیں نہ کہیں اختلاف مل جاتا ہے اور یہی اختلاف ہی

اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ احادیث میں تکرار نہیں بلکہ مختلف احادیث ہیں۔

احادیث اسامہ بن زید :۔

کل چار احادیث ہیں ۔

- جلد دوم ص۶۷۰ میں : قیافہ شناس کو مدلجی ۔جلد دوم ص۹۲۳ میں قیافہ شناس کو قائف۔ جلد سوم ص۱۶۷۴ میں قیافہ شناس کا نام مجزز اور جلد سوم ص۱۶۷۵ میں مجزز مدلجی بتایا ہے
- جلد دوم ص۹۲۳ قیافہ شناس بی بی کے پاس آتا ہے جبکہ دیگر احادیث میں قیافہ شناس کہیں باہر اسامہ اور زید کا موازنہ کرتا ہے۔
- جلد دوم ص۶۷۰ میں آپ بی بی عائشہ سے یوں خطاب کرتے ہیں۔ الم تسمعی؟ کیا تو نے نہیں سُنا۔
- جلد سوم ص۱۶۷۴ میں آپ بی بی عائشہ سے خطاب یوں کرتے ہیں۔ الم تری۔ کیا تو نے نہیں دیکھا۔
- جلد سوم ص۱۶۷۵ میں سرور کونین اسامہ اور زید کی کیفیت تفصیل سے بتاتے ہیں کہ ان کے سر چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے اور پاؤں ظاہر تھے جبکہ دیگر احادیث میں قیافہ شناس صرف پاؤں دیکھتا ہے اور ان میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کے سر ڈھانپے ہوئے تھے۔

ایک ایک حدیث کا دوسری حدیث سے مقابلہ کرنے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان احادیث میں تکرار نہیں بلکہ ہر حدیث دوسری سے علیحدہ ہے۔

مقام فکر :

میرے دوستو! دو صحابی ہیں۔ ایک ام المومنین سودہ کا بھائی ہے اور دوسرا

سرورِ کونینؐ کے لشکر کا سالار اسامہ بن زید ہے۔

نزاع :۔ ام المومنین سودہ بنت زمعہ کے باپ زمعہ کی کنیز ہے جس کا نام یا تو بی بی عائشہ کو معلوم نہیں یا بی بی کسی مصلحت کے پیش نظر بتانا نہیں چاہتی۔ اس کنیز کے ساتھ عتبہ ابن ابی وقاص کے ناجائز تعلقات ہیں۔ ان ناجائز تعلقات سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اس بچے کا نام بھی بی بی عائشہ نہیں بتاتی۔ عتبہ مرتے ہوئے اپنے بھائی سعد کو وصیت کرتا ہے کہ جب کبھی موقعہ ملے تو ام المومنین سودہ کا پدری بھائی اس کا پدری بھائی نہیں بلکہ میرا بیٹا ہے وہ اپنے سابقہ کافرانہ رواج کے مطابق لے لینا۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور اسلامی فوج داخل مکہ ہوئی تو سعد ابن ابی وقاص نے سب سے پہلے اپنے بھائی عتبہ کی وصیت پر عمل کیا اور اپنے بھائی کے ناجائز بچے پر جا قبضہ کیا۔ ام المومنین سودہ کے بھائی عبد ابن زمعہ نے مداخلت کی اور کہا کہ یہ عتبہ کا بیٹا نہیں بلکہ میرے باپ زمعہ کا بیٹا اور میرا بھائی ہے نزاع بڑھ گیا۔ فیصلہ سرورِ کونین کے پاس آیا۔ آپ نے ایک طرف شرعی اصول کو دیکھا اور دوسری طرف عرب جاہلیت کی علامات کو دیکھا۔ اصول شرعی کے مطابق۔ وہ بچہ ام المومنین سودہ کا بھائی بنتا تھا اور عرب جاہلیت کے مطابق وہ بچہ سعد کا بھتیجا اور عتبہ کا بیٹا قرار پاتا تھا۔

کیونکہ شرعی اصول کے مطابق جس کے بستر پر بچہ پیدا ہو اسی کا ہوتا ہے۔ اور عرب جاہلیت کے مراسم کے مطابق بچے کی مشابہت جس سے ہوئی اس کا بیٹا ہوا کرتا تھا۔ سرورِ کونینؐ نے صاحب فراش سے نسب کا فیصلہ کر دیا کہ چونکہ بچہ کی ولادت زمعہ کے بستر پر ہوئی ہے لہٰذا زمعہ کا بیٹا اور ام المومنین سودہ کا بھائی ہے اور پردہ کے لئے عرب جاہلیت کے مراسم کو بحال رکھا کہ چونکہ بچہ کی مشابہت عتبہ سے ہے۔ لہٰذا ام المومنین سودہ کے لئے اس سے پردہ واجب ہے۔

گویا سرورِ کونینؐ کے فیصلہ کے مطابق بچے کے دو پہلو ہیں۔ ایک حلالی ہونے کا

اور دوسرا حرامی ہونے کا۔۔۔۔ نسب کے لحاظ سے بچہ حلالی ہے ۔۔۔ اور پردہ کے لحاظ سے بچہ حرامی ہے ۔۔۔۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

بی بی عائشہ کا مقصد :-

آئیے دیکھیں کہ ان نو احادیث کی روایت و حکایت سے بی بی بتانا کیا چاہتی ہے جہاں تک میں سمجھا ہوں اور میرا خیال ہے کہ ہر عقل سلیم میرے نظریہ کی تائید کرے گی کہ بی بی عائشہ کا مقصد ایک طرف ام المومنین سودہ کو اپنے رقیبانہ انتقام کا نشانہ بنانا چاہتی ہے کہ تیرا ایک بھائی وہ بھی ہے جو حرامزادہ ہے جس سے تیرا پردہ واجب ہے۔ کسے معلوم نہیں کہ کسی شریف زادی کے لئے ایسا کچوکہ کتنا سوہان روح ہوتا ہے۔

بی بی کے رقیبانہ جذبات، اور انتقام کے واقعات آپ بی بی کی اپنی زبانی نظام معصفیٰ حصہ اول میں مغافیر کے زیر عنوان اور اسی حصہ سوم میں ۔۔۔ بی بی کی خودکشی کے زیر عنوان ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اور دوسری طرف بی بی عائشہ یہ بتانا چاہتی ہے کہ سرور کونین کا اپنا لایا ہوا ضابطہ حیات یعنی دین مکمل نہ تھا۔ بلکہ آپ کے دین کو جاہلیت کے مراسم کی اشد ضرورت تھی اور جب تک دین اسلام کے ساتھ عرب جاہلیت کا پیوند نہ لگایا جائے اس وقت تک اسلام مکمل ہی نہیں ہوتا۔

اب یہ قارئین کی ذمہ داری ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ بی بی اسلام سے خودکشی ہم آہنگ تھی اور امت کو کس اسلام کا تعارف کرانا چاہتی ہے۔

اسامہ ابن زید : اور زید ابن حارثہ :

قبل ازیں بھی گزارش کر چکا ہوں کہ ان احادیث کا تعلق دو صحابہ کے نسب سے ہے ایک ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا بھائی ۔ جس کے متعلق جتنا مجھے اپنا اخلاق اجازت دیتا ہے اتنا عرض کر چکا ہوں ۔

اب آئیے ذرا [illegible] اسامہ [illegible] زید ابن حارثہ کے سلسلہ میں بی بی کی بیان کردہ احادیث کا جو [illegible] ان احادیث کے مطالعہ سے قبل تھوڑے سے وقت کے لئے تفسیر قرآن بھی ملاحظہ فرمائیں ۔ تاکہ جو کچھ بی بی عائشہ کہنا چاہتی ہے وہ اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے [illegible] بی بی عائشہ رسالت کا جو خاکہ ہم گناہگاروں کو دینا چاہتی ہے بخوبی سمجھ آسکے ۔

سورۃ الاحزاب پ ۳۶/۲۲ ؛ تفسیر جلالین : از علامہ سیوطی ؛ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی ۔

من يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا ○

بينا فزوجها النبي لزيد ثم وقع بصره عليها بعد حين فوقع في نفسه حبها وفي نفس زيد كراهتها ثم قال النبي اريد فراقها فقال امسك عليك زوجك كما قال تعالى ۔

ترجمہ :۔ واضح گمراہی ۔ پس سرور کونین نے زینب بنت جحش کی شادی زید سے کرا دی ۔ کچھ وقت کے بعد آپ کی نگاہ زینب پر پڑی تو آپ کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی اور زید کے ذہن میں زینب سے نفرت آ گئی ۔ پھر زید نے سرور کونین سے کہا ۔ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں ۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی

یعنی زینب کو طلاق نہ دے۔

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ۔

بالاسلام۔ وبالاعتاق وھو زید ابن حارثۃ کان من

سبی الجاھلیۃ اشتراہ رسول اللہ قبل البعثۃ واشتقہ

وتبناہ۔

ترجمہ:۔ جب آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اسلام کا اور آپ نے آزاد کرنے کا انعام کیا ہے

یہ زید بن حارثہ تھا جو زمانہ جاہلیت کے قیدیوں سے تھا۔ سرور کونینؐ نے بعثت سے قبل اسے خریدا تھا اور اپنا بیٹا بنایا تھا۔

امسک علیک زوجک واتق اللہ :

فی امر طلاقھا

ترجمہ:۔ اپنی بیوی کو طلاق دینے کے معاملہ میں اللہ سے ڈر

وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ۔

مظھرہ من محبتھا وان لو فارقھا زید تزوجتھا

ترجمہ:۔ تو اپنے ذہن میں زینب کی محبت کو چھپاتا ہے اور اس بات کو بھی چھپاتا ہے کہ اگر زید نے زینب کو طلاق دے دی تو میں اس سے شادی کروں گا۔

یہ سورۃ احزاب کی دو آیات ہیں اور ان کی تفسیر عربی میں علامہ جلال الدین سیوطی نے کی ہے جس کا اردو ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے۔

اب آئیے احادیث اسامہ میں دیکھیں کہ بی بی نے کیا بتایا ہے۔

بی بی عائشہ کا بھانجہ عروہ ابن زبیر بی بی سے روایت کرتا ہے کہ ایک دن سرورِ کونینؐ بڑے ہشاش بشاش چہرہ کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نے بھی قیافہ شناس کی بات سنی ہے جو اس نے اسامہ ابن زید اور زید ابن حارثہ کے متعلق بتائی ہے اسامہ اور زید دونوں نے اپنے سر چادر سے ڈھانپ رکھے تھے ان کے قدم ظاہر تھے۔ مجزز مدلجی نے دونوں کے قدم دیکھ کر تصدیق کر دی ہے کہ یہ قدم ایک دوسرے سے ہیں۔

دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میرے پاس ایک قیافہ شناس آیا۔ سرورِ کونینؐ دیکھ رہے تھے اسامہ اور زید لیٹے ہوئے تھے۔ قیافہ شناس نے دونوں کے پاؤں دیکھے اور کہا کہ یہ قدم ایک دوسرے سے ہیں قیافہ شناس کا یہ جملہ کہنے سے سرورِ کونینؐ انتہائی خوش ہوئے۔

یہ دو کہانیاں ہیں جو بی بی نے بتائی ہیں۔ اگرچہ دونوں داستانیں نامکمل ہیں۔ لیکن اگر سوچا جائے تو کہانی کی تکمیل یوں ہو گی کہ:

اسامہ ابن زید کے نسب میں صحابہ مشکوک تھے صحابہ میں چہ میگوئیاں ہوتی تھیں۔ کچھ صحابہ کہتے ہوں گے کہ اسامہ زید کا بیٹا ہے لیکن کچھ صحابہ اسامہ میں کسی دوسرے کی مشابہت دیکھ کر کہتے ہوں گے کہ اسامہ زید کا بیٹا نہیں ہے بلکہ کسی اور کا بیٹا ہے ان چہ میگوئیوں کے پیشِ نظر یا سرورِ کونینؐ نے مجزز مدلجی کو عرب جاہلیت کے مراسم کے مطابق بلایا ہو گا۔ تاکہ قیافہ شناس دیکھ کر اپنے علم قیافہ کے مطابق یہ بتائے کہ اسامہ کس کا بیٹا ہے اور یا بی بی عائشہ نے ام المومنین زینب بنت جحش سے جذبۂ رقابت کی چنگاری کو بجھانے کی خاطر کسی قیافہ شناس کو بلایا ہو گا۔

کیونکہ تاریخ عرب میں، کوئی قابل اعتماد قیافہ شناس کبھی کسی گھر میں خود نہیں جاتا تھا۔ بلکہ یا تو بلایا جاتا تھا اور یا ضرورتمند افراد اس کے پاس خود جاتے تھے۔

قیافہ شناس نے دونوں کو دیکھ کر فیصلہ دیا کہ یہ ایک دوسرے سے ہیں اور اسامہ زید ہی کا بیٹا ہے اسامہ کس کا بیٹا تھا؟

بی بی عائشہ کے بتائے ہوئے واقعات سے اگرچہ اس بات کا یقین تو نہیں ہوتا کہ نسب اسامہ میں زید کی جگہ دوسرا کون تھا۔ البتہ ایک نقطہ یہ سے ملتا ہے اور وہ ہے سرورِ کونینؐ کی بے پناہ مسرت جیسا کہ بی بی اپنی زبانی بیان فرماتی ہے کہ سرورِ کونین کا چہرہ ہشاش بشاش ہو گیا۔

ہاں تفسیر جلالین سے اس بات کی کچھ نہ کچھ تصدیق بھی ہوتی ہے اور سرورِ کونینؐ کی وجہ مسرت بھی معلوم ہونے لگتی ہے۔

لیجئے اب تفسیر:

زید ابن حارثہ سرورِ کونینؐ کا منہ بولا بیٹا تھا۔ زینب بنت جحش سرورِ کونینؐ کی پھوپھی زاد بہن تھی آپ نے زید کو جو کہ پہلے آپ کا غلام تھا آزاد کیا اور پھر زینب سے اس کی شادی کر دی۔ شادی کرنے تک۔ تو معاملہ بالکل درست تھا۔ لیکن شادی کے کچھ عرصہ بعد سرورِ کونینؐ کی نگاہ زینب کے حسین وجمیل سراپا پر پڑ گئی۔ سرورِ کونینؐ قابو میں نہ رہے اور دل ہار بیٹھے اب آپکی خواہش یہ ہو گئی کہ زید اگر زینب کو طلاق دیدے تو پھر میں خود ہی زینب سے شادی کر لوں گا۔ چنانچہ جب سرورِ کونینؐ کے دل میں زینب کی محبت آئی تو دوسری طرف زید کے دل میں زینب کے لئے نفرت آگئی۔ یہ نفرت آہستہ آہستہ زیادہ ہوتی گئی حتیٰ کہ ایک دن زید نے سرورِ کونینؐ سے کہا کہ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔

آپ اگرچہ دل سے تو چاہتے تھے کہ کاش زید زینب کو طلاق دے دے

لیکن ظاہراً زید سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور طلاق نہ دے۔ جب اللہ میاں نے سرورکونین کا یہ فقرہ سنا تو فوراً جبرئیل کو بھیجا کہ تو جس چیز کو چھپا رہا ہے۔ میں اس کی حقیقت سے بھی باخبر ہوں اور جو بات ظاہر کر رہا ہے میں اسے بھی جانتا ہوں۔

تو میرے محترم قارئین :

اب ہمارے سامنے دو واقعات ہیں۔

ایک قیافہ شناس کے نسب کی تصدیق۔

اور دوسرے زید کی زینب کو طلاق۔

قیافہ شناس نے صحابہ کے شکوک و شبہات کو دور کر کے اسامہ کا نسب بتا دیا۔

اور زید نے زینب کو طلاق دیکر سرور کونین کی زینب سے محبت پر مہر تصدیق ثابت کر دی۔

اور میرے خیال کے مطابق بی بی عائشہ اسی سرور کونین کی زینب سے محبت کا سہارا لے کر اسامہ کے مشکوک نسب کو یقینی بنا کر سرور کونین کا بے پناہ مسرت کا اظہار کر رہی ہیں۔

میرے دوستو!

جہاں تک مجھے اپنا اخلاق اجازت دیتا تھا تو دونوں داستانوں کی ٹوٹی کڑیاں ملا کر آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ اس سے آگے نہ تو مجھے میری شرافت اجازت دیتی ہے اور نہ ہی سرورِ کونینؐ کی عصمت اجازت دیتی ہے کہ کچھ کہہ سکوں۔

یہ خود آپ ہی سوچیں کہ بی بی عائشہ سرورِ کونینؐ کا کیسا تصور پیش فرما رہی ہیں اور تفسیر جلالین میں علامہ سیوطی کس طرح نظریہ بی بی عائشہ کی پشتیبانی کر رہے ہیں۔

یہ جو کچھ بھی ہے بخاری شریف اور تفسیر جلالین کی روشنی میں ہے ہمارا تو قلم ٹوٹ جائے۔ دماغ جل جائے اور دیدے پٹم ہو جائیں اگر ایسی احادیث، ایسے محدثین، ایسی کتاب یا ایسے مذہب کو تسلیم بھی کر لیں۔

ایک بات اور :

سابقاً ام المومنین سودہ کے بھائی کے سلسلہ میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ وہاں سرور کونین ؐ نے ظاہری علامات کو قطعی ٹھکرا دیا تھا۔ لیکن اسامہ کے معاملہ میں آپ ؐ نے قیافہ شناس ہی پر اعتماد کر لیا۔ گویا ام المومنین عائشہ کے عقیدہ کے مطابق آپ ابن الوقت انسان تھے اور ضرورت کے مطابق سب کچھ کر لینے کو جائز سمجھتے تھے۔ جب ضرورت پڑی قیافہ شناسی کو ٹھکرا کر شریعت پر عمل کر لیا۔ اور جب ضرورت پڑی شریعت کو پس پشت ڈال کر قیافہ شناسی پر عمل کر لیا۔

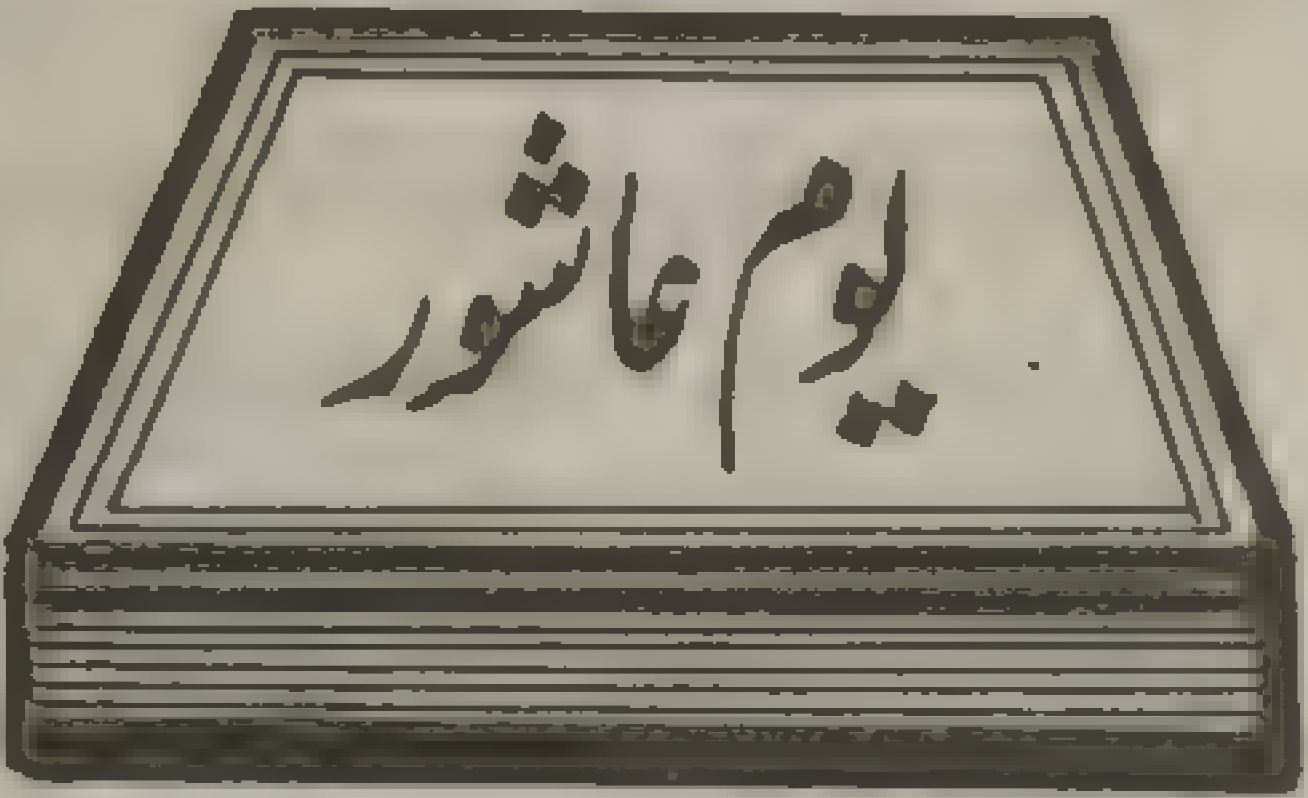

چھ احادیث ہیں۔

(۱) جلد اول ۱۳۹۱ع راوی عروہ

(۲) جلد اول ۱۶۹۵ع "

(۳) جلد اول ۱۸۹۶ع "

(۴) جلد اول ۱۸۹۸ع "

(۵) جلد دوم ۱۰۱۳ع "

(۶) جلد دوم ۱۹۲۱ع راوی یحیٰی۔

۶۴ ۔ کتاب المناسک صفحہ ۵۸۵ حدیث ۱۴۹۱

۔عروہ عن عائشۃ قالت کانوا یصومون عاشوراء قبل ان یفرض رمضان وکان یومًا تستر فیہ الکعبۃ فلما فرض اللہ رمضان قال رسول اللہ من شاء ان یصومہ فلیصمہ ومن شاء ان یترکہ فلیترکہ ۔

ترجمہ :۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ لوگ ماہ رمضان کے فرض ہونے سے قبل یوم عاشور کا روزہ رکھتے تھے ۔ اس دن کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ جب اللہ نے ماہ رمضان فرض کیا تو سرور کونینؐ نے فرمایا جو چاہے یوم عاشورا کا روزہ رکھے اور جو چاہے ترک کردے ۔

---

۶۵ ۔ جلد اول کتاب الصوم صفحہ ۲۶۵ حدیث ۱۷۲۵

عروہ عن عائشۃ قالت ان قریشًا تصوم یوم عاشوراء فی الجاھلیۃ ثم امر رسول اللہ بصیامہ حتی فرض رمضان وقال رسول اللہ من شاء فلیصمہ ومن شاء افطر

ترجمہ :۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورا کا روزہ رکھتے تھے ۔ سرور کونینؐ نے بھی اسی دن اپنی امت کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب ماہ رمضان فرض ہوگیا تو آپ نے فرمایا ۔ اب اگر کوئی رکھنا چاہے ۔ تو رکھے کوئی نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھے ۔

۹۶۔ جلد اول — کتاب الصیام — صفحہ ۲۰۰ — حدیث ۱۸۶۵

عروہ عن عائشۃ قالت کان امر رسول اللہ بصیام عاشوراء فلما فرض رمضان قال من شاء صام ومن شاء افطر۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین نے یوم عاشور روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جب ماہ رمضان فرض ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہے یوم عاشور روزہ رکھو یا نہ رکھو۔

۹۷۔ جلد اول — کتاب الصیام — صفحہ ۲۰۰ — حدیث ۱۸۶۸

عروہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء تصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ یصومہ فلما قدم المدینۃ صام و امر بصیامہ فلما فرض رمضان ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ۔

ترجمہ:۔ عروہ اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش یوم عاشور کا روزہ رکھتے تھے اور سرورِ کونین بھی یوم عاشور کا روزہ رکھتے تھے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو خود بھی یوم عاشور کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب ماہِ رمضان فرض ہو گیا تو آپ نے یوم عاشور کا روزہ ترک کر دیا۔ اب جس کا جی چاہے رکھے اور جس کا جی نہ چاہے نہ رکھے۔

۹۸۔ جلد دوم — کتاب الانبیاء — صفحہ ۱۴۱ — حدیث ۱۰۱۳

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء

یوما تصومه قریش فی الجاهلیة وکان النبیؐ یصومه فلما
قدم المدینة صامه وامر بصیامه فلما نزل رمضان
کان رمضان الفریضة ترك عاشوراء فکان من شاء
صامه ومن شاء ترکه۔

ترجمہ: ہشام اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ یوم عاشور ایسا دن تھا جس میں زمانہ جاہلیت کے قریش روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب ماہ رمضان فرض ہو گیا تو یوم عاشور کا روزہ ترک ہو گیا۔ پھر ہر ایک مرضی تھی چاہے کوئی رکھے یا نہ رکھے۔

۶۹۔ جلد دوم کتاب التفسیر صـ ۶۲۲ حدیث ۱۶۲۱

یحیی عن ابیه عن عائشة قالت کان یوم عاشوراء
تصومه قریش فی الجاهلیة فکان النبیؐ یصومه فلما
قدم المدینة صامه وامر بصیامه فلما نزل رمضان
الفریضة وترك عاشوراء فکان من شاء صامه ومن
شاء لم یصمه

ترجمہ: یحییٰ اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ یوم عاشورہ کا روزہ زمانہ جاہلیت میں قریش رکھتے تھے اور سرورکونینؐ بھی رکھتے تھے جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ یہ روزہ خود بھی رکھتے رہے اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیتے رہے پھر جب ماہ رمضان فرض ہو گیا تو یوم عاشور کا روزہ ترک ہو گیا پھر ہر ایک کی مرضی تھی چاہے کوئی رکھے یا نہ رکھے۔

قارئین کرام :-

- یہ چھ احادیث ہیں۔ جن میں سے پانچ کا راوی عروہ ابن زبیر ہے اور ایک یحییٰ کی روایت کردہ ہے۔
- اصول حدیث کے مطابق آپ کو ہر حدیث دوسری سے مختلف نظر آئے گی۔

یوم عاشور کی داستان :

بی بی کے بیان کے مطابق یوم عاشور کا روزہ زمانہ جاہلیت کے تمام قریش رکھتے تھے۔ سرورکونین ؐ بھی بعثت کے بعد قریش کے جاہلانہ طریقہ پر نہ صرف کاربند رہے بلکہ ہجرت کے بعد تو آپ نے تمام مسلمانوں کو یوم عاشور کا روزہ رکھنے کا حکم دے دیا پھر جب ماہ رمضان فرض ہوا تو آپ نے یوم عاشور کے روزے کا اختیار دے دیا اور فرما دیا کہ اب جو چاہے رکھے اور چاہے نہ رکھے۔

ناقابل تردید :

- زمانۂ جاہلیت کے عرب قبائل میں سے صرف قریش قبیلہ ایسا تھا جو سالانہ یوم عاشور کا روزہ رکھتے تھے۔
- چونکہ بیت اللہ بھی قریش کے قبضہ میں تھا اس لئے کعبہ پر غلاف بھی اسی دن چڑھایا جاتا تھا۔
- سرورکونین ؐ بھی اس جاہلانہ رسم میں قریش کے ہمراہ تھے۔
- بعثت کے بعد بھی تیرہ سالہ مکی زندگی میں اسی جاہلانہ رسم کی اقتدار کرتے رہے۔
- ہجرت کے بعد بھی آپ نے اس جاہلانہ رسم کو نہ چھوڑا۔ بلکہ اب تو دوسروں کو بھی اس قبائلی جاہلانہ رسم کا حکم دینے لگے۔

لمحۂ فکریہ:

اگر یوم عاشور کا روزہ تورات میں ہوتا یا زبور میں ہوتا یا انجیل میں تو یہودیوں، مجوسیوں اور عیسائیوں میں کہیں نہ کہیں اس کا سراغ ملتا۔ اسی طرح صحف ابراہیم میں اگر یوم عاشور کے روزے کا حکم ہوتا تو نسل ابراہیم علیہ السلام میں اس کا کہیں سراغ سامنے آتا۔ بی بی کے بقول یوم عاشور کا روزہ صرف قریش مکہ کا معمول تھا۔ اور سرورِ کونینؐ بھی قریش ہونے کے ناطے یوم عاشور کے روزہ کو اپنا دستور بنایا۔ اگر سرورِ کونینؐ نے اعلان نبوت سے قبل یوم عاشور کے روزہ کو اپنی قبیلہ کے نیک رواج کے بطور اپنایا تھا تو بعثت کے بعد تو اس روزہ کا اس وقت تک کوئی جواز نہ تھا جب تک ذات احدیت کی جانب سے اس کی تائید نہ ہوتی۔ اور قرآن گواہ ہے کہ ذات احدیت نے اپنے پورے کلام میں یوم عاشور کے روزہ کا ذکر تک نہیں کیا۔ ہاں قرآن میں صرف اتنا ملتا ہے کہ تمہارے پر بھی روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر روزے فرض تھے۔ ایک بات سمجھ آتی ہے کہ بی بی عائشہ صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جب تک زمانۂ جاہلیت کے مراسم کو شامل نہ کیا جائے اس وقت تک اسلام مکمل نہیں ہوتا۔ اور بی بی کی طرف سے یہ ایک مسلسل کوشش ہے جسے آپ نظام مصطفیٰ حصہ اول اور دوم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کبھی تو بی بی گانے کو اسلام بتاتی ہے۔ کبھی مسجد میں ناچنے کو دین بتاتی ہے کبھی اپنے رحمت للعالمین شوہر کے خلاف مغافیر سازشش کو اسلام کا نام دیتی ہے۔ کبھی سرورِ کونینؐ کو گناہگار بتاتی ہے کبھی رسول اکرمؐ کی طرف خودکشی کی کوشش منسوب کرتی ہے کبھی سرورِ کونینؐ کو سکرات موت کی تلخیوں میں گھرا ہوا دکھاتی ہے۔ کبھی قیافہ شناسوں سے صحابہ کے نسب کی درستگی بتاتی ہے اور کبھی یوم عاشور کے روزہ کو سرورِ کونینؐ کا معمول بتاتی ہے۔ بالفاظ دیگر بی بی کی کوشش یہ ہے

کہ جتنے جاہلانہ مراسم تھے رفتہ رفتہ انہیں بھی اسلام میں ذکر اسوہ کا حصہ بنا دیا جائے اور مجلہ ہو عروہ ابن زبیر جیسے عزیزوں، بخاری جیسے امام المحدثین اور سستی شہرت حاصل کرنے والے ایجنٹوں کا جنہوں نے بی بی کی اس خواہش میں بی بی سے بھرپور تعاون کیا۔ پھر عمر ابن عبدالعزیز جیسے مروانی حکمران مل گئے انہوں نے بی بی کی احادیث پر عمل کر کے بی بی کے بتائے ہوئے اسلام کو چار چاند لگا دیئے۔

ورنہ سرور کونین کا مقصد قریش بالخصوص ہوں یا عرب بالعموم کے مراسم کے خلاف جنگ تھا۔ نہ کہ ان مراسم کو مزید رواج دینا اور زمانہ جاہلیت کے مراسم کے قلع قمع کی بجائے انہیں اسلامی تحفظ دینا۔

جیسا نہیں

تین احادیث ہیں۔

۱۔ جلد اوّل ص ۱۸۳۲ راوی عروہ

۲۔ جلد اوّل ص ۱۰۰۶ " علقمہ

۳۔ جلد اوّل ص ۲۹۳ " عبدالرحمٰن

۷۰۔ جلد اول کتاب الصیام ص۲۹۰ حدیث ۱۹۲۲

هشام ابن عروه عن ابیه عن عائشة قالت نهی رسول الله عن الوصال رحمة لهم فقالوا انك تواصل قال انی لست کهیئتکم انه یطعمنی ربی و یسقین۔

ترجمہ:۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین نے اپنے صحابہ پر ترس کھاتے ہوئے صحابہ کو صوم الوصال سے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی تبھی آپ خود تو صوم الوصال رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مجھے تو میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

۷۱۔ جلد اول کتاب الصیام ص۷۰۵ حدیث ۱۸۰۲

عن علقمه قال قلت لعائشة هل کان رسول الله یختص من الایام شیئا۔ قالت لا۔ کان عمله دیمة و ایکم یطیق ما کان رسول الله یطیق۔

ترجمہ:۔ علقمہ سے مروی ہے کہ میں نے بی بی عائشہ سے پوچھا کہ کیا سرور کونین نے کبھی مخصوص ایام کے لئے بھی کوئی ورد یا وظیفہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ آپ کے تمام وظائف دائمی ہوا کرتے ہیں اور تم میں سے وہ کون ہے؟ جس میں اتنی قوت ہو جو سرور کونین میں تھی۔

عبدالرحمن ابن الاسود عن ابیہ عن عائشۃ قالت
کانت احدینا اذا کانت حائضا فاراد رسول اللہ ان
یباشرھا فامرھا ان تتزر فی فور حیضتھا ثم یباشرھا
قلت ایکم یملک اربہ کما کان النبی یملک اربہ۔

ترجمہ:۔ عبدالرحمن ابن اسود اپنے والد کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سے جب کوئی مبتلائے ماہواری ہوتی اور سرور کونینؐ اس سے مباشرت کرنا چاہتے تو جوشش ماہواری میں اسے چادر اوڑھنے کا حکم دیتے پھر مباشرت کرتے اور تم میں سے کون ہے جو سرور کونینؐ کی طرح اپنی شہوت پر قابو رکھنے کی طاقت رکھتا ہو۔

محترم قارئین:

یہ تین احادیث ہیں۔ تینوں مختلف موضوعات سے متعلق ہیں، تینوں کے راوی جُدا جُدا ہیں۔

- جلد اول ص۱۳۲ کا راوی ہشام ابن عروہ ہے۔ حدیث کا تعلق صوم الوصال سے ہے۔
- جلد اول ص۲۰۹ کا راوی علقمہ ہے۔ حدیث میں سرور کونینؐ کا عمل بتایا گیا ہے۔
- جلد اول ص۲۹۳ کا راوی عبدالرحمن اسود ہے۔ حدیث میں رسول اکرمؐ کے غلبہ خواہش کا تذکرہ ہے۔
- اگرچہ موضوعات کے اعتبار سے تینوں احادیث ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن تینوں احادیث میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ سرور کونینؐ میں بے پناہ طاقت اور قوت۔

صوم الوصال کے سلسلہ میں جب آپ نے صحابہ کو منع فرمایا تو انہوں نے اعتراض کیا کہ آپ خود تو صوم الوصال رکھتے ہیں لیکن ہمیں منع فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ

نہ میں تم جیسا ہوں اور نہ تم مجھ جیسے ہو۔

مجھے میرا اللہ کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے جبکہ تمہیں اللہ نہ کھلاتا ہے نہ پلاتا ہے۔

گویا آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں کئی کئی دن تک بلا کھائے اور پئے زندہ رہ سکتا ہوں جبکہ تمہارے لئے روزہ کے محدود ٹائم کا گزار لینا بھی بڑی بات ہے لہٰذا مجھ جیسا بننے کی کوشش نہ کرو۔

- علقمہ بی بی عائشہ سے پوچھتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے کبھی کوئی ایسا وظیفہ بھی پڑھا ہے جس کی مدت محدود ہو تو بی بی نے جواب دیا سرورِ کونینؐ جیسی طاقت تم میں کہاں ہے۔
- عبدالرحمٰن ابن اسود کو بی بی ایامِ ماہواری میں سرورِ کونینؐ کی مباشرت کا بتاتی ہیں۔ اور فرماتی ہیں کہ تم کب سرورِ کونینؐ کی طرح اپنی خواہشات دبا سکتے ہو۔

یہ تینوں احادیث ان لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہیں جو سرورِ کونینؐ کو اپنے جیسا نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اپنے جیسا ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور بھی صرف کرتے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ ام المومنین کے یہ حلالی بیٹے اپنی ماں کی بات بھی مانتے ہیں یا نہیں۔ بقول بی بی کے آپ تو چوبیس چوبیس گھنٹے مسلسل روزے سے رہتے ہیں لیکن یہ ناخلف اولاد غروب کے بعد پانچ منٹ بھی نہیں گزارتے۔ ذرا ماں سے پوچھیں کہ اماں جی ہمارا تو روزہ بھی مکروہ ہو جاتا ہے اور سرورِ کونین جب چوبیس گھنٹے کا روزہ رکھتے تھے تو ان کا کیسے درست ہوتا تھا؟

حرام

یا

حلال

تین احادیث ہیں۔

۱۔ جلد سوم ح ۲۴۰۴ راوی عروہ

۲۔ جلد سوم ح ۲۲۵۱ 〃 〃

۳۔ جلد اول ح ۱۹۲۰ 〃 〃

۶۲۔ جلد سوم　　　کتاب الذبائح　　　صفحہ ۱۱　　　حدیث نمبر ۴۰۲

هشام ابن عروه عن ابيه عن عائشة ان قوماً قالو
للنبيّ ان قوماً ياتوننا باللحم لاندری اذکر اسم الله
عليه ام لا فقال سمعوا عليه انتم وکلوه قالت وکانو
حديثي عهد بالکفر۔

ترجمہ :- ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گروہ نے سرور کونینؐ سے کہا کہ کچھ لوگ ہمیں گوشت دیتے ہیں ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ آیا انہوں نے ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم خود اللہ کا نام پڑھ کر کھا لیا کرو۔ بی بی نے فرمایا کہ یہ لوگ بالکل نئے نئے مسلمان تھے۔

۶۴۔ جلد سوم　　　کتاب التوحید　　　صفحہ ۵۵۶　　　حدیث نمبر ۲۲۵۱

هشام ابن عروه عن ابيه عن عائشة قالت قالوا
يارسول الله ان هنا اقواماً حديثاً عهدهم بالشرك
ياتونا بلحمان لا ندری يذکرون اسم الله عليه ام
قال اذکروا انتم اسم الله

ترجمہ :- ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتے

کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہاں کچھ قبائل ہیں جو بالکل نئے نئے مسلمان ہیں وہ ہمیں گوشت دیتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ وہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں آپ نے فرمایا تم خود اللہ کا نام لیا کرو۔

۷۵۔ هشام ابن عروه عن ابيه عن عائشة ان قوماً قالوا يا رسول الله ان قومنا ياتوننا باللحم لاندری ذكروا اسم الله عليه ام لا فقال رسول الله سموا الله عليه وكلوه۔

ترجمہ:۔ہشام ابن عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کچھ لوگ ہمیں گوشت دیتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے بوقت ذبح اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے لیا کرو اور کھا لیا کرو۔

محترم قارئین :

- حلال وحرام محمد کے سلسلہ میں یہ تین احادیث بنیادی حیثیت رکھتی ہیں تینوں کا راوی ہشام ابن عروہ ہے اور تینوں میں پوچھنے والے ایسے گوشت کے متعلق پوچھتے ہیں جس کا انہیں علم نہیں کہ کیا صحیح طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں۔
- ایک حدیث میں بی بی عائشہ نے یہ بتایا ہے کہ پوچھنے والے نئے نئے مسلمان تھے۔
- دوسری حدیث میں بی بی نے یہ بتایا ہے کہ گوشت لانے والے پہلے مشرک تھے نئے مسلمان تھے۔
- تیسری حدیث میں نہ پوچھنے والوں کا تذکرہ ہے نہ گوشت لانے والوں کا ذکر ہے۔
- جب پوچھا گیا تو ملاحظہ فرمایا آپ نے سرورکونین ؐ نے کیسا حسین جواب دیا۔ فرماتے ہیں۔

سموا علیہ انتم وکلوہ	تم خود اللہ کا نام لے لو اور کھاؤ۔
اذکروا انتم اسم اللہ	تم ہی اللہ کا نام لے لو
سموا اللہ علیہ وکلوہ	تم خود نام خدا لو اور کھاؤ۔

نہ تو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ گوشت لانے والوں سے پوچھ لو۔ نہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ان کے اسلام کا یقین کرلو۔ نہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ پہلے اس جانور کی تحقیق تو کرلو جس کا گوشت ہے۔ بس آپ نے آنکھیں بند کر کے فرمادیا کہ جس کا گوشت ہے، جیسا گوشت ہے بس اللہ کا نام لو اور کھالو۔ ملاحظہ فرمائیے کیسا آسان

نسخہ اور سستا دین ہے۔

○ ذرا بی بی عائشہ کا انداز بیان ملاحظہ فرمائیے۔ نہ تو یہ بتاتی ہیں کہ پوچھنے والے کون تھے اور نہ ہی یہ بتاتی ہیں کہ جن کے متعلق پوچھا جا رہا ہے وہ کون ہے بس کوئی تھے

○ انداز بیان سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ جب پوچھنے والوں نے پوچھا اس وقت بی بی بھی سرور کونین کے پاس موجود تھی اگر بی بی موجود نہ ہوتی تو پھر بی بی نے آپ کا جواب کیسے سُن لیا ہے؟

○ اگر بی بی بوقت سوال موجود تھی تو گویا پوچھنے والے سرور کونین کے پاس آپ کے گھر میں تشریف لاتے تھے کیونکہ مسجد میں تو بی بی مردوں میں نہ بیٹھتی ہوگی۔

○ اگر پوچھنے والے تینوں مرتبہ بی بی کے گھر میں آئے اور وہیں بی بی کی موجودگی میں سرور کونین سے پوچھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بی بی کے اتنے قریبی رشتہ دار ہوں گے جن سے پردہ واجب نہیں ہوگا۔

○ اگر بی بی کے قریبی رشتہ دار ہوں جن سے پردہ واجب نہ تھا تو ظاہر ہے اس میں سے کچھ حصہ بی بی کو بھی ملتا ہوگا۔

میرے دوستو! یہ ہے وہ نظام مصطفٰی جو بی بی ہم بدنصیبوں کو بخشنا چاہتی ہے ویسے جہانتک انداز احادیث کا تعلق ہے عقل سلیم تو یہ کہتی ہے کہ یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں۔ جو بی بی اپنے حجرہ میں بیٹھ کر مسجد میں قرآن پڑھنے والے صحابی رسول کی آواز پہچان لیتی ہے اور سرور کونین بی بی سے پوچھتے ہیں کہ واقعاً یہ وہی ہے جو میں نے سمجھا ہے (نظام مصطفٰی حصہ اوّل) وہ بی بی مسئلہ پوچھنے والوں میں سے کسی ایک کا نام کیوں نہیں بتاتی؟

یہ بھی نہیں سوچا جا سکتا کہ عروہ ابن زبیر نے بی بی کی طرف نسبت غلط دی ہو ہے تو یہ یقیناً بی بی ہی کا کلام۔ لیکن بی بی نے زوجیت رسول کے سہارے پر اسلام ہی کا

چہرہ مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر مقصد قانون قدرت سے آگاہ کرنا ہوتا تو کم از کم سرور کونین ؐ سے پوچھا جاتا۔ یہاں تو بس صرف اتنا ہے کہ جو بات کہنا ہوئی ـــــ کوئی نامعلوم سائل بنا دیا۔ اور نامعلوم مسئول عنہ بنا دیا۔ اور سرور کونین ؐ کی زبانی بات کر دی۔

ورنہ دین کے معاملہ میں ماینطق عن الہویٰ کا مصداق نبی یہ کیسے فرما سکتا ہے کہ جس جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ تم لوگ کھانے کے وقت اللہ کا نام لو۔ اور کھا جاؤ۔ سبحان اللہ کیا کہنے۔ بیٹے تو اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ اگر ذبح کرنے والا شیعہ ہے تو بیٹوں کی شریعت میں ذبح شدہ جانور مردار ہے اور اماں جی کے ہاں اتنی وسعت ہے کہ اگر گوشت کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اللہ کا نام بھی لیا گیا ہے یا نہیں تو تم ہی اللہ کا نام لے لو اور کھاؤ۔

کاش یہ بازاری علماء اپنی ماں ہی کی مانتے اور ملک کو انتشار و انسلاف سے بچانے کی خاطر اتنا ہی کہہ دیتے کہ۔

شیعوں کا ذبح کیا ہوا اس وقت تک مردار ہے۔ جبتک تم خود گوشت پر اللہ کا نام نہ لو۔ لہٰذا اس مردار خوری سے بچنے کا یہی طریقہ ہے جو سرور کونین ؐ نے اپنے صحابہ کو بتایا تھا کہ تم اللہ کا نام لے لو جن کے اپنے گھر مردار بھرے ہوں اور جن کے ہاتھ خون سرور کونین ؐ سے رنگین ہوں وہ کس منہ سے کسی کے ذبیحہ کو مردار کہہ سکتے ہیں۔

یہودیوں سے خطاب

یہ احادیث ہیں۔

۱۔ جلد سوم ص ۹۶۲	راوی عروہ
۲۔ جلد سوم ص ۹۶۷	راوی عبداللہ ابن ملیکہ
۳۔ جلد سوم ص ۱۱۸۶	راوی عروہ
۴۔ جلد سوم ص ۱۲۱۸	راوی عروہ
۵۔ جلد سوم ص ۱۲۲۴	راوی عبداللہ ابن ابی ملیکہ
۶۔ جلد سوم ص ۱۸۱۸	راوی عروہ

۷۶ - جلد سوم کتاب الآداب ص۳۶۷ حدیث ۹۶۲

عروہ ابن الزبیر ان عائشۃ قالت دخل رھط من الیھود علی رسول اللہ فقال السام علیکم قالت عائشۃ ففھمتھا فقلت وعلیکم السام واللعنۃ - قالت فقال رسول اللہ مھلاً یا عائشۃ ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ - فقلت یا رسول اللہ او لم تسمع ما قالوا - قال رسول اللہ قد قلت وعلیکم -

ترجمہ:- عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ سرورِ کونینؐ کے پاس آیا اور کہنے لگے - السام علیکم (تم پر تکلیف) بی بی کہتی ہے کہ میں سمجھ گئی اور میں نے کہا - علیکم السام واللعنۃ (تمہارے لئے تکلیف اور لعنت ہو) سرورِ کونینؐ نے فرمایا - اے عائشہ ذرا حوصلہ کیا کر - اللہ کو ہر بات میں نرمی پسند ہے میں نے کہا جو کچھ انہوں نے کہا ہے کیا آپ نے نہیں سُنا؟ آپ نے فرمایا - میں نے بھی تو جواب میں: وعلیکم کہہ دیا تھا بس اتنا ہی کافی تھا -

---

۷۷ - جلد سوم کتاب الآداب ص۳۶۹ حدیث ۹۶۵

عبداللہ ابن ابی ملیکہ عن عائشۃ ان الیھود اتوا النبیؐ فقالوا السام علیکم فقالت عائشۃ علیکم ولعنکم

الله وغضب الله عليكم قال مهلاً يا عائشة عليك با
الرفق واياك والعنف والفحش قالت اولم تسمع ما
قالوا قال اولم تسمعي ما قلت رددت عليهم فيستجاب
ما قلت ولا يستجاب لهم فی۔

ترجمہ:۔ عبداللہ ابن ابی ملیکہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین کے پاس یہودی آئے اور انہوں نے السام علیکم کہا۔ میں نے کہا علیکم۔ تمہارے لئے بھی اسی جیسی تکلیف ہو۔ ولعنکم اللہ۔ اللہ تم پر لعنت کرے۔ وغضب اللہ علیکم۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ ذرا حوصلہ کر۔ فحش کلامی اور بداخلاقی سے پرہیز کیا کر۔ بی بی نے کہا آپ نے ان کی بات نہیں سنی تھی آپ نے فرمایا جو کچھ میں نے کہا ہے کیا تو نے نہیں سنا تھا۔ میں نے ان جیسی بات کر دی تھی جو کچھ میں نے کہا ہے وہ یقیناً قبول ہو گی۔ لیکن جو کچھ انہوں نے میرے متعلق کہا ہے وہ اللہ قبول نہیں کرے گا۔

۷۸۔ جلد سوم کتاب الاستیذان صفحہ ۲۴۶ حدیث ۱۱۹۶

عروة عن عائشة قالت دخل رهط من اليهود على
رسول الله فقالوا السام عليكم ففهمتها فقلت وعليكم
السام واللعنة فقال رسول الله مهلاً يا عائشة ان الله
يحب الرفق فی الامر كله فقلت يا رسول الله اولم تسمع
ما قالوا قال رسول الله قد قلت ما قالوا۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ سرورِ کونین کے پاس آیا اور کہا۔ السام علیکم۔ میں سمجھ گئی چنانچہ میں نے فوراً ان کے

جواب میں کہا۔ وعلیکم السام واللعنۃ۔ آپ نے فرمایا عائشہ ذرا حوصلہ کیا کر۔ اللہ کو ہر معاملہ میں نرمی پسند ہے۔ میں نے کہا۔ آپ نے ان کی بات نہیں سنی آپ نے فرمایا میں نے بھی تو۔ وعلیکم کہہ دیا تھا۔

۷۹۔ جلد سوم   کتاب الدعوات   صفحہ ۹۴۲   حدیث ۱۳۱۸

عروہ عن عائشۃ قالت کان الیہود یسلمون علی النبیؐ یقولون السام علیکم نفطنت عائشۃ الی قولہم فقالت علیکم السام واللعنۃ فقال النبیؐ مھلاً یا عائشۃ ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ فقالت یا نبی اللہ اولم تسمع مایقولون قال اولم تسمعی اردد ذلک علیہم فاقول علیکم۔

ترجمہ: عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ یہودی سرور کونین پر جب بھی سلام کرتے تھے تو کہتے تھے السام علیکم۔ بی بی عائشہ یہودیوں کے اس جملہ کو سمجھ گئی اس نے جواب میں کہا علیکم السام واللعنۃ سرور کونینؐ نے فرمایا اے عائشہ! اللہ ہر معاملہ میں نرمی پسند کرتا ہے ذرا حوصلہ کیا کر۔ بی بی نے کہا اے نبی اللہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے کیا آپ نے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں نے کہا ہے کیا تو نے اسے نہیں سنا میں ———— واپس پلٹا کر۔ وعلیکم کہتا ہوں۔

۸۰۔ جلد سوم   کتاب الدعوات   صفحہ ۹۴۲   حدیث ۱۳۲۲

ابن ابی ملیکہ عن عائشۃ ان الیہود اتوا النبیؐ فقالوا السام علیک فقالت عائشۃ السام علیکم ولعنکم اللہ

وغضب علیکم فقال رسول اللہ مھلًا یا عائشۃ علیك
بالرفق و ایاك والعنف والفحش قالت او لم تسمع ما
قالوا قال اولم تسمعی ما قلت رددت علیھم فیستجاب
لی فیھم ولا یستجاب لھم فی۔

ترجمہ :۔ ابن ملیکہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ یہودی سرور کونین کے پاس آئے اور کہا السام علیك ۔عائشہ نے کہا السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم ۔سرور کونینؐ نے فرمایا ۔عائشہ ذرا حوصلہ کیا کر ۔نرمی کو اختیار کر ۔تلخ کلامی اور فحش کلامی سے پرہیز کیا کر ، بی بی نے کہا جو کچھ انہوں نے کہا ہے ، کیا آپ نے نہیں سُنا ۔آپ نے فرمایا ۔جو کچھ میں نے کہا ہے کیا تو نے نہیں سُنا ۔میں نے ان کا جملہ انہی پر پلٹا دیا ہے ۔ان کے خلاف میری دعا قبول ہو گی لیکن اُن کی کوئی دعا میرے خلاف قبول نہیں ہو گی ۔

۸۱۔ جلد سوم کتاب استتابۃ المرتد صـ ۶۷۵ حدیث ۱۸۱۸

عروہ عن عائشۃ قالت استاذن رھط من الیھود علی
النبیؐ فقالوا السام علیك فقلت بل علیکم السام
واللعنۃ فقال یا عائشۃ ان اللہ یحب الرفق فی الامر
کلہ قلت اولم تسمع ما قالوا قال وقلت وعلیکم۔

ترجمہ :۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے سرور کونینؐ سے آنے کی اجازت مانگی ، جب آئے تو کہنے لگے ، السام علیکم ، میں نے کہا بلکہ علیکم السام واللعنۃ ، آپ نے فرمایا ۔اے عائشہ ، اللہ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند فرماتا ہے میں نے عرض کی جو کچھ انہوں نے کہا کیا آپ

نے نہیں سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے بھی تو وعلیکم کہہ دیا تھا۔

یہ ہیں چھ احادیث۔ چار احادیث کا راوی عروہ ابن زبیر ہے۔ دو حدیثیں ابن ابی ملیکہ سے مروی ہیں ہر حدیث دوسری سے جُدا ہے، لہٰذا تکرار نہیں ملاحظہ ہو۔

○ جلد سوم ص۹۶۲ یہودی آئے۔ انہیں بی بی نے جواب دیا۔ سرور کونینؐ نے بی بی کو فرمایا۔ مہلا یا عائشۃ ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ۔

○ جلد سوم ص۹۶۵ میں یہودی کی آمد کو لفظ۔ اتوا۔ سے ظاہر کیا گیا ہے جبکہ سابقہ حدیث میں یہودیوں کا آنا لفظ۔ دخل سے بیان کیا گیا ہے۔ بی بی نے جواب دیا۔ سرور کونینؐ نے بی بی کو فرمایا۔

مہلاً یا عائشۃ علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش

سابقہ حدیث میں سرور کونینؐ نے صرف اپنا جواب عائشہ کو بتایا ہے جبکہ مذکورہ حدیث میں آپ یہ بھی فرماتے ہیں جو بددعا یہودیوں نے مجھے دی وہ قبول نہ ہو گی لیکن میں نے جو بددعا دی ہے وہ قبول ہو گی۔

○ جلد سوم ص۱۱۸۶ جلد سوم ص۹۶۲ جیسی ہے لہٰذا تکرار ہے۔

○ جلد سوم ص۱۳۱۸ میں عروہ یہودیوں کے معمول کا ذکر کرتا ہے اور ان کے سلام کے الفاظ کے متعلق بتاتا ہے کہ بی بی عائشہ نے سمجھ لئے تھے چنانچہ بی بی نے بھی ویسا ہی جواب دیا اور سرور کونینؐ نے بی بی کو روکا۔

○ جلد سوم ص۱۳۲۴ میں یہودی سرور کونینؐ کے لئے جمع کا لفظ نہیں بلکہ السام علیک مفرد کی ضمیر استعمال کرتے ہیں جبکہ دیگر احادیث میں یہودی جمع مذکر مخاطب کی ضمیر السام علیکم سے مخاطب کرتے ہیں۔

○ جلد سوم ص۱۵۱۸ کی ابتدا ہی دیگر احادیث سے مختلف ہے کہ یہودیوں نے آپ کے

پاس آنے کی اجازت مانگی جبکہ سابقہ کسی حدیث میں یہودیوں کی اجازت مانگنے کا ذکر نہیں۔ گویا ایک حدیث کو چھوڑ کر باقی تمام احادیث ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان کی تعداد پانچ ہے۔

ان پانچ احادیث کی بنیاد پر یہی سوچا جا سکتا ہے کہ بی بی عائشہ نے یہودیوں کو سرور کونینؐ کی موجودگی میں پانچ مرتبہ جواب دیا اور آپ نے بھی پانچ مرتبہ بی بی کو روکا۔

- ایک مرتبہ بی بی کا جواب ہے۔ علیکم السام واللعنة
  سرور کونینؐ نے فرمایا۔ مہلاً یا عائشة ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ
- دوسری مرتبہ بی بی کا جواب ہے وعلیکم ولعنکم اللہ وغضب اللہ علیکم۔
  سرور کونینؐ نے فرمایا۔ مہلاً یا عائشة علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش
- تیسری مرتبہ بی بی کا جواب ہے علیکم السام واللعنة
  سرور کونینؐ نے فرمایا۔ مہلاً یا عائشہ ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ
- چوتھی مرتبہ بی بی نے فرمایا۔ لسام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم۔
  سرور کونینؐ نے فرمایا۔ مہلاً یا عائشہ علیک بالرفق وایاک العنف والفحش۔
- پانچویں مرتبہ بی بی نے فرمایا۔ علیکم السام واللعنة
  سرور کونینؐ نے فرمایا۔ یا عائشہ ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ۔

ان پانچ واقعات میں بی بی یہ بتانا چاہتی ہے کہ مجھے سرور کونینؐ سے محبت اور عشق رسول اتنا شدید اور جذباتی تھا کہ میں سرور کونینؐ کے خلاف کوئی بات سن نہ سکتی تھی لیکن عقل سلیم ان احادیث سے جو کچھ سمجھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ

بی بی نے بار بار صریح رسالت کی نافرمانی کی۔ جب آپ نے پہلی مرتبہ روک دیا تھا تو بی بی کو پھر کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہیے تھا لیکن آپ کے بار بار روکنے کے باوجود بی بی نے سرور کونین ؐ کے حکم کی پرواہ نہ کی۔

○ جلد سوم ص ۳ کو چھوڑ کر دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی آپ کے پاس بلا اجازت آئے یا اجازت مانگ کر جب بھی آئے بی بی کی موجودگی میں آئے خواہ سرور کونین ؐ کے گھر تشریف لائے تو بی بی کی باری میں آئے خواہ مسجد میں گئے تو بی بی کی موجودگی میں آئے۔

سوال یہ ہے کہ کیا بی بی پردہ نہیں کرتی تھی ــــ اگر کہا جائے کہ ممکن ہے، یہودیوں کے یہ وفود حکم پردہ سے قبل آئے ہوں تو ہم اس بات کو بھی تسلیم کر لیں گے لیکن ایک کانٹا اور ذہن میں کھٹکنے لگتا ہے اور وہ یہ کہ۔ ازواج سرور کونین ؐ میں سے اور کسی زوجہ نے نہ تو اس قسم کا کوئی واقعہ بیان کیا ہے اور نہ ہی اپنی طرف سے کوئی جواب بتایا ہے جب دیگر ازواج سے ایسی کوئی بات مروی نہیں اور اگر ان کی موجودگی میں یہودیوں نے ایسی کوئی بات کی بھی ہے تو ان کا جواب نہیں۔ پھر بی بی نے سرور کونین ؐ کی موجودگی میں غیر محرم کفار سے اتنی جرأت و بے باکی سے بات کیوں کی۔

کیا بی بی یہودیوں کو جواب کے پردہ میں یہودیوں کو یہ تو نہیں بتا رہی کہ اس گھر میں میرا پورا قبضہ ہے اور میں جو کچھ چاہوں کر سکتی ہوں حتیٰ کہ اپنے شوہر کریم کی موجودگی میں بھی جو چاہوں کہوں اور جیسے چاہے جواب دوں میں کسی کی پابند نہیں۔

امید ہے ہر قاری میری اس بات سے اتفاق کرے گا کیونکہ اگر بی بی سرور کونین ؐ اور آپ کے احکام کو کچھ اہمیت دیتی تو جب ایک مرتبہ نبی کریم ؐ نے منع کیا تھا بی بی دوسری مرتبہ آپ کے سامنے نہ بولتی۔ چلو دوسری مرتبہ بھی لفظ منہ سے نکل گئے تھے تو تیسری مرتبہ مان جاتی۔ چار مرتبہ کا اصرار اسی بات کا غماز ہے کہ بی بی

میہودیوں کو یہ بتانا چاہتی ہے کہ اس گھر میں مجھ پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا اور کوئی لگائے بھی تو مجھے بالکل پرواہ نہیں۔

○ ذرا سرورِ کونینؐ کے ارشادِ گرامی کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

مهلاً یا عائشه ان الله یحب الرفق فی الامر کله۔ عائشہ حوصلہ کرو اللہ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

مهلاً یا عائشه علیك بالرفق و ایاك والعنف والفحش۔ عائشہ حوصلہ کرو۔ تجھے نرمی ضروری ہے۔ عنف اور فحش سے بچ۔

آپ نے اپنے نبویانہ انداز میں بی بی کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تیرے جیسا لہجہ اور اندازِ گفتگو اللہ کو پسند نہیں۔ آپ کا کام بتانا تھا۔ جب آپ نے بی بی کو ایک مرتبہ بتا دیا تھا کہ تیرے جیسا اندازِ کلام اللہ کو پسند نہیں تو حق یہ تھا کہ دوسری تیسری چوتھی یا پانچویں مرتبہ پھر بی بی وہ کام نہ کرتی جو اللہ کا پسندیدہ نہ ہو۔ لیکن امام بخاری کی احادیث سے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے بی بی نے سرورِ کونین کے ارشادِ گرامی اور ذاتِ احدیت کی پسند و ناپسند کو اہمیت ہی نہیں دی اور اپنے جذبات کا اظہار بے روک ٹوک کرتی رہی گویا بی بی نے دوسری، تیسری اور چوتھی مرتبہ میہودیوں کو جواب دے کر یہی تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ میں اپنی مرضی کی تابع ہوں نہ تو حکمِ رسول میری راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے اور نہ ہی اللہ کی پسند و ناپسند سدِ راہ بن سکتی ہیں۔

○ سرورِ کونینؐ کے روکنے کا دوسرا انداز انتہائی سخت ہے۔

علیك بالرفق، ایاك والعنف والفحش

تجھ پر نرمی فرض ہے، عنف اور فحش سے دور رہ۔

آئیے سرور کونینؐ کے اس خطاب کو جو آپ نے بی بی سے فرمایا ہے تعصب اور تنگ نظری سے ہٹ کر عربی لغت میں دیکھیں اور پھر سوچیں کہ بی بی کیا تھی اور سرورِ کونین نے کیا بتایا ہے۔

المنجد عربی : صد ۵۲۳ ۔ العُنفُ ۔ اَلعُنُفُ ۔ العِنفُ ۔ ضده الرفق الشده والقساوة ۔

المنجد اردو ص ۶۸۲ : لعنف ۔ العُنُف ۔ العِنُف ۔ سختی ۔ سنگدلی

المنجد عربی : ص ۵۷۸ ۔ الفحش ۔ القبیح من القول او الفعل

المنجد اردو : ص ۶۳۱ الفحش قبیح قول یا قبیح فعل ۔

ایسی عربی اور اردو لغت جو نہ تو کسی رافضی کی لکھی ہوئی ہے اور نہ کسی سبائی نے اسے مرتب کیا ہے سے معنی دیکھ لینے کے بعد اب دیکھئے کہ سرور کونینؐ بی بی کو دو چیزوں سے منع فرما رہے ہیں۔ سنگدلی اور بدگوئی و بدعملی سے۔

جب سرور کونینؐ نے بی بی عائشہ کو سنگدلی اور بدگوئی کا مرتکب دیکھا تو بروایت امام بخاری ۔ اور بقول عروہ ابن زبیر آپ نے بی بی کو سختی سے منع فرمایا۔ کہ یہ دونوں کام چھوڑ دے۔

بی بی عائشہ نے خواہ کیسے جذبات کے ماتحت یہودیوں کو جواب دیا تھا سرور کونین نے بی بی کے جواب کو عنف اور فحش سے تعبیر کر کے آئندہ کے لئے منع فرما دیا تھا لیکن بی بی نے آپ کے حکم کا کوئی نوٹس نہ لیا اور پھر جب موقع ملا تو یہودیوں کو ترکی بہ ترکی جواب دیا چنانچہ سرور کونینؐ نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ سنگدلی اور بدگوئی چھوڑ دے۔

یہ تو مسلم ہے کہ بی بی نے بدگوئی کی۔ اسی بدگوئی کو عربی میں فحش کہا جاتا ہے

اب بخاری شریف کی یہ حدیث جو بی بی کی اپنی بیان کردہ ہے کسی رافضی یا سباعی کی نہیں۔ کو سورہ احزاب کی اس آیت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے۔

من یأت منکن بفاحشة (اے ازواج رسول) تم میں سے جس نے بھی فاحشہ کا ارتکاب کیا۔

جو نتیجہ ذات احدیت نے دیا ہے وہ خود ملاحظہ فرمالیں اور بی بی اپنی زبانی ارتکاب فاحشہ کا اقرار و اعتراف بخاری میں پڑھ کر پھر آیت تطہیر میں بی بی کی شمولیت یا عدم شمولیت کا فیصلہ فرمائیں۔

لمحۂ فکریہ :

اگر گراں نہ گزرے اور بار خاطر نہ ہو تو آئیے ہماری بھی مان لیجئے اور وہ یہ کہ نہ یہودی آئے۔ نہ بی بی نے ان کو جواب دیا۔ نہ تو توہین رسول ہوئی۔ بلکہ بی بی نے اپنے بھانجے عروہ کے ذریعہ محبت رسول کے پردہ میں صرف اپنی بیباکی ہم تک پہنچائی ہے اور ہم جیسے سادہ لوح بندوں کو بتانے کی کوشش کی ہے کہ میں خانۂ رسولؐ میں سرور کونینؐ کے ہوتے ہوئے بھی بیباک تھی۔

علاوہ ازیں بی بی نے مسلمان بیویوں کو بھی درس دینے کی کوشش کی ہے کہ شوہر کی موجودگی میں بی بی کے ذہن میں جو بھی آئے بلا خوف و خطر اُگل دینا چاہئیے اور شوہر کی کسی نصیحت پر کان نہیں دھرنا چاہیئے معاملہ خواہ مردوں کا ہو یا عورتوں کا مردوں کی بات میں ٹانگ اڑا دینا خلاف اسلام نہیں اور جو جو مسلمان عورت مجھے اپنی ماں سمجھتی ہے اسے اپنے شوہر کے ساتھ بات کرنے والے مردوں کو ترکی بہ ترکی جواب دینا اور شوہر کی پرواہ نہ کرنا میری سنت ہے۔

محترم دوستو! یہ ہے وہ اسلام جو بی بی عائشہ ہمیں دینا چاہتی ہے اب اسے اپنائیں یا نہ اپنائیں آپ کی مرضی۔

جہاں تک ہم غریب شیعوں کا تعلق ہے ہم تو اسے اسلام اور پیغمبر اسلام کی نہ صرف توہین سمجھتے ہیں بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بندی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسلام کے سلسلہ میں صرف ان افراد سے اسلام لینے کی کوشش کی ہے جو سرور کونینؐ کے ہر حکم کو حکم خدا سمجھتے رہے۔ اور آپ کی موجودگی کسی سے فحش کلامی کو توہین رسول سمجھ کر مہر بلب رہے۔

روزہ سے پہلے غسل الجنابہ

کل چار احادیث ہیں۔

(۱) جلد اول ص ۱۷۹۶ راوی ابوبکر ابن عبدالرحمٰن

(۲) جلد اول ص ۱۷۹۸ راوی عروہ

(۳) جلد اول ص ۱۸۰۰ راوی عروہ

(۴) جلد اول ص ۱۸۰۱ راوی ابوبکر ابن عبدالرحمٰن

ابوبکر ابن عبد الرحمٰن ابن الحارث ابن هشام ان اباه
عبدالرحمٰن اخبر مروان ان عائشة وام سلمة اخبرتاه
ان رسول الله كان يدركه الفجر وهو جنب من اهله ثم
يغتسل ويصوم وقال مروان بعبدالرحمٰن ابن الحارث
اقسم بالله لتفرعن بها ابا هريرة ومروان يومئذ
على المدينة فقال ابوبكر فكره ذلك عبدالرحمٰن ثم
قدرلنا ان نجتمع بذى الحليفة وكانت لابى هريرة
هنالك ارض فقال عبدالرحمٰن لابى هريرة انى ذاكرلك
امرًا لولا مروان اقسم على فيه لم اذكره فذكر قول
عائشة وام سلمة ۔

ترجمہ :۔ ابوبکر ابن عبدالرحمٰن ابن حارث ۔ ابن ہشام نے اپنے والد عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے مروان کو بتایا کہ عائشہ اور ام سلمہ نے مجھے روایت کی ہے کہ سرورِ کونینؐ پر صبح طلوع ہو جاتی تھی جبکہ آپ اپنی کسی زوجہ سے بحالت جنابت ہوتے تھے طلوعِ صبح کے بعد آپ غسل کرتے پھر روزہ رکھ لیتے ۔ مروان نے عبدالرحمٰن ابن حارث سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ حدیث ابوہریرہ کو سنا دینا ۔ مروان ان دنوں مدینہ کا گورنر تھا ۔ ابوبکر کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن کو یہ پسند نہ تھا پھر اتفاق ایسا ہوا کہ ہم

ذی الحلیفہ میں جمع ہوئے۔ ابوہریرہ کی وہاں زمین تھی۔ عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ سے کہا اگر مجھے مروان نے اللہ کی قسم نہ دی ہوتی تو قطعاً تجھے کچھ نہ بتاتا لیکن اب تجھے ایک بات یاد دلاتا ہوں پھر عائشہ اور ام سلمہ کو بات بتائی۔

۸۳۔ جلد اوّل　　کتاب الصوم　　ص ۶۸۵　　حدیث نمبر ۱۶۹۸

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت ان کان رسول اللہ یقبل بعض ازواجہ وھو صائم ثم ضحکت۔

ترجمہ:۔ ہشام نے اپنے باپ کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ سرورِ کونینؐ اپنی بعض ازواج کو بحالت روزہ بوسہ دیتے تھے پھر بی بی مسکرادی۔

۸۴۔ جلد اوّل　　کتاب الصوم　　ص ۶۸۶　　حدیث نمبر ۱۸۰۰

عن عروہ و ابی بکر عن عائشۃ ان النبی یدرکہ الفجر فی رمضان من غیر حلم فیغسل و یصوم

ترجمہ:۔ عروہ اور ابوبکر بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ماہ رمضان کو سرورِ کونینؐ کو بغیر خواب میں احتلام ہونے کے بحالت جنابت صبح ہو جاتی تھی۔ آپ صبح کے بعد غسل کرکے روزہ رکھ لیتے تھے۔

۸۵۔ جلد اوّل　　کتاب الصوم　　ص ۶۸۶　　حدیث نمبر ۱۸۰۱

ابوبکر ابن عبدالرحمٰن قال کنت انا و ابی فذھبت معہ حتی دخلنا علی عائشۃ قالت اشھد علی رسول

اللہ ان کان لیصبح جنبا من جماع غیر احتلام ثم یصوم۔

ترجمہ: ابوبکر ابن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ بی بی عائشہ کے پاس گئے۔ بی بی نے کہا۔ میں سرور کونینؐ کے لئے شہادت دیتی ہوں کہ آپ صبح ایسی حالت جنابت میں کرتے جو عالم خواب میں احتلام کی وجہ سے نہ ہوتی بلکہ اپنی کسی زوجہ سے جماع کی بدولت ہوتی۔ آپ صبح کے بعد غسل کرتے) پھر روزہ رکھ لیتے۔

چار احادیث ہیں۔ احادیث خود بتا رہی ہیں کہ ان میں تکرار نہیں۔

دو احادیث کا راوی ابوبکر ابن عبدالرحمٰن ہے اور دو احادیث عروہ سے مروی ہیں
تین احادیث کا تعلق غسل جنابت اور روزہ سے ہے۔ جب ایک حدیث بحالت روزہ بوسہ سے متعلق ہے۔

ہر چہار احادیث میں صرف سرور کونینؐ کا عمل بتایا گیا ہے۔

خلاصہ اور ماحصل احادیث یہ ہے کہ

بقول بی بی عائشہ کے سرور کونینؐ ماہ رمضان میں بوقت شب اپنی زوجہ سے جماع کر کے بحالت جنابت سو جاتے تھے نہ نماز تہجد پڑھتے تھے۔ نہ تلاوت قرآن کرتے تھے۔ نیند ہی میں صبح صادق طلوع ہو جاتی تھی۔ آپ طلوع صبح صادق کے بعد بستر سے اُٹھتے۔ غسل فرماتے اور پھر روزہ رکھ لیتے۔

بی بی نے انتہائی وثوق اور احتیاط کے ساتھ سرور کونینؐ کا یہ عمل بتایا ہے اتنی احتیاط کی ہے۔ ہر راوی کو کھلے لفظوں میں بتایا ہے کہ سرور کونینؐ کی جنابت نیند میں احتلام ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی بلکہ جنابت کا

سب ب صرف اور صرف جماع ہوتا تھا۔

ابو بکر ابن عبدالرحمٰن نے ایک حدیث میں تو تکلفاً بی بی کے ساتھ ام المومنین ام سلمہ کو بھی شریک داستان کر لیا ہے

جلد اوّل ص۶۵۸ میں بی بی عائشہ اپنے بھانجے عروہ ابن زبیر کو مسئلہ بھی بتاتی ہے اور مسکراتی بھی ہے

مسئلہ یہ ہے کہ سرور کونین ہر بی بی کو تو نہیں البتہ اپنی ازواج میں سے ایک بی بی کے بحالت روزہ بھی بوسے لیتے تھے پھر مسکراتی ہے تاکہ بھانجا اور سننے والے میرے دوسرے بیٹے سمجھ جائیں کہ وہ خوش قسمت کوئی اور زوجہ نہیں تھی بلکہ عروہ بیٹے تیری ہی خالہ اماں تھی۔

ام المومنین عائشہ کی نیک اولاد اور بی بی کے بکاؤ ایجنٹ بیٹے کتنے خوش نصیب ہیں کہ بی بی نے جنسی جذبات کو فرو کرنے جاڑے کے موسم میں ماہ رمضان کی طویل رات گزارنے اور دن میں روزہ کو مرطوب رکھنے کی کتنی کھلی چھٹی دے دی ہے اور ثبوت میں بانی اسلام کا عمل پیش کر دیا ہے امید ہے برادران سواد اعظم اس سنت رسول پر پوری طرح عمل کرتے ہونگے اگر نہیں کرتے تو انہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جب مسلک کا نام ہی اہلسنت ہے پھر کیوں نہ اس عمدہ اور قابل تحسین سنت پر عمل کیا جائے۔

ہر رات کو اپنی بیویوں سے جماع کریں جماع کر کے مزے سے سو جائیں حسب معمول صبح کو اٹھیں غسل جنابت کریں روزہ رکھ لیں۔ پھر تلاوت قرآن میں مصروف ہو جائیں جب ذرا منہ خشک ہونے لگے تو ذائقہ بدلنے کے لئے بیوی کا بوسہ لیں منہ کی خشکی بھی دور ہو جائے گی اور سنت رسول کی اتباع بھی ہو جائے گی

شیعوں کو اس جرم میں بُرا کہہ لینا آسان ہے لیکن خدا شاہد ہے اگر اصحاب کے بنائے ہوئے اسلام میں رتی بھر بھی دین پیغمبر ہوتا تو شیعہ اسے اس حقارت سے نہ دیکھتے جس سے دیکھتے ہیں۔

بھلا بتائیے! کیا یہ اسلام اور پیغمبر اسلام سے مذاق نہیں کیا یہ سابقہ دور جاہلیت کی جانب رجوع نہیں۔

ذات احدیت تو سرورِ کونینؐ سے فرماتے، قم اللیل الا قلیلاً

رات میں قیام کم کردو۔

گویا آپ کی کثرت شب بیداری اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ خود خالق کو بھی ترس آگیا پھر اسی سورہ مزمل میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

لیکن بی بی فرماتی ہے نہ آپ تہجد پڑھتے ہیں اور نہ رات میں عبادت کرتے ہیں بلکہ بیویوں کے ساتھ عیش کر کے سو جاتے ہیں غسل طلوع صبح کے بعد کرتے ہیں اور روزہ بھی طلوع فجر کے بعد رکھتے ہیں۔

گویا بقول بی بی کے سرورِ کونینؐ نے ذات احدیت کے دو قرآنی احکام کی کھلی خلاف ورزی کی۔

نمبر ۱:۔ سورۃ مزمل میں نماز تہجد کا حکم دیا گیا۔ آپ نے نماز تہجد بھی چھوڑ دی۔

نمبر ۲:۔ اتموا الصیام من الفجر الی اللیل

روزہ طلوع صبح سے رات تک مکمل کرو کی بھی نافرمانی کی۔

بھلا آپ ہی بتائیے جو شخص طلوع صبح کے بعد اٹھ کر غسل کرتا ہے پھر روزہ رکھتا ہے۔ کیا اس کا روزہ طلوع صبح سے رات تک ہوگا۔ یا طلوع صبح کے بعد سے رات تک ہوگا۔

تعجب تو یہ ہے کہ بانی اسلام طلوع صبح کے بعد غسل کا وقت نکال کر

روزہ شروع کرتا ہے۔ لیکن امت طلوع صبح سے روزہ شروع کرتی ہے۔

اب افضل کون ہے رسول یا ہم ؟

میرے عزیز دوستو!
میں نے قبل ازیں بھی کئی مقامات پر گزارش کی ہے کہ بی بی کا مقصد دین دینا نہیں۔ بلکہ پہنچے ہوئے دین سے کچھ لینا ہے۔ سرور کونین کا احترام بتانا بی بی کا مقصد نہیں۔ بلکہ جو کچھ احترام تھا اس سے حتی المقدور کم کر کے آپ کو لوگوں کی نظروں میں گرانا ہے۔
اگر آپ مذہبی تعصب سے ہٹ کر بی بی کی احادیث کو دیکھیں تو آپ یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ بی بی نے ایسے لوگوں کے لئے راستہ صاف کیا ہے جو اپنے کو نبی کہلوانا چاہتے تھے اور ان لوگوں کا بھی بوجھ ہلکا کیا ہے جو فتح مکہ کے وقت نہ چاہتے ہوئے مسلمان ہوئے اور ان کی خواہش یہ رہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کے احکام سے جان چھوٹی رہے۔

آپ ملاحظہ فرمائیں۔ مروان نے عبدالرحمٰن کو اللہ کی قسم دے کر کہا کہ ابوہریرہؓ کو یہ حدیث ضرور سنانا۔ گویا ابوہریرہ اس کا قائل نہ تھا اور مروان کی خواہش کے باوجود ابوہریرہ نے مروان کو اس کی اجازت نہ دی ہوگی۔ جبھی تو مروان نے عبدالرحمٰن سے کہا ہے کہ ابوہریرہ کو بتا دینا کہ تم تو تیار نہ ہوتے تھے لیکن دیکھ لو ہمیں ہمارا مقصود مل گیا ہے اب روزے جائیں اور ہم جائیں۔ پھر غور فرمائیے جب عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو ابوہریرہ نے نہ تصدیق کی نہ تردید کی۔ تردید اس لئے نہ کی کہ مروان معاویہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا۔ اموی دور تھا۔ ابوہریرہؓ تردید کر کے اموی مظالم برداشت نہ کر سکتا تھا اور تصدیق کرنے کی کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے خاموش ہو رہا۔

سجدہ گاہ رسولؐ

کل چھ احادیث ہیں۔

(۱) جلد اول	ص ۳۴۲	راوی ابوسلمہ
(۲) جلد اول	۲۰۳	″ عروہ
(۳) جلد اول	ص ۲۰۵	″ ″
(۴) جلد اول	ص ۲۰۶	″ ابوسلمہ
(۵) جلد اول	ص ۱۲۰	″ ″
(۶) جلد اول	ص ۳۰۴	″ عروہ

۸۶ - جلد اول　　کتاب الصلوٰۃ　　ص ۲۲۰　　حدیث نمبر ۲۷۲

ابوسلمۃ ابن عبدالرحمٰن عن عائشۃ انھا قالت کنت انام بین یدی رسول اللہ ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی واذا قام بسطتھما قالت والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح۔

ترجمہ :- ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں رسولؐ خدا کے آگے لیٹی ہوتی تھی۔ میرے دونوں پیر آپ کے قبلہ کی جانب میں ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو مجھے دبا دیتے تھے میں اپنے پیر سکوڑ لیتی تھی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تھے تو میں انہیں پھیلا دیتی تھی۔ عائشہ کہتی ہیں کہ اس وقت تک گھروں میں چراغ نہ تھے۔

---

۸۷ - جلد اول　　کتاب الصلوٰۃ　　ص ۲۲۰　　حدیث نمبر ۲۷۳

عروہ عن عائشۃ ان رسول اللہ کان یصلی وھی بینہ وبین القبلہ علی فراش اھلہ اعتراض الجنازۃ۔

ترجمہ :- عروہ ابن زبیر بی بی سے روایت کرتا ہے کہ رسول خدا نماز پڑھتے ہوتے تھے اور وہ (عائشہ) آپ کے اور قبلہ کے درمیان آپ کے گھر کے فرش پر جنازہ کی مثل لیٹی ہوتی تھیں۔

۸۸۔ جلد اول   کتاب الصلوٰۃ   ص ۱۵۷   حدیث ۴۸۵

ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان النبیؐ یصلی وانا راقدۃ معترضۃ علی فراشہ فاذا اراد ان یوتر فایقظنی فاوترت۔

ترجمہ:۔ ہشام اپنے والد کے ذریعہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ نبیؐ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سامنے فرش پر عرضاً سوئی ہوتی تھی۔ پھر جب آپ چاہتے کہ وتر پڑھیں تو مجھے جگا لیتے اور میں (بھی) وتر پڑھ لیتی تھی۔

۸۹۔ جلد اول   کتاب الصلوٰۃ   ص ۱۵۷   حدیث ۴۸۶

ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن عن عائشۃ انھا قالت کان انام بین یدی رسول اللہ و رجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی فاذا قام بسطتھما قالت والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح۔

ترجمہ:۔ ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں رسولِ خدا کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پیر آپ کے قبلہ کی جانب میں ہوتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے اور میں اپنے پیر سمیٹ لیتی۔ جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پیر پھیلا دیتی عائشہ کہتی ہیں کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہ (جلتے) تھے۔

۹۰۔ جلد اول ابواب تقصیر الصلوۃ صہ ۲۶۲ حدیث نمبر ۱۱۳۰

ابوسلمہ عن عائشہ قالت کنت امد رجلی فی قبلۃ النبیؐ وھو یصلی فاذا سجد غمزنی فرفعتھما فاذا قام مددتھما۔

ترجمہ:۔ ابوسلمہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں اپنا پاؤں رسولؐ کے سامنے دراز کئے رہتی اور آپ نماز پڑھتے جب آپ سجدہ کرتے تو میرا پاؤں دبا دیتے تو میں اس کو اٹھا لیتی جب کھڑے ہو جاتے تو میں اس کو اٹھا لیتی جب کھڑے ہو جاتے تو میں پھر پھیلا دیتی۔

۹۱۔ جلد اول کتاب الصلوۃ صہ ۲۲۱ حدیث نمبر ۳۶۲

عن عروۃ ان النبیؐ کان یصلی وعائشۃ معترضہ بینہ و بین القبلۃ علی الفراش الذی ینامان علیہ۔

ترجمہ:۔ عروہ روایت کرتا ہے کہ نبی نماز پڑھتے ہوتے تھے اور عائشہ آپ کے قبلہ کے درمیان میں اسس فرش پر جس پر دونوں سوتے تھے بجانب عرض لیٹی ہوتی تھیں۔

محترم قارئین:۔

یہ چھ احادیث ہیں۔ تین احادیث کا راوی ابوسلمہ ہے اور تین عروہ ابن زبیر نے نقل کی ہیں۔

- جلد اول ح۲۷۲ ح۲۷۳ ح۲۷۴ کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں جس باب کے ذیل میں درج کیا ہے وہ ہے: فرش پر نماز پڑھنا۔

ان تین احادیث میں سے دو حدیثیں بی بی عائشہ نے اپنی زبانی ابو سلمہ اور عروہ کو سنائی ہیں جبکہ تیسری حدیث عروہ نے بی بی عائشہ سے سُنی نہیں بلکہ بی بی عائشہ اور سرورِ کونینؐ کا عمل بچشم خود دیکھا ہے۔ ملاحظہ ہو جلد اول ح۲۷۴ عروہ کہتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نماز پڑھتے تھے اور بی بی آپ کے اور قبلہ کے درمیان سوئی ہوئی ہوتی تھی۔ یہاں نقل یا روایت نہیں ہے بلکہ مشاہدہ ہے

- جلد اول ح۴۹۵ کو امام بخاری نے جس باب میں لکھا ہے وہ ہے۔ سوتے ہوئے آدمی کے سامنے نماز پڑھنا۔
- جلد اول ح۴۹۶ کو امام بخاری نے دوسرے باب میں درج کیا ہے۔ عورت کے سامنے ہوتے ہوئے نفل نماز پڑھنا۔
- جلد اول ح۱۱۲۰ کو امام بخاری علیحدہ باب میں لکھا ہے۔ نماز میں کون سا عمل جائز ہے۔

تکرار کہاں ؟

اگر ان چھ احادیث میں تکرار ثابت کرنے کی کوشش کر کے انہیں ایک یا دو احادیث ثابت کیا جائے تو بالکل غلط ہوگا۔ بلکہ ہر حدیث علیحدہ اور مستقل حدیث ہے۔

- جلد اوّل ح۲۷۲، ح۲۷۳، ح۲۷۴ کو علیحدہ علیحدہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک باب میں مسلسل اور بلا فاصلہ ان کا تذکرہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ ہر حدیث دوسری سے جُدا ہے اگر تکرار ہوتا تو ایک باب میں تکرار

کی ضرورت نہ تھی۔

اب دوسری تین احادیث میں غور کریں اگرچہ امام بخاری نے ہر حدیث کو علیحدہ باب میں جگہ دی ہے لیکن بذات خود احادیث میں فکر بتا رہا ہے کہ ہر حدیث دوسری سے جدا ہے۔

جلد اول ۴۸۵ کا راوی عروہ ہے اور بی بی بستر رسولؐ پر عرضاً سونے کا بتاتی ہے۔

جلد اول ۴۸۶ کا راوی ابو سلمہ ہے اور بی بی اپنے طولاً سونے کا ذکر کرتی ہے

جلد اول ۱۱۲۰ کا راوی بھی ابو سلمہ ہے بی بی نے بتایا بھی طولاً سونے کا ہے لیکن صرف اتنا بتایا ہے کہ جب آپ سجدہ کرتے میرا پاؤں دباتے۔ میں پاؤں سمیٹ لیتی جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پسار لیتی۔

جبکہ جلد اول ۴۸۶ میں بی بی یہ بھی بتاتی ہے کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے۔

لمحۂ فکریہ :

یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ ان چھ احادیث میں تکرار نہیں۔ ہر حدیث کی حیثیت جُدا جُدا ہے اور ہر حدیث مستقل علیحدہ مسئلہ کا ماخذ ہے۔

آئیے دیکھیں کہ بی بی بتانا کیا چاہتی ہے۔

بی بی نے اپنے سونے کی احادیث میں دو کیفیتیں بتاتی ہیں۔

(۱) سرور کونینؐ جب نماز پڑھتے تو میں جنازہ کی مانند عرضاً آپ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھی۔

(۲) سرور کونینؐ جب نماز پڑھتے تھے تو میری ٹانگیں سرور کونینؐ کے قبلہ کی طرف ہوتی تھیں یعنی طولاً سوتی تھی۔

اہلسنّت کے لئے سُنّت :

- جو لوگ سنت سرور کونینؐ پر عمل کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ صبح و شام سرمہ لگاتے ہیں۔ عطر استعمال کرتے ہیں۔ جمعہ کا غسل کرتے ہیں مسواک کرتے ہیں تراویح پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ انہیں بی بی عائشہ نے انتہائی دلربا سنت سرور کونینؐ سے مطلع فرمایا ہے۔
- مردوں کے لئے سرور کونینؐ کا عمل سنّت ہے اور عورتوں کے لئے بی بی کا عمل قابلِ تقلید ہے۔ لیجئے دیر نہ کیجئے، شوہر اپنی بیوی کو اپنے سامنے کبھی طولاً اور کبھی عرضاً سلالیں۔ نوافل کی نیّت سے نماز شروع کر دیں۔ پھر اندازہ کریں کہ یہ نماز کتنی مقبول ہوتی ہے۔ اس نماز میں کتنا دھانی

کیف آتا ہے کتنی لذت حاصل ہوتی ہے۔ شوہر کے بچوں کی ماں جو بچوں کے لئے جنت ہے۔ آخر بچوں کے باپ کے لئے بھی تو کچھ نہ کچھ ضرور ہوگی۔ نماز بھی پڑھو اور اس ارضی جنت کی سیر بھی کریں۔

- خدا شاہد ہے دل تو بہت کرتا ہے لیکن آلِ محمد کے بتائے ہوئے درس اخلاق آڑے آجاتے ہیں۔

- بی بی نے جس تہذیب اور اخلاق کا درس دیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ بی بی نے ابنائے امت کو یہ بتایا ہے کہ نماز کوئی اتنی اہم شئی نہیں ہے بلکہ اہم شئی میاں بیوی کا باہمی پیار ہے آپ دیکھ لیں سرور کونینؐ نے بحالت نماز بھی میرے پیار کو مقدم رکھا۔ میں ٹانگیں پسارے رہتی تھی۔ سرور کونینؐ نماز پڑھتے تھے جب آپ سجدہ پر جھکنے لگتے تو وہ میرا پاؤں دبا دیتے۔ ایک طرف لذت پیار اور دوسری طرف شوق عبادت دونوں حاصل ہو جاتے یہ تو ایک عمومی درس ہے جو بی بی نے عورتوں اور مردوں دونوں کو مشترکہ طور پر دیا ہے۔
- انہی چھ احادیث میں ایک درس صرف مردوں کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ بے شک نوافل پڑھتے ہوئے بیوی کو اپنے سامنے سلالیں۔ خواہ بیوی کی ٹانگیں آپ کی طرف ہوں یا بیوی جنازہ کی مانند سوتی ہو۔ نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔
- ایک درس صرف عورتوں کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کبھی آپ کے میاں نماز پڑھنے لگیں اور آپ کی ایک دو سوکنیں بھی ہوں۔ معاملہ باری کا ہو آپ اپنی باری میں شوہر سے بحالت نماز بھی لطف اندوز ہو سکتی ہیں

اور وہ یوں کہ آپ اپنے محبوب شوہر کے سامنے میری طرح سو جائیں۔ کبھی ٹانگیں شوہر کی طرف کر لیں اور کبھی جنازہ کی طرح سو جائیں۔ اگر جنازہ کی طرح سوئیں گی تو صرف اسی قدر لطف حاصل ہو سکے گا کہ آپ شوہر کو دیکھتی رہیں اور شوہر آپ کی طرف دیکھ کر شوق نظارہ پورا کرتا رہے اور جب کبھی شوہر زیادہ متوجہ الی اللہ ہو اور آپ کی خواہش میں زیادہ گرمی ہو تو آپ ٹانگیں شوہر کی طرف کر لیجئے۔ کم از کم جب شوہر سجدہ کے لئے جھکے گا۔ اس وقت تو اسے مجبوراً آپ کو چھونا پڑے گا کیونکہ اسے سجدہ کی جگہ فارغ کرنا ہوگی۔ اس لئے اور نہیں تو اس کے چھونے سے آپکی گرمی آپ کے شوہر تک بھی پہنچتی رہے گی اور یوں یہ گرمی رفتہ رفتہ اپنا کام کر جائے گی اگر شوہر کا ارادہ بیس رکعت نوافل پڑھنے کا ہوگا تو دو چار مرتبہ پاؤں کو چھو لینے کے بعد ارادہ میں کمی آ جائے گی اور شوہر اللہ میاں سے معذرت کر کے آخر لیٹ ہی جائے گا۔

میرے محترم دوستو!

- یہ ہے نظام مصطفیٰ جو بی بی عائشہ نے انتہائی محنت اور کاوش سے ہم تک پہنچایا ہے۔
- یہ ہے سرور کونین کی راتوں کی داستان عبادت جو بی بی نے سنائی ہے۔
- یہ ہے درس اخلاق جو بی بی نے دیا ہے۔
- یہ ہے تہذیب اسلام جو بی بی نے بتائی ہے۔
- یہ ہے تصور اسلام جو بی بی نے پیش کیا ہے۔
- یہ ہے مقام مصطفیٰ جو بی بی نے بتایا ہے۔
- سابقاً آپ سرور کونین کے روزے بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ بحالت جنابت صبح ہو جاتی ہے اب آپ کی نماز بھی دیکھ لیں اور بی بی کو داد تحسین دیں کہ بی بی نے کس خوش اسلوبی سے اسلام کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے بخاری شریف کی ان صحیح احادیث کو بھی پڑھ لینے کے بعد اگر آپ بی بی عائشہ۔ اس کے دیئے اسلام کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ بخاری شریف کی ان صحیح احادیث کو بھی پڑھ لینے کے بعد اگر آپ بی بی عائشہ۔ اس کے دیئے اسلام۔ اس کی پیش کی گئی تصویر رسول اعظم اور بی بی کے دیئے گئے مقام مصطفیٰ سے بی بی کے ذہن میں جھانکنے کی کوشش نہ کریں تو پھر کوئی کیا کر سکتا ہے؟

بیت المال

اور

آلِ ابوبکر

جلد اوّل ۱۹۳۱ء ۔ راوی عروہ

۹۲۔ جلد اول　　کتاب البیوع　　صہ ۲۸، ۲　　حدیث ۱۹۲۱

عروة ابن الزبیر ان عائشة قالت لما استخلف ابوبکر الصدیق قال لقد علم قومی ان حرفتی لم تکن تعجز عن مؤنته اهلی وشغلت بامر المسلمین فیاکل ال ابی بکر من هذا المال ویحترف للمسلمین فیه۔

ترجمہ: عروہ ابن زبیر بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو فرمایا کہ میرے پیشے کی آمدنی اہل و عیال کی کفالت کے لئے کافی نہ تھی اور اب مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا ہوں تو ابوبکر کی اولاد اس مال سے کھائے گی اور مسلمانوں کے لئے اس میں سے تجارت کریں گے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوبکر کا یہ ارشاد گرامی کسی معمولی ہستی کا نہیں بلکہ آپ کی شریک کار اور عزیزہ بیٹی بی بی عائشہ کا ہے اور راوی بھی کوئی عام آدمی نہیں بلکہ بی بی کا بھانجہ اور حضرت ابوبکر کا نواسہ عروہ ابن زبیر ہے۔

آپ فرماتے یہ ہیں کہ:

پہلے تو میں خود کماتا تھا اور اپنے عیال کی کفالت کرتا تھا۔ لیکن اب چونکہ میں حکومت چلاؤں گا اس لئے میرے عیال کی کفالت رہ جائے گی۔ لہذا اب میری اولاد بیت المال سے کھائے گی بھی اور تجارت بھی کرے گی۔

ابوبکر کے اس آرزوی نفس کو عصرِ حاضر کے ایک مفکر۔ ابوبکر کے وکیلِ مخصوص اور سوادِ اعظم کے ترجمان۔ مولانا ابوالوحید عبدالمجید خادمؔ۔ ایڈیٹر مسلمان۔ کے نظریہ سے تطبیق دیجئے اور پھر بتائیے کہ بی بی عائشہ اور ابوبکر سچے ہیں۔ یا۔ ان کے وکلائے مخلصین۔

یہ کتاب ہے، اسلام اور دولت معہ دولتمند صحابہ۔ پریس کا نام تو نہیں لکھا البتہ ملنے کا پتہ لکھا ہے اور وہ ہے دفتر مسلمان سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ۔ دیباچہ کے اختتام پر تاریخ اشاعت غالباً لکھی ہوتی ہے۔ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء میں اس کتابچہ میں جو کچھ دیا گیا ہے من وعن نقل کر رہا ہوں۔ صہ ۲۲، صہ ۲۳، صہ ۲۴ بہ ۲۵

(۵) حضرت ابوبکر صدیق

حضرت ابوبکر صدیق کے دیگر بے شمار فضائل و محامد کے علاوہ اگر آپ کی فیاضی، مہمان نوازی، مفلس و بے نواؤں کی دستگیری، مصیبت زدوں کی اعانت قرابت داروں کی پاسداری وغیرہ اوصاف کو دیکھا جائے تو آپ یقیناً تمام صحابہ میں ممتاز نظر آئیں گے۔

(۱) آپ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے اور دوسرے ملکوں میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ہزاروں روپے کا لین دین کرتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ میں قریش میں سب سے بڑا متمول تاجر تھا (ابن ماجہ و ابن سعد جلد ۳)

(۲) حضرت ابوبکر صدیق کے پاس قبولِ اسلام کے وقت چالیس ہزار روپے نقد موجود تھے جو سب کے سب اسلام کی راہ میں خرچ ہوئے۔ حضورِ پُرنور جہاں ارشاد فرماتے آپ خرچ کرتے چلے جاتے تھے (ابن سعد ج۳)

(۳) آپ نے بیش بہا روپیہ غلاموں پر خرچ کیا۔ جب کسی غلام کو محض اسلام کی خاطر تکلیف پہنچتی اور حضور صلعم کو ان کی تکلیف سن کر دکھ ہوتا۔ تو آپ فوراً جاتے اور مالک کو منہ مانگی قیمت دے کر غلام خرید لیتے اور پھر آزاد کر دیتے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت خوش ہوتے چنانچہ حضرت بلال، عامر ابن فہیرہ، نذریہ، جاریہ بنی موبل، نہدیہ بنت نہدیہ وغیرہ بیسیوں غلام محض حضور ہی کے اشارے سے آزاد ہوتے تھے۔

(۴) مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے لئے جو سب سے پہلے زمین خریدی اس کی قیمت اکیلے ابوبکر صدیق ہی نے ادا کی تھی۔ (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۹۲)

(۵) ۹ھ میں ایک بار سرور دو عالم نے جنگ کے لئے چندہ کی اپیل کی تو سب صحابہ نے حسب ارشاد اس میں حصہ لیا مگر ابوبکر کے پاس جو کچھ موجود تھا۔ وہ سب کچھ لا کر حاضر کر دیا۔ (ابو داؤد مصری صفحہ ۱۹۲)

(۶) حضور صلعم نے اپنی وفات سے چند یوم قبل یہ فرمایا کہ ابوبکر اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے میرا (یعنی اسلام کا) سب سے بڑا محسن ہے۔ میں نے قریباً اور سب کے احسان اتار دیئے مگر ابوبکر کا احسان نہیں اتار سکا اس کا صلہ خود اللہ تعالیٰ ہی اسے دے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جتنا روپیہ ابوبکر نے میری اور اسلام کی خاطر تنگی ترشی کے زمانہ میں خرچ کیا اتنا اور کسی نے خرچ نہیں کیا (بخاری جلد ۱)

ایک حدیث کے لفظ یہ ہیں۔ مانفعنی مال مانفعنی مال ابی بکر یعنی ابوبکر کے مال سے زیادہ کوئی مال میرے لئے مفید ثابت نہیں ہوا۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۱۶)

(۷) رسول اللہ کے قرضوں کا چکانا اور وعدوں کا پورا کرنا ابوبکر نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ چنانچہ جب بحرین سے آپ کے پاس بہت سامال آیا۔ تو آپ نے اعلان کر دیا کہ جس جس نے حضور سے کوئی وعدہ کیا ہو وہ آئے اور مجھ سے لے لے۔ چنانچہ جابر نے عرض کیا کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ اسی طرح سے انہیں دیا۔ پھر ابوبشیر مازنی کے بیان پر ان کو چودہ سو درہم عطا فرمائے (طبقات ابن سعد)

(۸) آپ اپنے زمانہ خلافت میں بیت المال کا روپیہ بھی غرباء پر اس طرح خرچ کرتے تھے جس طرح اپنی ذاتی روپیہ خرچ کر دیتے تھے۔ جب آپ نے انتقال فرمایا۔ تو بیت المال میں صرف ایک درہم باقی تھا۔ حضرت عمر نے خزانچی کو بلا کر پوچھا کہ شروع سے اس وقت تک خزانہ میں کس قدر مال آیا ہوگا۔ جو حضرت ابوبکر صدیق نے صدقہ کیا۔ تو اس نے کہا کہ "دو لاکھ" دینار (پونڈ) (طبقات ابن سعد جلد ۲)

(۹) آپ اتنے فیاض تھے کہ اگر حاجت مند آتے اور بیت المال میں کچھ نہ ہوتا تو اپنے نام پر قرض لیتے اور ان کو دے دیتے چنانچہ انتقال پر اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ مجھ پر بیت المال کا چھ ہزار درہم قرض ہے میرا فلاں باغ بیچ کر سب سے پہلے بیت المال کا قرضہ ادا کیا جائے۔

(ابن سعد جلد ۳)

(۱۰) آپ کے پاس خیبر میں ایک بہت بڑی جاگیر تھی اور اس کے علاوہ اطراف مدینہ اور بحرین میں بھی بہت سی جاگیریں تھیں۔
(طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

۱۱۔ مقام سنخ میں آپ کا ایک عظیم الشان کارخانہ بھی تھا جس میں اعلیٰ پیمانہ پر کپڑے کا کام ہوتا تھا۔ (ابن سعد)

محترم مولانا عبدالمجید صاحب نے گیارہ نکات طبقات ابن سعد، ابن ماجہ، فتح الباری اور کنزالعمال سے جمع کئے ہیں۔ اور ایک حدیث بخاری شریف سے بھی پیش کی ہے۔

مولانا عبدالمجید کے ان گیارہ نکات کے مطابق۔

۱۔ ابوبکر کے پاس بوقت اسلام چالیس ہزار روپیہ نقد تھا۔

۲۔ ابوبکر غلاموں پر خرچ کرتے تھے۔

۳۔ مسجد نبوی ابوبکر کی خرید کردہ زمین ہے۔

۴۔ آپ بوقتِ وفات چھ ہزار درہم کے مقروض تھے۔

۵۔ مدینہ کے علاوہ بحرین میں بھی آپ کی جاگیر تھی۔

۶۔ مقام سنخ میں آپ کا ایک عظیم الشان کارخانہ تھا۔

۷۔ آپ کا ایک باغ بھی تھا۔

محترم قارئین :

- قابل غور بات یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ تھا تو پھر اولاد کو بیت المال کا بوجھ بنانے کی وجہ کیا تھی ؟
- کارخانہ چلتا رہتا ، باغات پھل دیتے رہتے اور جاگیروں کی آمد آتی رہتی ۔ ابوبکر حکومت میں مصروف ۔
- ابوبکر نے یہ نہیں کہا کہ ، میں اپنی جاگیروں ، باغات اور عظیم الشان کارخانوں کی نگرانی نہیں کر سکتا ۔ بیٹے تھے ، پوتے تھے ۔ تقسیم کار کر دیتے اور کہہ دیتے لو بیٹو ۔ آج تک نگرانی کی ہے ۔ اب میں حکومت کی نگرانی کروں گا ۔ تم مجھے بھی کھلاؤ اور خود بھی کھاؤ ، کاروبار جما ہوا ہے ۔ باغات لگے ہوئے ہیں جاگیریں موجود ہیں ، صرف نگرانی کرنا ہوگی ۔ نگرانی کرو ۔ میں بھی کھاؤں گا ۔ اور تم بھی کھاؤ گے ۔
- لیکن یہاں معاملہ کچھ ٹیڑھا ہے ۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ دنیا جانتی ہے کہ میں جو محنت مزدوری کرتا تھا اس سے میرے اور میرے بچوں کی دال روٹی نکل آتی تھی اب میں محنت مزدوری نہیں کر سکوں گا ۔ کیونکہ مجھے حکومت چلانا ہے ۔ اب آل ابوبکر بیت المال سے کھائے گی بھی اور بیت المال ہی سے تجارت بھی کرے گی ۔
- بے چارے مریدوں نے اڑانے کی کوشش تو بہت کی ۔ لیکن

دروغگو را حافظہ نباشد والی بات بن گئی ۔ امام بخاری بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ لوگ کیا سوچ رہے ہیں ۔ اگر امام بخاری کو ان حالات کی ذرا بھی بھنک پڑ جاتی تو قطعاً اس حدیث کو صحیح سمجھ کر درج نہ کرتے دو رکعت نماز بھی بچ جاتی اور استخارہ بھی بچ جاتا ۔

○ اب اگر بی بی عائشہ اور امام بخاری کو سچا مانیں تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ چھ ہزار کا قرض بیت المال سے صدقات کیلئے نہیں تھا بلکہ تجارت کے لئے لیا گیا پیسہ تھا اور اگر مولانا عبدالمجید جیسے علماء کی تحقیق مانیں تو بیچاری بخاری اور بی بی عائشہ کو جھوٹا ماننا پڑتا ہے ۔ لہٰذا فائدہ اسی میں ہے کہ ابوبکر کی دولتمندی کی ڈینگیں مارنا چھوڑ دیں اور کھلے دل سے بی بی عائشہ، ابوبکر اور امام بخاری کی بات کو درست مان کر یہ تسلیم کرلیں ۔ کہ ابوبکر نے بیت المال سے خوب خوب خرچ کیا ۔ خود بھی کھایا آل ابوبکر کو بھی کھلایا اور دیگر اقرباء کو بھی سیر ہو کر نوازا ۔

عورت یا کتا

(۱) جلد اول ۴۸۱ راوی اسود
(۲) جلد اول ۴۸۴ " مسروق
(۳) جلد اول ۴۸۷ " "
(۴) جلد اول ۲۹۲ " قاسم

۹۳۔ جلد اول کتاب الصلوٰۃ ص ۲۵۵ حدیث ۴۸۱

اسود عن عائشۃ قالت اعدلتمونا بالکلب والحمار لقد رأیتنی مضطجعۃ علی السریر فیجیئ النبیؐ فیتوسط السریر فیصلی فاکرہ ان اسنحہ فانسل من قبل رجلی السریر حتی انسل من لحافی۔

ترجمہ:۔ اسود بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ (ایک مرتبہ) انہوں نے کہا کیا تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے برابر کر دیا۔ میں نے تو یہ دیکھا کہ نبی تشریف لاتے تھے تو تخت کے بیچ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ (چونکہ تخت پر سامنے میں لیٹی ہوتی تو میں اس بات کو بُرا جانتی تھی کہ (نماز میں) آپ کے سامنے رہوں لہذا میں تخت کے پایوں کی طرف نکل کر اپنے لحاف سے باہر ہو جاتی تھی۔

۹۴۔ جلد اول کتاب الصلوٰۃ ص ۲۵۷ حدیث ۴۸۴

مسروق عن عائشۃ انہ ذکر عندھا ما یقطع الصلوٰۃ فقالوا یقطعھا الکلب والحمار والمرأۃ فقالت لقد جعلتمونا کلابًا۔ لقد رأیت النبیؐ یصلی وانی بینہ وبین القبلۃ وانا مضطجعۃ علی السریر فتکون لی الحاجۃ واکرہ ان استقبلہ فانسل انسلالًا۔

ترجمہ:۔ مسروق بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ان کے سامنے ان اشیاء کا ذکر ہوا جو نماز کو فاسد کر دیتی ہیں تو لوگوں نے بیان کیا کہ کتا اور گدھا اور عورت نماز کو فاسد کر دیتی ہیں۔ حضرت عائشہ کہنے لگیں۔ کہ بے شک تم نے ہم لوگوں کو کتا بنا دیا۔ میں نے نبیؐ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اس حالت میں کہ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان میں تخت پر لیٹی ہوتی تھی تو پھر مجھے کچھ ضرورت ہوتی (چونکہ) میں اس بات کو بُرا جانتی تھی کہ آپ کے سامنے سے جاؤں تو میں آہستہ سے نکل جاتی تھی۔

۹۵۔ جلد اول کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۲۵۹ حدیث ۴۸۶

مسروق عن عائشۃ ذکر عندھا ما یقطع الصلوٰۃ الکلب والحمار والمرأۃ فقالت شبھتمونا بالحمر والکلاب واللہ لقد رأیت النبیؐ یصلی وانی علی السریر بینہ وبین القبلۃ فصطجعۃ فتبدولی الحاجۃ فاکرہ ان اجلس فاوذی النبیؐ فانسل من عند رجلیہ۔

ترجمہ:۔ مسروق بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جو نماز کو فاسد کر دیتی ہیں۔ یعنی کتے کا۔ گدھے کا۔ اور عورت کا بی بی عائشہ نے کہا کہ تم نے ہم لوگوں کو گدھوں اور کتوں کی مثل بنا دیا۔ واللہ میں نے نبیؐ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اس حال میں کہ میں تخت پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان میں لیٹی ہوتی تھی۔ پھر مجھے ضرورت درپیش ہوتی چونکہ میں اس بات کو بُرا جانتی تھی کہ اٹھ بیٹھوں اور نبیؐ کو تکلیف دوں لہٰذا میں آپ کے پیروں کی جانب سے نکل جاتی تھی۔

۹۶ - جلد اول　　کتاب الصلوٰۃ　　صـ ۲۵۹　　حدیث ۴۹۲

قاسم عن عائشة قالت بئسما عدلتمونا بالكلب والحمار لقد رأيتني ورسول الله يصلي وانا مضطجعة بينه وبين القبلة فاذا اراد ان يسجد غمز رجلي فقبضتهما -

ترجمہ :- قاسم بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ بی بی نے کہا تم نے بُرا کیا جو ہم لوگوں کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا - میں نے دیکھا کہ رسولؐ خدا نماز پڑھتے ہوتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پیروں کو دبا دیتے - تو میں ان کو ہٹا لیتی -

---

محترم قارئین :

- سابقاً سجدہ گاہ رسول کے زیر عنوان آپ نے صحیح بخاری شریف سے چھ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں بی بی عائشہ اپنے سونے کا انداز بتاتی ہیں کہ کبھی تو میں عرضاً سرور کونینؐ کے سامنے سو جاتی تھی اور کبھی طولاً سو جاتی تھی جب آپ سجدہ کے لئے جھکتے میری ٹانگ دبا دیتے اور میں ٹانگیں سمیٹ لیتی -
- اب عورت یا کتا کے زیر عنوان میں صحیح بخاری کی چار احادیث ملاحظہ فرمائیے - جن میں الحمد للہ بی بی نے ایک بات تو یہ کی کہ سابقہ احادیث کی توثیق کر دی کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ غلط یا ضعیف ہیں اور دوسرے

ایک مسئلہ کی جانب بھی متوجہ کر دیا اور وہ ہے صحابہ کے ساتھ بی بی کا نزاع ۔ اب دیکھتے ہیں کہ بی بی اور صحابہ کے مشترکہ بے لوث وکلا کس کی مانتے ہیں صحابہ کی مانیں گے تو بی بی کو جھوٹا کہنا ہوگا اور اگر بی بی کی مانیں تو صحابہ کو جھوٹا کہنا ہوگا ۔

نزاع :

صحابہ کا مؤقف :

تین چیزوں سے اگر کوئی ایک نمازی کے سامنے سے اگر گزر جائے تو نمازی کی نماز باطل ہو جاتی ہے ۔ کتا ، گدھا ، عورت

بی بی کا مؤقف :

کتا اور گدھا حالت نماز میں اگر کسی کے سامنے سے گزر جائے تو میں کچھ نہیں کہتی نماز رہتی یا جاتی ہے لیکن اگر عورت نماز کے سامنے سے گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی ۔ میں خود سرور کونین کے سامنے سوتی بھی رہی اور گزرتی بھی رہی جب رسول کونین کی نماز باطل نہیں ہوتی تو اور کون ہے جس کی نماز باطل ہوگی ۔

میرے دوستو !

یہ ہے نزاع جو صحابہ اور بی بی عائشہ کے درمیان رونما ہوا ۔ آئیے پہلے ذرا ان احادیث کا تجزیہ کر لیں ۔ اور یہ دیکھ لیں کہ یہ چار احادیث ہیں یا ایک ہی حدیث کا تکرار کیا گیا ہے ۔

کل چار احادیث ہیں۔ ایک حدیث اسود کی روایت کردہ ہے۔ ایک کا راوی قاسم ہے اور دو مسروق نے نقل کی ہیں۔

○ جلد اول ص۲۸۱ میں اسود نے بی بی سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ بی بی فرماتی ہے۔

اعدلتمونا بالکلب والحمار — تم نے ہم عورتوں کو کتے اور گدھے کے برابر کیا۔

اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ نماز کن چیزوں سے باطل ہوتی ہے صرف بی بی کا اظہار افسوس ہے۔

○ جلد اول ص۲۸۲ میں مسروق نے یہ بتایا ہے کہ بی بی کے سامنے ان چیزوں کا ذکر ہوا جن کے سامنے سے گزرنے سے نماز باطل ہوتی ہے۔ ان میں کتے، گدھے اور عورت کا نام لیا گیا۔ تو بی بی نے فرمایا۔

لقد جعلتمونا کلابا۔ — تم نے ہم عورتوں کو کتا بنا دیا ہے۔

اس موقعہ پر بی بی نے صرف کتے کا نام لیا ہے گدھے کا ذکر نہیں کیا۔

○ جلد اول ص۲۸۴ میں مسروق نے بتایا ہے کہ بی بی کے سامنے جب ایسی چیزوں کا ذکر ہوا جو نمازی کے سامنے سے گذریں تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ تو بی بی نے فرمایا۔

شبہتمونا بالحمر والکلاب۔ — تم نے ہم عورتوں کو گدھوں اور کتوں سے تشبیہ دی ہے۔

اس موقعہ پر بی بی مسروق سے فرماتی ہے کہ تم نے ہم عورتوں کو کتے اور گدھے سے تشبیہ دی ہے۔ یہاں دونوں نام استعمال کئے ہیں۔ سابقہ احادیث میں آپ کو بی بی کی قسم نہیں ملے گی۔ لیکن یہاں بی بی قسم کھا کر مرد

کو نبیؐ کے سامنے اپنا سونا بیان کرتی ہے۔

○ جلد اول ص۱۹۱ میں بی بی قاسم کے سامنے جو کچھ بیان کرتی ہے وہ یہ ہے کہ

بئسما عدلتمونا بالکلب والحمار — تم نے بہت برا کیا جو ہم عورتوں کو کتے اور گدھے سے تشبیہ دی۔

قاسم کے سامنے بی بی نماز باطل کرنے والی چیزوں کا نام نہیں لیتی۔ بلکہ اظہار افسوس کرتی ہے اور قاسم سے کہتی ہے کہ تم لوگوں نے یہ کام کوئی اچھا نہیں کیا بلکہ برا کیا ہے۔

میرے دوستو!

آپ نے سجدہ گاہ رسول کے ذیل میں دی گئی احادیث دیکھ کر یہ ضرور سوچا ہو گا کہ شیعہ لوگ صرف بی بی کو بدنام کرنے کی خاطر اوٹ پٹانگ احادیث تلاش کر کے پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ یقین جانیں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ ہمیں بی بی سے نہ کوئی ذاتی رنجش ہے۔ نہ کوئی رقابت ہے جس طرح آپ بی بی کا حرم رسول ہونے کی وجہ سے احترام کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی بی بی کو واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔

اگر ہمیں تکلیف ہوتی ہے تو بس صرف یہی کہ ہمیں بی بی کی ان جیسی احادیث اور ان جیسے احکام اسلام پسند نہیں۔ اسی لئے ہم بی بی کو واجب الاطاعت نہیں سمجھتے۔

ان احادیث میں بی بی نے اپنے سابقہ بیان اور میری پیش کردہ احادیث کی توثیق کر دی ہے اور اپنے عمل کو پیش کر کے صحابہ کے خلاف احتجاج کیا ہے۔

مقامِ فکر :

- واقعہ افک ۔ گمشدگیٔ ہار ۔ سقیفۂ بنی ساعدہ اور ایام جادو زدگی کے حالات میں جس طرح بی بی نے کسی مصلحت کے پیشِ نظر متعلقہ افراد کے ناموں کو پردۂ خفا میں رکھا ہے اور ہم بدنصیبوں کو نہیں بتایا کہ افک میں کون کون لوگ شریک تھے تاکہ ان سے تبرا کیا جائے ۔ سقیفۂ بنی ساعدہ میں انصار کو لے جانے والے کون لوگ تھے اور مہاجرین کے ساتھ جھگڑا کرنے والے کون تھے تاکہ ان سے بچا جائے ۔ جادو زدگی کے ایام میں اور چاہ زروان پر سرورِ کونینؐ کے ساتھ جاکر حمایت کرنے والے کون سے لوگ تھے تاکہ ان سے اور ان کی احادیث سے تولی کیا جائے ۔

- اسی طرح ان احادیث میں بھی بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ :
عورتوں کو کتا اور گدھا کہنے والے کون بدبخت ہیں تاکہ ان سے ہوشیار رہا جائے ۔

- بہرصورت اتنا تو مسلم ہے کہ جو بھی تھے بی بی کے اپنے گروپ سے متعلق تھے ۔ کیونکہ اگر اہل بیت سے متعلق لوگ ہوتے تو بی بی ان کا نام لینے میں بھی دیر نہ لگاتی اور ان کے خلاف جذبات ابھارنے میں بھی سستی نہ کرتی ۔ جس طرح جنگ جمل اور نواسۂ رسول مصلح امت امام حسن کے جنازہ کو روضۂ رسول میں دفن نہ ہونے کی خاطر بی بی نے تیر اندازی کروا دی تھی ۔ اگر اہل بیت کے گروپ سے متعلق ہوتے تو بی بی فوراً نام لے لیتی ۔

علاوہ ازیں فقہ اہل بیت جو فقہ جعفریہ کے نام سے معروف ہے۔ اس میں کوئی حدیث بھی سرور کونین ؐ یا آئمہ اہل بیت سے نہیں ملتی جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ نمازی کے سامنے سے اگر گدھا گزر جائے یا کتا گزر جائے یا عورت گزر جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ

سیدھی سی معقول بات ہے کہ کتا اور گدھا تو حیوان ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے یا کوئی دوسرا کام کر رہا ہے۔ جب ان میں شعور ہی نہیں تو ان کے سامنے سے گزرنے کی سزا انسان کو کیوں ملے؟ رہی عورت تو فقہ جعفریہ کے مطابق اگر کوئی شخص بھی نمازی کے سامنے سے گزرے تو گزرنے والے کو تو اچھا نہیں کہا گیا۔ لیکن نمازی کی نماز میں کسی قسم کا حرج نہیں بتایا گیا۔

بات واضح ہے کہ نمازی کا کیا قصور ہے اگر غلط کیا ہے تو گزرنے والے نے کیا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ نمازی بے چارہ تو اللہ کی بارگاہ میں حاضری دے رہا ہے، گزرے کوئی اور نماز کی محنت رائیگاں جائے نمازی کی۔ یہ انتہائی غیر معقول بات ہے اور فقہ اہل بیت میں کوئی بھی خلاف عقل بات نہیں ملے گی

جہاں تک میں سمجھتا ہوں، عورتوں کو کتوں اور گدھوں سے تشبیہ دینے والے صحابہ میں سے وہ افراد ہوں گے جو عورت کی اسلامی حیثیت کو تسلیم نہ کرتے ہوں گے اور عورت کے متعلق اسلام کے پیش کئے گئے نظریہ کو نہ مانتے ہوں گے۔ انہی لوگوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے اور عورت سے انتقام لینے کی خاطر اپنے جذبات کی آگ کو اس طرح سرد کیا ہوگا کہ

جس طرح اگر کتا اور گدھا نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نمازی کی نماز باطل ہو جاتی ہے اسی طرح اگر عورت بھی نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

اگر بی بی ان افراد میں سے کسی ایک کا نام بھی بتا دیتی تو پھر معاملہ کچھ آسان ہو جاتا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر اندازہ کر لیا جاتا کہ یہ فلاں گروپ سے لیکن اس طرف سے تو ہم قطعی طور پر بے بس ہیں - کچھ بھی نہیں کہہ سکتے البتہ ان احادیث میں بھی بی بی نے اسی تہذیب و اخلاق کا درس ضرور دیا ہے جس تہذیب و اخلاق کا درس سابقاً "سجدہ گاہ رسول کے زیر عنوان پیش کی جانے والی احادیث میں پیش کیا ہے -

آپ صرف یہی سوچ لیں کہ بی بی کس قسم کا اسلام دینا چاہتی ہے اور کیسا مقام مصطفیٰ پیش کر رہی ہے -

جاہلؓ صحابہؓ

(۱) جلد سوم ص ۱۰۰۴ راوی عروہ
(۲) جلد سوم ص ۱۰۰۵ راوی ابن بکیر

۹۷ ۔ جلد سوم　　کتاب الآداب　　صہ ۲۹۲　　حدیث ۱۰۰۴

عروہ عن عائشۃ قالت قال النبیؐ ما اظن فلانا و فلانا یعرفان من دیننا شیئًا ۔ قال اللیث کان رجلین من المنافقین ۔

ترجمہ: ۔ عروہ بی بی عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونینؐ نے (ایک مرتبہ) فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ فلاں فلاں شخص ہمارے دین کی کوئی بات جانتے ہوں ۔ لیث نے بیان کیا کہ یہ دونوں منافق تھے

---

۹۸ ۔ جلد سوم　　کتاب الآداب　　صہ ۲۹۲　　حدیث ۱۰۰۵

حدثنا ابن بکیر حدثنا اللیث بھذا و قالت دخل علی النبیؐ یومًا و قال یا عائشۃ ما اظن فلانا و فلانًا یعرفان دیننا الذی نحن علیہ ۔

ترجمہ: ۔ ابن بکیر لیث سے (اسی سند سے) یہ حدیث بیان کی ۔ کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ ایک دن میرے پاس نبی تشریف لائے اور فرمایا میں فلاں فلاں شخص کے متعلق نہیں گمان کرتا کہ ہم جس دین پر قائم ہیں ۔ اس کے متعلق کچھ بھی جانتے ہوں ۔

یہ دو احادیث ہیں ، جنہیں امام بخاری نے ایک ہی باب میں لکھا ہے

امام بخاری کا ایک باب میں لکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں حدیثیں جُدا جُدا ہیں اور ان میں تکرار نہیں۔ ویسے بھی حدیثیں خود بھی بتاتی ہیں۔ کہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا ہیں کیونکہ ایک حدیث کا انداز بیان ایسا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کونینؐ بی بی کے پاس بیٹھے ہیں اور باتوں باتوں میں دو افراد کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرے خیال کے مطابق یہ دونوں ہمارے دین کے احکام سے بے خبر ہیں۔

جبکہ دوسری حدیث میں بی بی فرماتی ہیں کہ سرورِ کونینؐ میرے پاس تشریف لائے اور یہ جملہ فرمایا۔

پھر امام بخاری نے بھی ایک حدیث کے آخر میں لیث کی زبانی یہ تبصرہ کر دیا ہے کہ یہ دونوں منافق تھے جبکہ دوسری حدیث کے اختتام پر امام بخاری نے کوئی تبصرہ وغیرہ نہیں کیا۔

مقامِ فکر:

یہ تو مسلّم ہے کہ سرورِ کونینؐ کو منافقین کا علم تھا۔ یہ بھی مسلّم ہے کہ آپ نے ان منافقین میں سے دو کا نام بی بی کو بتایا۔ پھر بی بی نے عروہ سے بتایا کہ فلاں فلاں نفاق کی وجہ سے ہمارے دین سے بے خبر ہیں۔

یہ بھی مسلّم ہے کہ بی بی نے یا عروہ نے پھر ان دونوں میں سے کسی ایک کا نام نہیں بتایا۔ کاش بی بی کسی کا نام بتا دیتی۔ آخر اس اخفاء اور پردہ پوشی کا مطلب کیا ہو سکتا ہے کہیں پردہ نشینوں کے نام تو نہ آتے تھے۔

منافقین کی پردہ پوشی :

ان مسلمات کے بعد آئیے اور دیکھیں کہ بی بی یا عروہ نے ان منافقین کے نام کیوں چھپائے اگر ان منافقین کے نام بتا دیئے جاتے تو کونسا حرج تھا۔ ظاہر ہے کہ یا تو بی بی نے عروہ کو نام بتاکر منع کر دیا ہے کہ یہ نام کسی کے سامنے نہ لینا اور یا عروہ نے از خود ان منافقین کے نام نہیں بتائے۔

قبل ازیں واقعہ انک۔ بہر کو مینی کے حادثہ جادو زدگی اور ان جیسے دیگر حادثات میں آپ نے دیکھا ہے کہ راقم الحروف یہ نشاندہی کرتا رہا ہے کہ ایسے افراد کے نام سامنے آنا چاہیئے تھے لیکن بی بی نے اپنی بعض مصالح کی بنا پر ایسے لوگوں کے نام نہیں بتائے۔

اب منافقین کی یہ پردہ پوشی خواہ کسی بھی مصلحت کے تحت کی گئی ہو ممکن ہے بی بی کے اپنے حق میں تو درست ہو گی لیکن اسلام کو جتنا نقصان پہنچا ہے اگر ان کے نام بتا دیئے جاتے تو ہر شخص ان سے ہوشیار رہتا۔ ان کے کردار پر کڑی نظر رکھی جاتی۔ ان کی بتائی گئی احادیث کو جانچا اور پرکھا جاتا تاکہ وہ اسلام کے لباس میں خلاف اسلام اقدام پر آمادہ نہ ہو سکیں۔

اب اگر ان لوگوں کے ذریعہ اسلام کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔ اور یقیناً پہنچا ہے اور جتنے لوگوں نے ان کی احادیث کو صحیح سمجھ کر عمل کیا ہے۔ کیا بی بی اس میں شریک ہو گی یا نہیں ؟

قرآن کریم کی واضح شہادت اور بخاری شریف کی گواہی کے مطابق صحابہ کی اکثریت منافق تھی۔ قرآن تو محتاج بیان نہیں۔ ایک سو اکتالیس آیات ہیں۔ پھر منافقین کے نام پہ ایک سورت بھی موجود ہے۔

بخاری شریف جلد اول ص۱۹۴ باب ۲۶ ملاحظہ فرمائیے

خوف المومن ان یحبط عملہ وھو لا یشعر قال ابراھیم التیمی ما عرضت قولی علی عملی الا خشیت ان اکون مکذبا وقال ابن ابی ملیکۃ ادرکت ثلاثین من اصحاب النبیؐ کلھم یخاف النفاق علی نفسہ	مومن کا اس بات سے ڈرنا کہ اس کا عمل ضائع کر دیا جائے اور اسے خبر بھی نہ ہو ابراہیم تیمی نے کہا کہ جب میں اپنے گفتار اور کردار کو ملاتا ہوں تو مجھے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ (کہیں) میں جھٹلانے والوں میں نہ ہو جاؤں۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نبی اکرمؐ کے تیس صحابہ سے ملا ان میں سب اپنے منافق ہونے کا خوف کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ بی بی عائشہ نے امکانی حد تک تمام ان منافقین کے نام چھپائے جن کے نام بی بی کو سرور کونینؐ کے ذریعہ معلوم تھے یا اپنے وسائل کے ذریعہ بی بی کو معلوم تھے ابن ابی ملیکہ نے منافقین کا دائرہ اور وسیع کر دیا ہے بی بی نے صرف دو کے متعلق بتایا ہے یا واقعہ افک میں ایک دو کا نام لیا ہے ابن ابی ملیکہ تیس اصحاب کا ذکر کر رہا ہے۔

یہ پردہ داری کسی منصوبہ کی غماز ہے اگر کوئی منصوبہ نہ ہوتا تو ابن ابی ملیکہ عروہ ابن زبیر اور بی بی عائشہ منافقین کے نام ضرور بتاتے۔

یہ کہنا غلط ہوگا کہ یہ پردہ داری سنت رسولؐ کے مطابق ہے۔ سنت رسولؐ کے

مطابق تو جب ہوتی جب سرورِ کونین بھی چھپاتے ۔ حالانکہ آپ نے قطعاً نہیں چھپایا اور بی بی کو بتا دیا کہ فلاں فلاں شخص ہمارے دین سے بے خبر ہیں اور لیث نے اس بے خبری کی وجہ بتا دی ہے کہ یہ لوگ منافق تھے ۔

اب سنّت رسولؐ کا تقاضا تو یہ تھا کہ بی بی عائشہ بھی ان لوگوں کے نام بتا دیتی تاکہ پتہ چل جاتا کہ کون لوگ منافق ہیں ۔ اور پھر سقیفہ بنی ساعد اور سقیفہ کے بعد پتہ کیا جاتا کہ یہ لوگ حزبِ اقتدار میں شامل رہے یا حزبِ اختلاف تھے ۔

جہاں تک حقائق اور تاریخ کا تعلق ہے یہ لوگ حزبِ اقتدار کے نہ صرف ساتھی رہے بلکہ اچھے اچھے عہدوں اور مناصب پر فائز رہے اور بی بی ابن ابی ملیکہ اور عروہ ابن زبیر کی پردہ داری کی وجہ بھی یہی ہے ۔

بی بی

اور

عبداللہ ابن زبیر

(۱) جلد دوم ص ۶۱۹ راوی عروہ

(۲) جلد سوم ص ۱۰۰۹ راوی عوف ابن مالک

۹۹ - جلد دوم کتاب الانبیاء ص ۲۲۹ حدیث ۶۱۹

عن عروۃ الزبیر قال کان عبداللہ ابن الزبیر احب البشر الی عائشۃ بعد النبیؐ و ابی بکر و کان ابر الناس بھا و کانت لا تمسك شیئاً لما جاءھا من رزق اللہ الا تصدقت فقال ابن الزبیر ینبغی ان یوخذ علی یدیھا فقالت أیوخذ علی یدی؟ علی نذران کلمتہ۔

فاستشفع الیھا برجال من قریش وباخوال رسول اللہ خاصۃً فامتنعت فقال لہ الذھیریون اخول النبیؐ منھم عبدالرحمٰن ابن الاسود ابن عبد یغوث والمسور ابن مخرمۃ اذا استاذنا فاقتحم الحجاب ففعل فارسل الیھا بعشر رقاب فاعتقتھم ثم لم تزل تعتقھم حتیٰ بلغت اربعین فقالت وددت انی جعلت حین حلفت عملاً اعملہ فافرغ۔

ترجمہ: عروہ ابن زبیر روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ اور ابوبکر کے بعد عبداللہ ابن زبیر بی بی کا محبوب ترین عزیز تھا۔ وہ حضرت عائشہ کی بہت خدمت کیا کرتے تھے اور حضرت عائشہ کا معمول تھا کہ اللہ کے عنایت کردہ ان میں سے جس قدر ان کے پاس آتا تھا وہ اس کو جمع نہ کرتی تھیں۔ بلکہ خیرات کر دیا کرتی تھیں۔ عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ بی بی کے ہاتھوں کو پابندی کر

چاہیئے۔ بی بی نے کہا۔ کیا میرے ہاتھ باندھے گا؟ اب اگر میں نے عبداللہ سے بات کی تو مجھ پر نذر ادا کرنا واجب ہوگا۔ عبداللہ ابن زبیر نے قریش کے چند لوگوں سے خاص کر آنحضرتؐ کے ننھالوں سے سفارش کرائی۔ لیکن بی بی نہ مانی تو عبداللہ کے سفارشیوں نے جن میں عبدالرحمٰن ابن اسود ابن عبد یغوث اور مسور ابن مخرمہ تھے نے عبداللہ سے کہا کہ جب ہم اندر جانے کی اجازت مانگیں تو تم بھی اندر چلے آنا۔ پھر ہم تمہاری ان سے صلح کرا دیں گے۔ چنانچہ عبداللہ نے ایسا ہی کیا۔ بی بی کے پاس دس غلام بھیجے بی بی نے ان کو آزاد کر دیا۔ بی بی مسلسل غلام آزاد کرتی رہی۔ حتیٰ کہ چالیس تک تعداد پہنچ گئی اور کہا کرتی تھی کہ کاش کوئی ایسا عمل مجھ سے ہو سکتا جس کے بعد میری قسم کا کفارہ ادا ہو سکتا۔

١٠٠۔ جلد سوم　　کتاب الآداب　　صفحہ ٣٠٢　　حدیث نمبر ١٠٠٩

عوف ابن مالك ابن طفيل هو ابن الحارث وهو ابن اخي عائشة زوج النبي ﷺ لامها ان عائشة حدثت ان عبد الله ابن الزبير قال في بيع او عطاء اعطته عائشة والله لتنتهين عائشة او لاحجرن عليها فقالت أهو قال هذا؟ قالوا نعم قال هو لله على نذر ان لا اكلم ابن الزبير ابدًا فاستشفع ابن الزبير اليها حين طالت الهجرة فقالت لا والله لا اشفع فيه ابدًا ولا اتحنث الى نذري فلما طال ذلك على ابن الزبير كلم المسور ابن مخرمة وعبد الرحمن ابن الاسود ابن

عبد یغوث وهما من بنی زهرة وقال لهما انشدکما بالله لما ادخلتمانی علی عائشة - وانها لایحل لها ان تنذر قطیعتی فاقبل به المسور وعبد الرحمٰن مشتملین بارديتهما حتی استاذنا علی عائشة فقالا السلام علیك ورحمة الله وبرکاته أندخل قالت عائشة ادخلوا کلکم ولا تعلم ان معهما ابن الزبیر فلما دخلوا دخل ابن الزبیر الحجاب فاعتنق عائشة وطفق يناشدها ويبكی طفق المسور وعبد الرحمٰن يناشد انها الا ما کلمته وقبلت منه ويقولان ان النبیؐ نہی عما قد علمت من الهجرة فانه لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاث لیال فلما اکثروا علی عائشة من التذکرة والتحریج طفقت تذکرهما وتبکی وتقول انی نذرت والنذر شدید فلم یزالا بها حتی کلمت ابن الزبیر واعتقت فی نذرها ذلك اربعین رقبةً وکانت تذکر نذرها بعد ذلك فتبکی حتی تبل دموعها خمارها

ترجمہ :- عوف ابن مالک ابن طفیل ابن حارث (جو حضرت عائشہ کے برادر زادہ ہیں) روایت کرتا ہے کہ بی بی عائشہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی بیع کے متعلق یا کسی عطیہ کے متعلق جو بی بی عائشہ کی طرف سے کسی کو دیا گیا تھا۔ عبداللہ ابن زبیر نے کہا۔ قسم ہے خدا کی یا عائشہ اس سے باز آجائیں ورنہ میں اس پر سختی کروں گا۔ بی بی نے کہا۔ کیا واقعی عبداللہ

نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ہاں! بی بی عائشہ نے کہا کہ میں اب سے عہد کرتی ہوں کہ عبداللہ ابن زبیر سے بات نہ کروں گی۔ جب اس جدائی کو بہت عرصہ گزر گیا۔ تو ابن زبیر نے سفارش کرائی۔ بی بی نے فرمایا بخدا میں نے کسی کی سفارش قبول نہ کروں گی اور نہ میں اپنی قسم توڑوں گی۔

پھر جب ابن زبیر پر یہ بات شاق گزری تو مسور ابن مخرمہ اور عبدالرحمٰن ابن اسود ابن عبدلغوث (جو بنی زہرہ سے تھے) سے بات کی اور ان دونوں سے کہا کہ تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے میری خالہ اماں کے پاس لے چلو۔ کیونکہ میری قطع تعلقی کی قسم کھانا اس کے لئے جائز نہ تھا۔ مسور اور عبدالرحمٰن اپنی اپنی چادر اوڑھ کر ابن زبیر کو ساتھ لے چلے۔ دونوں نے بی بی عائشہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ دونوں نے کہا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کیا ہم سب اندر آجائیں۔ بی بی نے کہا۔ ہاں آجاؤ۔ بی بی کو یہ معلوم نہ تھا کہ ابن زبیر بھی اندر آیا۔ پردہ کے اندر چلا گیا اور بی بی سے لپٹ کر اسے اللہ کا واسطہ بھی دیتا جاتا تھا اور روتا بھی جاتا تھا۔ مسور اور عبدالرحمٰن بھی بی بی کو اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ بی بی اس سے بات کرو اور اسے معاف کردو۔ کسی مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ ترک تعلق جائز نہیں ہے۔

جب دونوں نے بی بی عائشہ کو سمجھایا اور اصرار کیا۔ تو وہ بھی رو کر سمجھانے لگی کہ میں نے قسم کھائی ہے، منت مانی ہے اور قسم شکنی بہت بری بات ہے لیکن یہ دونوں اصرار کرتے رہے حتٰی کہ بی بی نے ابن زبیر سے بات کی اور نذر کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کئے اس کے بعد جب بھی اپنی نذر کو یاد کرتیں تو اتنا روتیں کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

محترم قارئین :

یہ دو احادیث ہیں۔ جلد دوم ۱۹ کا راوی بی بی کا بھانجا اور جلد سوم ۱۰۰۹ کا راوی بی بی کا بھتیجا ہے۔ دونوں ایک ہی گھر کے فرد۔ بی بی کے دونوں عزیز اور قریبی عزیز ہیں۔

دونوں حدیثوں میں مرکزی نقطہ: عبداللہ ابن زبیر سے ناراض ہوکر بی بی عائشہ کے نہ بولنے پر قسم ہے۔ مسور ابن مخرمہ اور عبدالرحمٰن ابن اسود بی بی کو مناتے ہیں۔

ناراضگی کیوں ؟

- عروہ کی حدیث میں بی بی کی بے انتہا سخاوت پر عبداللہ ابن زبیر کی برہمی ہے۔
- عوف ابن مالک کی حدیث میں کسی چیز کو کسی کے ہاتھ فروخت کرنے یا عطیہ دینے پر عبداللہ ابن زبیر کی ناراضگی ہے۔
- عروہ کی حدیث میں عبداللہ ابن زبیر ناراض ہوکر صرف ہاتھ روکنے کا کہتا ہے جبکہ عوف کی حدیث میں عوف نے خاصے ترش الفاظ استعمال کئے ہیں۔
- عروہ کی حدیث میں۔ بی بی جلدی مان جاتی ہے۔ نہ عبداللہ ابن زبیر روتا ہے اور نہ بی بی روتی ہے۔ جبکہ عوف کی حدیث میں عبداللہ بھی روتا ہے۔ اور بی بی بھی روتی ہے۔ مسور اور عبدالرحمٰن بڑی منت سماجت کرتے ہیں جب کہیں جاکر بی بی راضی ہوتی ہے۔
- عروہ کی حدیث میں بس چپ چاپ بی بی مان جاتی ہے جبکہ عوف کی حدیث میں مسور اور عبدالرحمٰن بی بی کو حدیث رسول سناتے ہیں۔ مسئلے بتاتے

ہیں۔ پھر بی بی مانتی ہے۔

عروہ کی حدیث میں پہلے کفارہ قسم کے لئے پہلے دس غلام عبداللہ ابن زبیر بھیجتا ہے جبکہ عوف کی حدیث میں عبداللہ ابن زبیر کے غلام بھیجنے کا ذکر نہیں ہے۔

عروہ کی حدیث میں بی بی کی ساری زندگی اس قسم شکنی پر صرف اظہار افسوس ہے جبکہ عوف کی حدیث میں بی بی کا قسم شکنی پر ساری زندگی رونا ہے۔

یہ تھا دونوں حدیثوں میں فرق جو میں نے عرض کیا ہے۔ اب آئیے ذرا غور کیجئے کہ کیا کسی بی بی کا کسی مومن سے قطع تعلقی پر قسم کھانا بذات خود جائز تھا؟ عوف کی حدیث ملاحظہ فرمائیے۔ عبداللہ ابن زبیر کہتا ہے۔

لا یحل لھا ان تنذر قطیعتی۔	خالہ اماں کے لئے مجھ سے قطع تعلقی کی قسم کھانا جائز نہیں۔

مسور اور عبدالرحمٰن بی بی کو ارشاد رسول سناتے ہیں۔

لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث لیال	کسی مسلمان کیلئے تین رات سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلقی جائز نہیں۔

سرور کونینؐ کے ارشاد گرامی اور عبداللہ ابن زبیر کے فتویٰ کے پیش نظر بی بی عائشہ نے عبداللہ ابن زبیر سے قطع تعلقی کی قسم کھا کر غلطی کی ہے۔ قبل ازیں نقارہ مصطفےٰ حصہ اول میں، حضرت علیؑ اور بی بی عائشہ کے زیر عنوان بخاری شریف ہی سے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ بی بی عائشہ حضرت علیؑ کا نام تک لینا گوارا نہ کرتی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر سے نہ بولنے کی قسم، حضرت علیؑ کے نام نہ لینے۔ اسی حصہ

میں سابقاً بی بی کی خودکشی کے زیرِ عنوان آپ دیکھ چکے ہیں کہ صرف ام المومنین حفصہ سے رسول اکرمؐ کے بولنے پر بی بی نے گھاس میں پاؤں دے ڈالے تھے تاکہ کوئی سانپ وغیرہ کاٹ کھائے۔ ان صحیح واقعات کی روشنی میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ بی بی مغلوب الغضب تھی اور اپنے غصہ اور انتقام کے معاملہ میں بی بی نہ تو سرورِ کونینؐ کے ارشادِ گرامی کا پاس کرتی تھی، نہ احکام اسلام کا لحاظ کرتی تھی اور نہ رشتہ دار قرابت کا خیال رہتا تھا۔ جب سرورِ کونینؐ نے صراحت سے منع فرما دیا تھا کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے تین رات سے زیادہ قطع تعلق نہ کرے تو اس ارشادِ گرامی کا علم ہو جانے کے بعد حق تو یہ تھا کہ بی بی اپنی کھائی ہوئی قسم پر آنسو بہاتی کہ میں نے قسم ہی غلط کھائی تھی جو قسم حکم رسول کے خلاف ہو وہ کیسی قسم ہے اور اس کی کیا قیمت ہے لیکن آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ بی بی نے حکم رسول کے خلاف قسم بھی کھائی اور پھر کبھی اس فعل پر پشیمانی کا اظہار بھی نہ کیا۔ بلکہ ساری زندگی قسم شکنی پر آنسو بہاتی رہی۔

میرے دوستو!

یہاں دو ہی صورتیں ہر عقلِ سلیم کے سامنے آئیں گی۔

(۱) یا تو بی بی نے سرورِ کونینؐ کا ارشادِ گرامی سنا ہوا تھا یا سنا ہوا نہیں تھا۔

اگر سنا ہوا نہیں تھا تو جہاں ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بی بی کا علمی حدود اربعہ انتہائی محدود تھا وہاں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس حدیث کے سننے کے بعد بی بی کا قسم شکنی پر ساری زندگی آنسو بہانا اس بات کی دلیل ہو گا۔ کہ بی بی کی نگاہ میں سرورِ کونینؐ کے ارشادِ گرامی اور احکام اسلام کی کوئی وقعت نہ تھی

بلکہ بی بی کے دین پر خواہشات اور نفسیاتی جذبات غالب تھے۔
اور اگر بی بی نے پہلے بھی سُنا ہوا تھا تو پھر یہ ماننا ہوگا کہ بی بی نے عمداً حکم خدا اور رسولؐ سے انحراف کیا ہے اور بی بی نے سرورِ کونینؐ کے ارشادِ گرامی کو نہ پہلے کبھی اہمیت دی تھی نہ سننے کے بعد اسے اہم سمجھا۔

جاہلانہ سبق :

بی بی کا یہ عمل نہ صرف ارشادِ سرورِ کونینؐ سے انحراف ہے بلکہ کھلے عام اپنے عمل سے دورِ جاہلیت کے سبق کو دہرانا ہے اور خانۂ رسولؐ میں بیٹھ کر مشنِ رسولؐ عالمین کے خلاف تبلیغ و ترویج کرنا ہے کیونکہ دورِ جاہلیت میں ہر قسم کی قسم کھالینا درست تھا اور جس قسم کی قسم بھی کھالی جاتی تھی اس کا نبھانا فرض اور لازم ہو جاتا تھا۔ بی بی کا عمل بھی اسی دور کا اعادہ ہے خواہ جائز یا ناجائز جیسی بھی تھی، تھی تو قسم۔ اُسے نبھانا ضروری ہے۔ ورنہ اسلام میں اس قسم کی قسم کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی اور خلافِ اسلام قسم کھانا یہ بنی ایک لغو اور بے سود کام کے سوا کچھ نہیں۔
جیسا کہ سابقاً میں نے عرض کیا ہے کہ بی بی نے سرورِ کونینؐ کے گھر بیٹھ کر ایک طرف منافقین کی پردہ پوشی کی ہے اور دوسری طرف خود بھی اس کوشش میں رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کے صحیح احکام رواج نہ پا جائیں۔

عن عوف ابن مالك ابن طفيل هو ابن الحارث وهو ابن اخی عائشة زوج النبی لامها ان عائشة حدثت ان عبدالله ابن الزبير قال فی بیع او عطاء اعطته عائشة لتنهين عائشة اولاحجرن عليها فقالت أهو قال هذا قالوا نعم قال هو لله على نذر ان لا اكلم ابن الزبير ابدًا -

فاستشفع ابن الزبير عليها حين طالت الهجرة فقالت لا والله لا اشفع فيه ابدًا ولا اتحنث الى نذرى فلما طال ذلك على ابن الزبير كلم المسور ابن مخرمه وعبدالرحمن ابن الاسود ابن عبد يغوث وهما من بنى زهرة وقال لهما انشدكما بالله لما ادخلتمانى على عائشة وانها لاتحل لها ان تنذر قطيعتى فاقبل به المسور وعبدالرحمن مشتملين باردينهما حتى استاذنا على عائشة فقالا السلام عليك ورحمة الله وبركاته أندخل قالت عائشة ادخلوا قالوا كلنا قالت نعم ادخلوا كلكم ولا تعلم ان معهما ابن الزبير فلما دخلوا دخل ابن الزبير الحجاب واعتنق عائشة وطفق نياشدها ويبكى وطفق المسور وعبدالرحمن نياشد انها الا ماكلمته وقبلت منه و

يقولان ان النبي نهى عما قد علمت من الهجرة فانه
لا يحل لمسلم ان تهجر اخاه فوق ثلاث ليال فلما
اكثروا على عائشة من التذكرة والتحريج طفقت تذكرهما
وتبكي وتقول اني نذرت والنذر شديد فلم يزالا بها حتى
كلمت ابن الزبير واعتقت في نذرها ذلك اربعين
رقبة وكانت تذكر نذرها بعد ذلك فتبكي حتى تبل
دموعها خمارها۔

ترجمہ:۔ ام المومنین کا مادری بھتیجا عوف ابن مالک بی بی سے روایت کرتا ہے کہ عبداللہ ابن زبیر نے کسی بیع یا عطیہ کے سلسلہ میں جو بی بی نے کیا تھا کہا عائشہ کو ایسے معاملات سے رک جانا چاہیئے۔ ورنہ میں اس پر پابندی لگا دوں گا۔ بی بی نے پوچھا کیا ابن زبیر نے ایسا کہا ہے؟ جواب دیا گیا کہ اس نے ایسا کہا ہے۔ بی بی نے کہا ——— میں منت مانتی ہوں کہ آج کے بعد ابن زبیر سے تاحیات بات نہیں کروں گی۔ جب بی بی کا فراق طویل ہو گیا تو ابن زبیر نے سفارش کروائی۔ بی بی نے جواب دیا کہ میں نہ تو سفارش قبول کروں گی۔ اور نہ ہی قسم توڑوں گی۔ جب عرصہ فراق اور طویل ہو گیا تو ابن زبیر نے بنی زہرہ کے مسور ابن مخرمہ اور عبدالرحمٰن ابن اسود ابن عبدلیغوث سے بات کی اور انہیں کہا کہ تمہیں اللہ کی قسم ہے مجھے ایک مرتبہ عائشہ کے روبرو لے جاؤ ——— عائشہ کے لئے شرعاً یہ جائز نہیں ہے کہ وہ میری قطع کلامی کی منت مانے چنانچہ مسور اور عبدالرحمٰن۔ ابن زبیر کو اپنی چادروں میں چھپا کر لائے گا۔ عائشہ سے اجازت مانگیں۔ انہوں نے کہا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا ہم اندر آجائیں۔ عائشہ نے کہا۔ آجاؤ۔ انہوں نے کہا۔ ہم سب آجائیں۔ بی بی نے

کہا ہاں سب آجاؤ۔ بی بی کو یہ علم نہیں تھا کہ ابن زبیر بھی ان کے ساتھ ہے جب وہ دونوں داخل ہوئے تو ابن زبیر بھی پردہ کے اندر داخل ہوگیا اور بی بی سے لپٹ کر واسطے دینے لگا اور رونے لگا۔ مسور اور عبدالرحمٰن بھی بی بی کو واسطے دینے لگے کہ آپ ابن زبیر سے بات کریں۔ ان دونوں نے کہا کہ ہماری نسبت آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ سرور کونینؐ نے قطع کلامی سے منع فرمایا ہے کہ — کسی مسلمان کے لئے تین رات سے زیادہ کسی مسلمان سے قطع کلامی ناجائز ہے جب ان لوگوں نے احادیث اور سفارشات کا بہت زیادہ اصرار کیا تو بی بی نے ان دونوں سے روتے ہوئے کہا میں نے منت مانی ہے اور منت بہت سخت ہوتی ہے لیکن وہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ بی بی نے ابن زبیر سے بات کی اور بطور کفارہ نذر چالیس غلام آزاد کئے۔ بعد میں جب بھی کبھی بی بی اس منت کو یاد کرتی تو اتنا روتی تھی کہ آنسوؤں سے بی بی کی چادر بھیگ جاتی تھی۔

۱۰۲۔ جلد سوم　　　کتاب الآداب　　　صفحہ ۳۷　　　حدیث ۲۹

عروہ عن عائشۃ ان رجلا استاذن علی النبی فلما رأہ قال بئس اخوہ العشیرۃ و بئس ابن العشیرۃ فلما جلس تطلق النبی فی وجھہ و انبسط الیہ فلما انطلق الرجل قالت لہ عائشۃ یارسول اللہ حین رأیت الرجل قلت لہ کذا وکذا ثم تطلقت فی وجھہ وانبسطت الیہ فقال رسول اللہ یاعائشۃ متی عھدتنی فحاشا ان شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ من ترکہ الناس اتقاء شرہ۔

ترجمہ:۔ عروہ بی بی سے روایت کرتا ہے کہ ایک شخص نے سرور کونینؐ سے

اجازت مانگی۔ جب آپ سے آنے کی اجازت دی اور اسے دیکھا تو فرمایا۔ یہ شخص قبیلہ کا بدترین بھائی اور بدترین بیٹا ہے جب وہ آپ کے سامنے بیٹھا تو آپ حسن اخلاق اور خوش روئی سے پیش آئے۔ جب وہ چلا گیا۔ تو بی بی نے عرض کی یارسول اللہ! جب آپ نے اس شخص کو دیکھا تھا تو آپ نے اس طرح فرمایا جب وہ آکر بیٹھ گیا تو آپ نے حسن خلق کا مظاہرہ کیا؟ آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ تو نے کبھی مجھے بداخلاق بھی دیکھا ہے۔ قیامت میں بارگاہ توحید میں بدترین وہ شخص ہوگا جسے لوگ اخلاق قبیحہ کی بدولت چھوڑ جائیں۔

۱۰۲۔ جلد سوم　　کتاب الادب　　ص ۴۰۱　　حدیث ۱۰۶۳

عروہ ابن الزبیر ان عائشة اخبرته انه استاذن علی النبی رجل فقال ائذنوا له فبئس ابن العشیرة او بئس اخو العشیرة فلما دخل لان له الکلام فقلت له یارسول الله قلت ما قلت ثم لنت له فی القول فقال ای عائشة ان شر الناس منزلة عندالله من ترکه او ودعه الناس اتقاء فحشه۔

ترجمہ:۔ عروہ ابن زبیر بی بی سے روایت کرتا ہے کہ ایک شخص نے سرور کونین سے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا اسے آنے کی اجازت دیدو۔ بدترین برادر قبیلہ ہے جب وہ آگیا تو آپ نے انتہائی حسن اخلاق سے باتیں کیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ پہلے تو آپ بہت کچھ فرمارہے تھے پھر نرم پڑ گئے آپ نے فرمایا اے عائشہ اللہ کے ہاں وہ شخص بدترین خلائق ہے۔ جسے لوگ اس کی بدکلامی کے ڈر سے چھوڑ جائیں۔

خلاصہ:

پہلی حدیث میں بی بی کوئی چیز بیچتی ہیں یا کسی کو بخشتی ہیں۔ عبداللہ ابن زبیر کو جب اس فروخت یا بخشش کا علم ہوتا ہے تو بے چین ہو کر کہتا ہے کہ اگر عائشہ اس فعل سے باز نہ آئی تو میں اس پر پابندی لگوا دوں گا۔ جب بی بی کو بتایا گیا تو بی بی نے بتانے والے سے بطور تصدیق پوچھا کیا واقعاً عبداللہ ابن زبیر نے ایسا کہا ہے بتانے والے نے وہی بات دہرائی تو بی بی نے منت مانی کہ آج کے بعد سے تا زندگی ابن زبیر سے نہ بولوں گی۔ جب بی بی نے ابن زبیر سے قطع کلامی کر لی ابن زبیر کو معلوم ہو گیا اور کافی دن گزر گئے تو ابن زبیر نے سفارش بھجوائی کہ خالہ جان اب بھانجے کی خطا معاف کر دو اور بولنا شروع کر دو۔ بی بی نے کہا کہ اس سلسلہ میں، میں نہ کوئی سفارش قبول کروں گی اور نہ ہی اپنی منت کو توڑوں گی جب عرصہ اور زیادہ گزرا تو ابن زبیر کی بے چینی بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ اس نے مسور ابن مخرمہ اور عبدالرحمٰن ابن اسود کو قسم دی کہ مجھے ایک مرتبہ میری خالہ اماں کے پاس پہنچا دیں پھر میں جانوں اور وہ ——— مسور ابن مخرمہ اور عبدالرحمٰن نے ابن زبیر کو اپنی چادروں میں چھپا لیا اور بی بی کے دروازہ پر آئے۔ دق الباب کیا۔ یہ دونوں بنی زہرہ سے تھے۔ بی بی نے اندر آنے کی اجازت دی۔ انہوں نے پوچھا کہ ہم سب کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ بی بی کو معلوم نہیں تھا کہ ابن زبیر بھی ان کے ساتھ ہے بی بی نے کہا سب کے سب اندر آجاؤ۔ جب یہ تینوں اندر داخل ہوئے تو عبداللہ ابن زبیر روتے ہوئے بی بی سے لپٹ گیا اور معافی مانگنے لگا۔ ادھر مسور اور عبدالرحمٰن بھی بی بی کے سامنے حدیث خوانی کرنے لگے کہ بقول سرورِ کونین کسی کو یہ حق نہیں کہ دوسرے مومن سے تین راتوں سے زیادہ بائیکاٹ کرے۔ جب ابن زبیر کا

گریہ اور دونوں سفارش کنندگان کی حدیث خوانی مقام اصرار تک پہنچ گئی تو بی بی نے رد کر کہا۔ آپ بھی سچ کہتے ہیں۔ منت بھی بہت سخت ہے۔ بالآخر بی بی نے ہتھیار پھینک دیئے اور ابن زبیر سے بات کرنے لگی اور اس منت کی مخالفت کو بطور کفارہ دیا۔ پھر بی بی اس منت شکنی کو یاد کر کے اتنا روتی تھی کہ بی بی کی اوڑھنی آنسوؤں میں بھیگ جاتی۔

دوسری حدیث کا خلاصہ :

کوئی شخص سرور کونین کے پاس آنا چاہتا تھا اس نے اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت تو دیدی لیکن فرمایا۔ یہ شخص اپنے قبیلہ کا بھائی ہونے کی حیثیت میں بھی اور بیٹا ہونے کی حیثیت میں بھی بدترین ہے۔ جب وہ آگیا تو آپ نے انتہائی خوشروئی سے باتیں کیں۔ جب وہ واپس چلا گیا تو بی بی نے عرض کی۔ یارسول اللہ پہلے تو آپ اس شخص کے لئے بڑے گرم گرم الفاظ فرما رہے تھے جب آگیا تو آپ اس کے سامنے بچھ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ بھلا تو نے مجھے کبھی بداخلاق بھی دیکھا ہے یاد رکھو دربار الٰہی میں وہ شخص انتہائی ملعون ہوگا جسے لوگ اس کی بدکلامی اور بداخلاقی کی بدولت چھوڑ گئے ہوں

تیسری حدیث کا خلاصہ :

یوں تو تیسری حدیث بھی دوسری حدیث جیسی ہے البتہ صرف اتنا فرق ہے کہ راوی کو اس بات میں شک ہے کہ سرور کونین نے۔ ابن العشیر کہا ہے یا اخوالعشیرہ کہا ہے۔ علاوہ ازیں بھی لفظی ایک دو فرق ہیں۔ معنوی لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

جائزہ :

- حدیث اوّل : بی بی عائشہ اور عبداللہ ابن زبیر کا باہمی معاملہ ہے اور بی بی کا ذاتی عمل ہے۔ لہٰذا اس کو حدیث نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ بی بی کا روٹھ جانا نہ قول رسول ہے اور نہ عمل رسول ہے۔
- دوسری اور تیسری حدیث میں بی بی عمل رسول کی حکایت فرماتی ہیں۔
- گویا دین رسول اور دین ام المومنین کا آپس میں تصادم ہے۔
- دین رسول کے مطابق خواہ کوئی شخص کتنا ہی برا کیوں نہ ہو اس سے نہ تو قطع کلامی کرنا چاہیئے اور نہ ہی اس کے سامنے ترشروئی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔
- جبکہ بی بی کا دین یہ ہے کہ اگر کوئی چغلخور چغلی کھائے۔ کسی کی غیبت کرے تو اس کی بات مان کر ایک مسلمان سے خواہ وہ بھانجا ہی کیوں نہ ہو قطع کلامی کی منت مان لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ ام المومنین عائشہ کی سیرت وسنت ہے۔
- کاش بی بی نے زوجیت سرور کونین میں اسلام کے معاشرتی تقاضوں کو بھی سمجھ لیا ہوتا۔

چند سوالات :

- ا۔ راوی بی بی کے مادری بھائی کا بیٹا ہے۔ اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کونسی ایسی چیز تھی جس کی فروخت یا ہبہ پر عبداللہ ابن زبیر اتنا سیخ پا ہو گیا؟

ب۔ بی بی اپنے مال کی خود مالک تھی عبداللہ ابن زبیر کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ کسی کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روکے؟

ج۔ کہیں کوئی ایسی چیز تو نہ تھی جو بی بی کی وفات کے بعد عبداللہ کو بطور وراثت ملنے والی تھی؟

د۔ جن لوگوں نے بی بی کو عبداللہ کی ناراضگی سے مطلع کیا وہ بی بی کے وظیفہ خوار جاسوس تھے یا کوئی اور؟

ہ۔ اگر باقاعدہ ان کا تعلق سی آئی ڈی کے شعبہ سے نہ تھا تو انہیں کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ ایک مسلمان کی غیبت کریں؟

و۔ بی بی نے انہیں غیبت کرتے وقت ڈانٹ کر منع کیوں نہ کر دیا کہ خبردار غیبت کرنا خلاف اسلام ہے؟

ز۔ بی بی کانوں کی اتنی کچی کیوں تھی؟

ح۔ بی بی نے ابن زبیر سے بذاتِ خود اس بات کی تصدیق کیوں نہ کر لی؟

ط۔ کیا ازروئے اسلام و اخلاق بی بی کا یہ حق نہ تھا کہ براہ راست عبداللہ ابن زبیر سے پوچھتیں کہ بیٹے تو نے ایسی بات کی ہے یا نہیں۔ اگر کی ہے تو کس بنیاد پر؟

ی۔ کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جو بات جس آدمی سے سُن لو بلا چون و چرا اس پر عمل کر لو اور تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں۔

ک۔ کیا اسلامی نقطہ نگاہ سے کوئی شخص کسی غلط بات کی منت مان سکتا ہے؟

ل۔ کیا کوئی یہ منت مان سکتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہو کر نماز نہیں پڑھوں گا۔ یا روزہ نہیں رکھوں گا یا فلاں جُرم کروں گا؟

م۔ جب بقول مسور اور عبدالرحمٰن کے کہ سرورِ کونین نے تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے قطع کلامی کی اجازت نہیں دی تو بی بی نے اس ارشادِ نبوی کو کیوں بھلا دیا؟

ن۔ کیا یہ بھی اسلام ہی کا کوئی رکن ہے کہ اپنے جذبات کو سامنے رکھو، دین بنی رہے یا نہ رہے ؟

س۔ ازروئے اسلام بی بی کی یہ منت گناہ ہے یا

ع۔ اگر ثواب ہے تو کیسے ؟

ف۔ اگر گناہ ہے کیا اسکی کوئی تعزیر بھی ہوگی اگر ہوگی تو کونسی اگر نہ ہوگی تو کیوں ؟

ص۔ اگر سرے سے یہ منت ہی غلط تھی تو بی بی نے یہ کفارہ کیوں ادا کیا ؟

ق۔ بی بی کا یہ کفارہ کسی آیت کے مطابق ہے یا حدیث کے مطابق ؟

ر۔ اگر آیت کے مطابق ہے تو وہ کونسی آیت ہے اور اگر حدیث ہے تو کونسی حدیث ہے ؟

ش۔ جب منت شکنی کا کفارہ ادا ہوگیا تو پھر کیا وجہ تھی کہ بی بی اپنے اس گناہ سے مطمئن نہ رہیں ؟

ت۔ وہ کونسی چیز تھی جس کی بنیاد پر بی بی ہمیشہ اس منت شکنی کو یاد کر کے اتنا روتی تھیں کہ چادر بھیگ جاتی تھی ؟

ث۔ کیا خلاف اسلام منت ماننا۔ اسے پورا کرنا۔ پھر کفارہ ادا کرنا اسلام میں بدعت نہیں ؟

عمل رسول کے سلسلہ میں

چند سوالات :

(ا) وہ شخص کون تھا جس نے سرورِ کونینؐ سے اجازت مانگی ؟

(ب) بی بی نے اس کا نام صیغہ راز میں کیوں ؟

(ج) آخر اتنا تو یقین ہے کہ وہ شخص صحابہ ہی میں سے تھا۔ جب صحابی تھا تو وہ کون صحابی تھی جس کے متعلق سرورِ کونینؐ کے اتنے سخت ریمارکس تھے ؟

(د) تاریخ صحابہ میں زیادہ سے زیادہ دو یا تین ایسے افراد مل سکتے ہیں۔ جن کے متعلق آپ کے ریمارکس ایسے ہوں۔ بی بی نے نام کیوں نہیں بتایا ؟

(ہ) ان احادیث صحیحہ کے مطابق کہ وہ شخص مبغوض بارگاہ احدیت ہے جس کی بدکلامی سے لوگ ڈرتے رہیں۔ حضرت عمر کا کیا بنے گا جس کے تشدد کو عدالت کے غلاف میں چھپایا جاتا ہے۔

(و) اگر حضرت عمر اپنے تشدد میں عادل تھے تو سرورِ کونینؐ کے متعلق کیا حکم ہوگا ؟

(ز) کیا ہم حضرت عمر کے مقابلہ میں سرورِ کونینؐ کو غیر عادل کہہ سکتے ہیں ؟

(ح) بی بی کی ان روایت کردہ احادیث کے پیش نظر ان روایات کا کیا بنے گا۔ جو نظام مصطفیٰ حصہ اول میں۔ حضرت علی اور ام المومنین عائشہ کے زیرِ عنوان بخاری شریف سے پیش کی گئی ہیں ؟

(ط) حضرت علیؑ کا کوئی قصور جس کی بنیاد پر بی بی حضرت علیؑ کا نام تک لینا گوارا

نہیں کرتی تھی ؟

(ی) اگر کوئی قصور ہے تو بتایا جائے ؟

اگر کوئی قصور نہیں تو بی بی کی وکالت میں جو کچھ کہا جائے ہمیں بھی نوازا جائے۔

(ک) کہ کیا ہے ؟

(ل) اگر حضرت علی کا کوئی قصور بھی نہ ملے اور بی بی کی طرف سے وکالت بھی نہ ہو سکے تو پھر کیا یہ اعتراف ۔۔۔۔۔ کیا جا سکتا ہے کہ بی بی کی آل محمد سے عداوت ڈھکی چھپی نہ تھی ؟

(م) کیا یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ فدک سے لے کر سانحہ کربلا تک آل محمدؐ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس میں بی بی بھی برابر کی شریک تھی ؟

تحریفِ قرآن

اور

بی بی

اہم گذارش

تحریف قرآن اور بی بی کے زیر عنوان کچھ احادیث لکھنے سے قبل ضروری ہے کہ ایک درخواست کرتا چلوں۔ درخواست یہ ہے کہ دو سال ہونے کو ہیں۔ غلہ منڈی جھنگ صدر کے خطیب محترم بخاری صاحب نے ایک پمفلٹ شائع فرمایا تھا۔ جس میں بیسیوں علماء علمائے سواد اعظم کے فتاوٰی تھے اور ان فتاوٰی میں شیعہ کو کافر اور مرتد لکھا گیا تھا۔ راقم الحروف نے وقتی طور پر تو۔ کافر کون؟ کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کر کے بھیجا تھا اس انتظار میں رہا کہ محترم خامہ فرسائی فرمائیں گے اور جواب سے نوازیں گے .... لیکن آج مورخہ ۱۵ جون ۱۹۸۵ء تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

اپنے مقام پر یہ ایک علیحدہ موضوع ہے کہ محترم نے شیعہ کو کافر یا مرتد کس بناء پر کہا ہے؟

- یہ بھی ممکن ہے کہ مولانا محترم جذبات کی رو میں بہہ گئے ہوں اور انہوں نے کافر و مرتد کے معنی پر توجہ نہ دی ہو۔
- یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولانا کافر و مرتد کے معانی سے نا واقف ہوں۔
- اور یہ بھی امکان ہے کہ مولانا کا یہ خیال ہو کہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں کون ہے جو مجھ سے اس کا محاسبہ کرے۔

بہرصورت حقیقت جو بھی ہو۔ مولینا نے شیعہ کے لئے کافر یا مرتد کا لفظ استعمال کر کے اپنے علمی مقام کو گرا دیا ہے کیونکہ

کافر: وہ ہوتا ہے جو سرور کونین ؐ کو سرے سے نبی ہی نہ مانے ——

جبکہ شیعہ تاریخ اور مولانا کا لٹریچر چودہ صدیوں سے شاہد ہے کہ شیعہ نے کبھی نبوت سرورِ کونینؐ سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ہمارا آجتک کا لٹریچر اس بات کا بھی گواہ ہے۔ کہ شیعہ لٹریچر میں سے کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث بھی ایسی نہ ملے گی جو نظریہ ختم نبوت کے منافی ہو۔ جبکہ مولینا کا اپنا لٹریچر چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ جو بھی ختم نبوت سے انکار کرنا چاہے میں اس کی پشت پناہی کو موجود ہوں ـــــــ یہی وجہ ہے کہ آجتک کوئی بھی شیعہ مذہب رکھنے والا دعوائے نبوت نہ کر سکا۔ جبکہ مولینا کے ہم مسلک مدعیان نبوت کی ایک طویل فہرست ہے جس سے مولینا بے خبر نہیں ہوں گے ان حقائق کے پیش نظر شیعہ کو کافر کہنا مولینا کی اپنی علمی کمزوری کی دلیل کے سوا کچھ نہیں۔

مرتد :

وہ ہوتا ہے جو سرور کونینؐ کو نبی مان کر آپ کی نبوت سے انکار کر دے۔

مثال کے طور پر بھی مولینا کو ہمارے چودہ صد سالہ لٹریچر میں ایسا کوئی اشارہ یا ایسی کوئی گنجائش نہ مل سکے گی۔ جسے بنیاد بنا کر ہمیں مرتد کہا جا سکے ـــــــ ہاں اگر حضرت ابوبکر کو خلیفہ اوّل تسلیم نہ کرنے والے مرتد کہلائیں تو پھر یہ تخصیص حضرت ابوبکر سے نہیں ہوگی۔ بلکہ حضرت عمر کی بیعت نہ کرنے والوں کو بھی مرتد کہنا ہوگا۔ حضرت عثمان کی بیعت نہ کرنے والوں کو بھی مرتد کہنا ہوگا اور حضرت علی کی بیعت نہ کرنے والوں کو بھی مرتد ہی کہنا ہوگا۔

اب فیصلہ مولینا خود فرمائیں گے بس

حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کرنے والوں میں سرِفہرست دخترِ رسولؐ ہے جس نے آخر دم تک بقول بی بی عائشہ حضرت ابوبکر سے بیعت تو کجا بات کرنا تک گوارا نہ کیا ـــــــ اور دوسرے نمبر پر مولانا کا چوتھا خلیفہ راشد ہے جس نے بقول مولانا

کے چھ ماہ تک حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔ کیا دختر رسول اور حضرت علیؑ کو بھی مرتد کہا جائے گا؟ اور حضرت علیؑ کی بیعت نہ کرنے والوں میں ام المومنین عائشہ اور خال المومنین معاویہ شامل ہیں۔ کیا مولانا ہمت سے کام لے کر شیعوں کی طرح ان کے لئے بھی ارتداد کا فتویٰ صادر فرما سکیں گے؟

بہر طور یہ ایک علیحدہ بات ہے جو میں یہاں کرنا نہیں چاہتا۔ میں تو تحریف قرآن کے بارے میں کچھ عرض کرنے چلا تھا —— تو اس پمفلٹ میں مولینا نے شیعہ کے کفر و ارتداد کے جو اسباب [illegible]

۱۔ شیعہ چونکہ قذف ام المومنین عائشہ کے قائل ہیں۔ لہذا کافر ہیں۔ الحمدللہ نظام مصطفیٰ (حصہ دوم) میں بخاری شریف سے بی بی عائشہ کی زبانی احادیث قذف پیش کر کے میں واضح اور چیلنج کر چکا ہوں کہ شیعہ قطعاً کسی بھی زوجہ نبی کو فاجرہ ماننے کے لئے تیار نہیں اور اگر شیعہ لٹریچر میں قذف عائشہ کا واقعہ مل جائے تو مولینا نشاندہی فرما سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے نظام مصطفیٰ (حصہ دوم) ملاحظہ فرما لیا ہے کہ واقعہ قذف کی بنیاد اس شخص نے رکھی جو حضرت ابوبکر کے دسترخوان پر کھاتا تھا یعنی مسطح ابن اثاثہ۔ یا۔ واقعہ قذف میں ملوث حسان ابن ثابت اور ابی ابن کعب جیسے افراد تھے —— اور تاریخ شاہد ہے کہ شیعہ لٹریچر نے ان افراد کو کبھی منہ تک نہیں لگایا۔ البتہ مولانا محترم کے سنیے لٹریچر میں ان لوگوں کا ایک خاص مقام ہے اور دربار اقتدار میں بھی ان کا خاصا اثر و رسوخ نظر آتا ہے۔

۲۔ دوسرا سبب مولینا نے یہ لکھا تھا کہ چونکہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ اس لئے کافر و مرتد ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ اس عنوان میں میں صرف ام المومنین عائشہ تک محدود نہ رہوں بلکہ برادران اہلسنت کے سامنے صحاح ستہ کا

شفاف آئینہ پیش کر دوں تاکہ مولانا کا یہ فائر بھی آپ کی اپنی چار دیواری میں دھماکہ کر کے رہ جائے۔

تحریفِ قرآن کا عمل کیسے ہوا؟

جہاں تک ملتِ شیعہ کا تعلق ہے تو ہم یہ بات کہنے کی پوزیشن میں ہیں۔ کہ سرورِ کونینؐ کے یوم وفات سے آج تک ہم ہمیشہ محرومِ اقتدار رہے۔ صرف اتنا ہی نہیں سوادِ اعظم کی تاریخ شاہد ہے کہ سوادِ اعظم کے اولیائے اقتدار نے شیعہ کو نابود کرنے کی کیسی کیسی سکیمیں تیار کیں۔ کس طرح ہمیں صفحہ ہستی سے نابود کرنے کی کوششیں کی گئی۔ درِ دخترِ رسول سے لے کر محرم ۱۹۵۵ء تک ہماری مساجد اور عزا خانوں کو نذرِ آتش کرنے کی ایک تاریخ ہے۔ مولینا خود اس بات کی گواہی دیں گے کہ شیعہ کو کبھی یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، سکھوں اور ہندوؤں سے وہ نقصان نہیں پہنچا جو سوادِ اعظم کے دستِ جبر و ظلم سے پہنچا ہے۔

ان مظلومانہ حالات میں اگر ہمارے درمیان بھی مسطح ابن اثاثہ اور حسان ابن ثابت جیسے راوی گھس آئے ہوں اور انہوں نے حزبِ اقتدار کی خوشنودی کے لئے ہمارے مذہبی مسلمات کو تارپیڈو کرنے کی کوشش کی ہو تو اس میں ہم معذور رہے ہیں چونکہ ایسے افراد کو نہ گلے لگایا جا سکتا ہے اور نہ دھکیلا جا سکتا ہے۔

جبکہ سوادِ اعظم کے پاس نشر و اشاعت تنقیح و تہذیب اور اختیار و اقتدار کے سارے مواقع میسر تھے حضرت ابوبکر سے لے کر پاکستان کے موجودہ اربابِ اقتدار تک ہر حکومت نے سوادِ اعظم کے مسلک کی نشر و اشاعت کو اپنا ایمان سمجھا

ان حقائق کے پیشِ نظر اگر شیعہ لٹریچر میں تحریف قرآن کی روایات مل جائیں تو ہماری مجبوری ہوگی۔ البتہ ہمارا افتخار یہ ہے کہ ہم نے کبھی ان جیسی روایات کو آجتک تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی آئندہ کریں گے کیونکہ اس قسم کی روایات ہمارے مسلمات کے قطعی خلاف ہیں۔

لیکن اگر تحریفِ قرآن کی روایات سوادِ اعظم کے لٹریچر میں ملیں اور پھر صحاح ستہ جیسے ریڑھ کی بڑی لٹریچر میں دستیاب ہوں تو ہر دانش مند کے لئے مقام فکر ہوگا کہ جن کے پاس دولت رہی، اقتدار رہا، ذرائع ابلاغ رہے، عدلیہ رہی، پھر تحریف قرآن کی روایات یہاں کیوں آگئیں؟

یہی جواب دیا جائے گا کہ سوادِ اعظم کے لٹریچر میں تحریف قرآن لانے والے شیعہ تھے۔ لیکن جب ایک ایک راوی کی ہسٹری شیٹ کھلے گی اور ہر علم رجال کی کتب کو کھنگالا جائے گا تو ان تمام راویوں میں ایک بھی شیعہ راوی نہ ملے گا۔ تمام کے تمام حضرت ابوبکر کے دسترخوان سے لے کر بنی عباس کے آخری تاجدار کے دسترخوان تک سرکاری اور درباری وظیفہ خوار نظر آئیں گے۔

لہٰذا یہ ماننا ہوگا کہ جب سوادِ اعظم کے ارباب اقتدار نے ایک طرف ترتیب قرآن کو دیکھا تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ عملاً تحریف قرآن کو تسلیم کرلیں یا ان راویوں کو جھٹلا دیں جو تحریف قرآن کے راوی تھے۔ چونکہ سوادِ اعظم کی بنیاد شخصیت پرستی پر تھی اس لئے راویوں کو جھٹلانا ان کے بس سے باہر تھا لہٰذا چپ کر کے تحریف قرآن کو تسلیم کرلیا اور الزام شیعہ کے سر تھوپ دیا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اگر تحریفِ قرآن کا قائل کافر و مرتد ہے تو اب صحاح ستہ کی ان احادیث کا مطالعہ فرمائیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کتنے بڑے بڑے بت پاش پاش ہوئے ہیں۔

تحریفِ قرآن کیا ہے؟

احادیث تحریفِ قرآن پیش کرنے سے قبل مختصر الفاظ میں یہ سمجھ لیں کہ تحریفِ قرآن ہے کیا چیز؟

○ ترتیب قرآن کو بدلنا تحریف قرآن ہے یعنی کی سورتوں کو بعد میں اور مدنی سورتوں کو پہلے لکھنا یہ بھی تحریفِ قرآن ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں جو قرآن ہے وہ حضرت عثمان کا جمع کردہ ہے ہر سورۃ کے ساتھ مکی اور مدنی لکھا ہوا ہے انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر اٹھیئے کسی مسجد سے قرآن اٹھائیے اور ورق گردانی شروع کیجیے۔ پھر دیکھئے کہ ترتیب قرآن کا حلیہ کس طرح بگڑا ہوا ہے —— اور یہ حلیہ کس نے بگاڑا ہے؟ حضرت عثمان نے اگر تحریف قرآن کا قائل کافر و مرتد ہے تو کیا تحریف قرآن کا عامل مسلمان ہوگا؟ اگر مسلمان ہوگا تو قائل کس طرح کافر یا مرتد کہلائے گا؟— اگر تحریف قرآن کا عامل بھی کافر و مرتد ہوگا تو کیا مولینا محترم اتنی اخلاقی جرأت فرما سکیں گے کہ اپنے فتویٰ میں شیعہ کے ساتھ حضرت عثمان کی مقرر کردہ کمیٹی کو بھی شامل فرمائیں؟ اگر اتنی ہمت ہو جائے تو ہم خوش آمدید کہیں گے۔

○ قرآن میں کمی بیشی بھی تحریفِ قرآن ہے۔ میرے سامنے اس وقت تفسیر اتقان جلد اول ہے جو مصر مطبع میمنیہ سے چھپی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ تفسیر اتقان جلد اول ص۹۰ ان عمر اتی بایۃ الرجم فلم یکتبھا لانہ کان واحداً ——

عمر آیۃ الرجم لایا۔ زید نے آیہ رجم کو قرآن میں درج کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ عمر تنہا تھا اور زید نے دو گواہوں کے ساتھ آیت کو درج کرنے کی شرط لگا رکھی تھی۔

چودہ صدیوں سے موجودہ قرآن آیت رجم سے محروم ہے ـــ کیا یہ کمی نہیں؛ اگر کمی ہے تو کیا تحریف نہیں؟ ـــ اگر تحریف ہے تو کیا اس کا قائل مرتد ہے ـــ اگر قائل مرتد ہے تو کیا اس کا عامل بھی مرتد ہے؟ اگر قائل اور عامل دونو مرتد ہیں تو کیا آج پوری امت مسلمہ میں کوئی مسلمان ہے؟ جبکہ کوئی بھی مسلمان اس آیت کو قرآن میں نہیں دیکھتا؟

○ تفسیر اتقان جلد اول ص۶۵ نقل صاحب الاقناع ان البسملة ثابتة براءة فی مصحف ابن مسعود ـــ صاحب اقناع نے لکھا ہے کہ ابن مسعود کے مصحف میں سورہ برأت کی بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی ہے۔ جبکہ موجودہ مصحف عثمان میں یہ آیت نہیں ہے۔ کیا یہ کمی نہیں؟ اگر کمی ہے تو کب تحریف اسی کو نہیں کہتے؟ اگر تحریف ہے تو کیا اس کا قائل اور عامل مرتد ہوں گے۔

○ تفسیر اتقان جلد اول ص۶۵ فی مصحف ابی مأۃ ست عشرۃ سورۃ لانہ کتب فی اٰخرہ سورۃ الحفد و سورۃ الخلع ـــ ابی کے مصحف میں قرآن کی ایک سو سولہ سورتیں ہیں جبکہ موجودہ مصحف عثمان میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ مصحف ابی میں سورۃ حفد اور سورہ خلع زائد ہیں۔ اگر مصحف ابی درست ہے تو مصحف عثمان میں کمی ہے۔ اور اگر مصحف عثمان درست ہے تو مصحف ابی میں بیشی ہے کیا یہ تحریف نہیں۔ اگر قائل تحریف مرتد ہے تو حضرت عثمان اور ابی میں سے کون مسلمان ہوگا۔

○ تفسیر اتقان جلد اول ص۶۵ عن عبد اللہ ابن زریر الغافقی قال قال عبد الملک ابن مروان لقد علمت ما حملک علی حب ابی تراب الا انک اعرابی جاف فقلت واللہ لقد جمعت القرآن من قبل ان یجمع ابواک ولقد علمنی منہ علی ابن ابی طالب سورتین علمہما ایاہ رسول اللہ ما علمتہما انت ولا ابوک ـــ عبد اللہ ابن زریر غافقی کہتا ہے کہ مجھے عبد الملک ابن مروان

نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو ابوتراب سے محبت کیوں کرتا ہے تو ایک گنوار دیہاتی ہے میں نے کہا بخدا میں نے اس وقت قرآن جمع کیا جب تیرے والدین قرآن سے ناآشنا تھے اور مجھے اس وقت ابوتراب نے سرور کونین کا تعلیم کردہ قرآن پڑھایا جب نہ تو قرآن پڑھا تھا اور نہ ہی تیرے والدین قرآن پڑھتے تھے اور وہ دو سورتیں تھیں جو یہ ہیں - اللّٰهم انا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك الخ ــــــ اگر یہ درست ہے تو پھر اب مصحف عثمان میں یہ کہاں ہیں ؟ کیا اسی کا نام تحریف نہیں ؟

○ تفسیر اتقان جلد دوم ۲۵ عن ابن عمر قال لا يقولن احدكم قد اخذت القرآن وما يدريه ما كله قد ذهب منه قرآن كثير ولكن ايقل قد اخذت منه ما ظهر، عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ خبردار کوئی شخص تم سے یہ نہ کہے مت کہے کہ مجھے پورا قرآن حفظ ہے اسے کیا علم کہ پورا قرآن کتنا تھا۔ قرآن کا اکثر حصہ تو ضائع ہو گیا ہے البتہ یہ کہہ سکتے ہو جو مل سکا ہے وہ لے لیا ہے۔

اگر تحریف قرآن کا قائل کافر و مرتد ہے تو حضرت عمر کے اس فرزند ارجمند کا کیا بنے گا جو کھلے لفظوں میں اعتراف کر رہا ہے کہ اکثر قرآن ضائع ہو گیا ہے اگر شیعہ کے ہاں کوئی روایت ملے گی تو ایک سورۃ یا ایک آیت کی تحریف کے متعلق ہو گی جبکہ حضرت عمر کا لائق فرزند اور خال المومنین کہہ رہا ہے کہ اکثر قرآن ضائع ہو گیا ہے کیا مولانا محترم اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت عمر کے اس فرزند عزیز کو بھی شیعوں کے ساتھ شامل کریں گے ؟

○ تفسیر اتقان جلد دوم ۲۵ عروة ابن الزبير عن عائشة قالت كانت سورة الاحزاب تقرأ في زمن النبي مائتي آية فلما كتب عثمان المصحف لم نقدر منها الا ما هو الان ــــــ سچی اور صدیقہ ماں فرماتی ہیں کہ زمانہ سرور

کو نبیؐ میں سورہ احزاب کی دو سو آیات کی تلاوت کی جاتی تھی۔ جب عثمان نے قرآن جمع کیا تو ہمیں یہ سورۃ صرف اتنی ہی مل سکی جو اس وقت موجود ہے۔

اب خدا کے لئے اٹھائیے قرآن اور سورہ احزاب کی آیات شمار کیجئے۔ اب قرآن میں آپ کو صرف اور صرف تہتر آیات مل سکیں گی۔ یہ ایک سو تیس آیات کہاں جائیں گی۔ کیا یہ روایت بیان کر کے ام المومنین عائشہ تحریف قرآن کی قائل نہیں ہو گئی۔ اگر ہو گئی ہے تو کیا مولینا محترم شیعہ کے ساتھ ساتھ تحریف قرآن کے قائل ہونے کے جرم میں ام المومنین عائشہ پر بھی کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرما سکیں گے اگر ہو جائے تو بڑی اچھی بات ہو گی؟

بی بی کی تائید میں اسی صفحہ پر ذرا آگے ملاحظہ فرمائیں۔

○ عن زر ابن جبیش قال قال لی ابی ابن کعب کاین تعد سورۃ الاحزاب قلت اثنتین و سبعین ایۃ او ثلاثہ و سبعین آیۃ قال ان کانت لتعدل سورۃ البقرۃ و ان کنا لنقر فیہا آیۃ الرجم قال۔ اذا زنا الشیخ و الشیخۃ فارجموا ھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم

زر ابن جبیش کہتا ہے کہ مجھ سے ابن ابی کعب نے پوچھا سورہ احزاب کی کتنی آیات شمار کرتے ہو۔ میں نے کہا یہ سورۃ سورۃ بقرہ کے برابر تھی اور اسی میں ہم آیۃ الرجم بھی پڑھا کرتے تھے میں نے کہا وہ آیۃ رجم کیا ہے۔ اس نے کہا الشیخ و والشیخہ فارجموھما نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم۔

اگر مولانا آنکھیں کھول کر دیکھیں تو ان کے فتوئے کفر و ارتداد میں شیعوں سے پہلے ان کے اپنے ایسے ایسے افراد آئیں گے جنہیں دائرہ کفر میں دیکھ کر انہیں اپنا اسلام تلاش کرنا پڑے گا۔

حمیدہ بنت ابی یونس قالت قرأ علی ابن ابی وھو ابن ثمانین سنۃ

فی مصحف عائشۃ ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی - یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف -

حمیدہ بنت ابی یونس کہتی ہے کہ ابی ابن کعب نے میرے سامنے اس وقت تلاوت قرآن کی جب وہ اسی برس کا تھا اور اس کے پاس مصحف عائشہ تھا اس نے یہ آیت اس طرح پڑھی —— ان اللّٰہ وملٰٓئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا وعلی الذین یصلون الصفوف الاول - لیکن یہ آیت اس طرح اس وقت پڑھی جاتی تھی جب عثمان نے قرآن کو بدلا نہیں تھا -

اب مولینا کا کیا خیال ہے صرف شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں یا یہ لوگ جو آیات پیش کر رہے ہیں اور کھلے لفظوں میں اعلان کر رہے ہیں کہ عثمان نے قرآن کو بدل ڈالا ہے -

○ عن عطاء ابن یسار عن ابی واقد اللیثی قال کان رسول اللّٰہ اذا اوحی الیہ ایتناہ معلمنا مما اوحی الیہ قال فجئت ذات یوم فقال ان اللّٰہ یقول انا انزلنا المال لاقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ولو ان لابن ادم وادیا لاحب ان یکون الیہ الثانی ولو کان الیہ الثانی لاحب ان یکون الیھما الثالث ولا یملاء جوف ابن ادم الا التراب ویتوب اللّٰہ علی من تاب -

عطاء ابن یسار ابو واقد لیثی سے روایت کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ پر وحی آتی تھی تو ہم آپ کے پاس آتے آپ ہمیں وہ تعلیم دیتے ایک دن میں آیا تو آپ نے یہ آیت سنائی :—— انا انزلنا المال لاقام الصلوٰۃ و ایتاء

الزکوٰۃ ولو ان لابن آدم وادیا لاحب ان یکون الیہ الثانی ولو کان الیہ الثانی لاحب ان یکون الیہما الثالث ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب۔

کیا یہ لوگ تحریف قرآن کے قائل نہیں تھے ؟ اگر تھے تو کیا ان کا شیعہ سے کوئی واسطہ ہے ، اگر ان کا شیعہ سے کوئی واسطہ نہیں تو کیا ان کا سواد اعظم کے حزب اقتدار سے بھی کوئی تعلق نہیں اگر نہیں تو مولانا ان سے تبرا فرمائیں۔ اگر ان کا حزب اقتدار کی جڑوں سے رشتہ ہے تو پھر مولینا شیعہ کے ساتھ انہیں بھی کافر و مرتد کہہ دیں ہم نوشِ آمدید کہیں گے۔

ابن ابی ملیکہ عن مسور ابن مخزمہ قال قال عمر لعبدالرحمٰن ابن عوف الم تجد فیما انزل علینا ان جاھدوا کما جاھدتم اول مرۃ فانا لا نجدھا قال اسقطت مما اسقط من القرآن ——

ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ عمر نے عبدالرحمٰن ابن عوف سے پوچھا کہ یہ آیت جب پہلی مرتبہ نازل ہوئی تو کیا اس طرح نہ تھی —— ان جاھدوا کما جاھدتم لیکن اب اس طرح نہیں ہے۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا یہ بھی اسی طرح ساقط کردی گئی ہے جس طرح قرآن کی دوسری آیات ساقط کر دی گئی ہیں۔

اب مولانا ہی فرمائیں یہ سائل کون ہیں —— کیا پوچھنے والا اور جواب دینے والا دونوں تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں ، اگر تحریف قرآن کے قائل ہیں تو کیا کفر و ارتداد صرف شیعہ کے لئے ہے ؟ آئیے اور اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرکے انہیں بھی شیعہ کے ساتھ کافر و مرتد کہیے ۔ پھر حضرت عثمان کے دست دولت میں اقتدار کی چابی دینے والے عبدالرحمٰن ابن عوف اور شوریٰ کی چھ رکنی کمیٹی بنانے والے حضرت عمر کو بھی شیعوں کے کافر و مرتد کہیے اور ان دونوں خلفاء کو خدمت

راشدہ کی گدی سے ہٹائیے تاکہ صرف حضرت ابوبکر کو مسند اقتدار سے علیحدہ کرنا ہم غریب شیعوں کے لئے ذرا اور آسان ہو جائے۔

عن ابی سفیان الکلاعی ان مسلمة ابن مخلد الانصاری قال لهم ذات یوم اخبرنی بایتین فی القران لم یکتب فی المصحف فلم یخبروه وعندهم ابوالکنود سعد ابن مالك فقال ابن مسلمة — ان الذین امنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم الا ابشروا انتم المفلحون — والذین اووهم ونصروهم وجادلوا عنهم القوم الذین غضب الله علیهم اولٰئك لاتعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون۔

ابوسفیان کلاعی کہتا ہے کہ ایک دن مسلمہ ابن مخلد انصاری نے ہمیں ابوالکنود سعد ابن مالک کی موجودگی میں کہا کہ مجھے ایسی دو آیتیں بتاؤ جو قرآن میں آئی تو ہیں مگر مصحف میں انہیں لکھا نہیں گیا کسی نے اسے نہ بتایا پھر اس نے خود کہا وہ دو آیتیں یہ ہیں — ان الذین امنو وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم الا ابشروا انتم المفلحون — والذین اووهم ونصروهم وجادلو عنهم القوم الذین غضب الله علیهم اولٰئك لاتعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاءً بما کانوا یعملون —

مولانا بتائیں یہ لوگ کون ہیں کیا یہ حضرت علیؑ کو خلیفہ اوّل ماننے والے شیعہ یا کہ بزم اقتدار میں آپ کے کلاس فیلو اور حضرت علیؑ کو خلیفہ چہارم ماننے والے ہیں یہ کیسی آیات پیش کر رہے ہیں کیا یہی تحریف نہیں؟

فی المستدرك عن حذیفة قال ماتقرؤن ولعبها یعنی براۃ —

مستدرک میں حذیفہ سے مروی ہے کہ سورۃ برأت کا تمہیں صرف ۱/۴ حصہ ملا ہے گویا

سورۃ برأت میں سورہ احزاب کی طرح جامعین قرآن کی قینچی سے بند بچ سکی۔ کیا یہ تحریف نہیں ؟

میرے محترم قارئین :

اس مختصر سی تمہید کے بعد آیئے اب صحاح ستہ کی سیر کریں اور دیکھیں کہ حزب اقتدار کس طرح اپنا کوڑا کرکٹ شیعہ کے ہاں پھینکنے میں مکاری اور عیاری سے کام لیتا ہے —— یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت بخاری شریف کا جو نسخہ میرے سامنے ہے یہ وہ نہیں جو قبل ازیں تھا وہ بخاری شریف تین جلدوں پر مشتمل ہے اس کا ترجمہ قاری محمد عادل وغیرہ نے کیا ہے اور وہ اس وقت جناب حامد عبداللہ صاحب ایڈووکیٹ جھنگ صدر کے پاس ہے اس وقت جو نسخہ میرے پاس ہے یہ مولینا وحیدالزماں صاحب کا ترجمہ کردہ ہے۔ تاج کمپنی نے شائع کیا ہے بلکہ تاحال شائع ہو رہا ہے اس وقت تک میرے پاس اس کی سات جلدیں پہنچ چکی ہیں —— اور میرے سامنے چھٹی جلد ہے۔

صحیح بخاری جلد ۶ پارہ نمبر ۲۰ صفحہ ۲۲۹، حدیث ۱۶۹۲ کتاب التفسیر

حدثنا یحییٰ قال سالت اباسلمۃ ای القرآن انزل اول ؟ فقال یا ایھا المدثر فقلت انبئت انہ اقرا باسم ربک الذی خلق فقال ابوسلمۃ سالت جابر ابن عبداللہ —— ای القرآن انزل اول فقال یا ایھا المدثر فقلت انبئت انہ اقراء باسم ربک الذی خلق ۔ فقال لا اخبرک الا بما قال رسول اللہ —— قال رسول اللہ جاورت فی حراء فلما قضیت جواری ھبطت فاستبطنت الوادی فنودیت فنظرت

امامی وخلفی وعن یمینی وعن شمالی فاذا هو جالس علی عرش بین السماء والارض فاتیت خدیجة فقلت دثرونی وصبوا علی ماءً باردًا وانزل علی یا ایها المدثر قم فانذر وربك فکبر۔

ترجمہ: یحییٰ ابن کثیر نے کہا میں نے ابو سلمہ سے پوچھا قرآن شریف میں کونسی آیت پہلے اتری ہے انہوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا لوگ تو مجھ سے کہتے ہیں۔ اقرا باسم ربك الذی خلق پہلے اتری ہے انہوں نے کہا میں نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے پوچھا۔ پہلے قرآن کی کونسی آیت اتری ہے انہوں نے کہا۔ یا ایہا المدثر۔ میں نے کہا لوگ تو مجھ سے کہتے ہیں پہلے اقراء باسم ربك الذی خلق اتری ہے انہوں نے کہا میں تجھ سے بیان کرتا ہوں جو آنحضرت نے خود فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا میں حرا پہاڑ میں اعتکاف کر رہا تھا۔ جب میرا اعتکاف ختم ہو چکا تو میں پہاڑ سے نیچے اترا۔ نالہ کے اندر گیا۔ اس وقت ایک آواز آئی۔ میں نے آگے پیچھے دائیں اور بائیں سب طرف دیکھا کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ آسمان و زمین کے بیچ ایک تخت پر بیٹھا ہے۔ میں وہاں سے خدیجہ کے پاس آیا۔ میں نے کہا۔ ایک کپڑا مجھ پر اڑھا دو اور ٹھنڈا پانی اوپر سے ڈال دو اس وقت یہ آیت نازل ہوا۔

یا ایہا المدثر قم فانذر وربك فکبر۔

ہاں تو یہ ہے صحیح بخاری شریف جس میں ایک حدیث بھی غلط نہیں ہمارے لئے کوئی فرق نہیں کہ پہلے اترنے والی آیت اقراء باسم ربك الذی خلق ہو۔ یا۔ یا ایہا المدثر ہو۔ اس وقت جو مصحف عثمان امت مسلمہ کے درمیان موجود ہے اس میں نہ پہلی آیت یا ایہا المدثر ہے اور نہ اقراء باسم ربك الذی خلق ہے ـــــ اگر یہ تحریف نہیں تو کیا ہے؟ اور اس کا ذمہ دار کون

ہے؟ — کیا جامعین قرآن میں کوئی شیعہ تھا؟ — اگر تحریف کا قائل ہونا کفر و ارتداد ہے تو امام بخاری اور ان محدثین کے لئے کیا فتویٰ ہوگا؟

صحیح بخاری ج ۲ پارہ ۲۰ کتاب التفسیر ص ۵۰۲ حدیث ۵۱۴

نوٹ :۔ یہی حدیث لفظی اور معنوی ہر لحاظ سے متحد انداز میں دیگر صحاح خمسہ میں بھی موجود ہے

عن عروۃ ابن الزبیر ان المسور ابن مخرمہ و عبد الرحمٰن ابن عبد القاری حدثاہ انہما سمعا عمر ابن الخطاب یقول سمعت ہشام ابن حکیم یقرأ سورۃ الفرقان حیاۃ رسول اللہ فاستمعت لقرأتہ فاذا ھو یقرأ علی حروف کثیرۃ لم یقرئنیہا رسول اللہ فکدت اساورہ فی الصلوٰۃ فتصبرت حتی سلم فلببتہ بردائہ فقلت من اقرأک ھذہ السورۃ التی سمعت تقراء؟ قال اقرائنیہا رسول اللہ — فقلت کذبت فان رسول اللہ قد اقرائنیہا علی غیرہ قرأت فانطلقت بہ اقودہ الی رسول اللہ فقلت انی سمعت ھذا یقرأ بسورۃ الفرقان علی حروف لم تقرأنیہا فقال رسول اللہ ارسلہ اقراء یا ھشام فقراء علیہ القرأۃ التی سمعتہ یقراء فقال رسول اللہ کذلک انزلت ثم قال اقرأ یا عمر فقرأت القرأۃ التی اقرأنی فقال رسول اللہ کذلک انزلت ان ھذا القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرؤا ما تیسر منہ :۔

ترجمہ :۔ عروہ ابن زبیر نے بیان کیا ان سے مسور ابن مخرمہ اور عبد الرحمٰن ابن عبد القاری نے۔ ان دونوں حضرات عمر ابن الخطاب سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے ہشام ابن حکیم کو آنحضرتؐ کی زندگی میں سورہ فرقان پڑھتے سُنا میں سُنتا رہا دیکھا تو وہ ایسے کثرت حروف کے ساتھ پڑھ رہے ہیں جو آنحضرتؐ نے مجھے نہیں

پڑھائیے ۔ میں تو عین نماز ہی میں اس پر حملہ کرتا مگر خیر میں نے نماز سے فراغت تک صبر کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا، میں نے چادر ان کے گلے میں ڈالی ان سے پوچھا یہ سورت تم کو کس نے پڑھائی ہے۔ انہوں نے کہا آنحضرت نے ۔ میں نے کہا نہیں تم جھوٹے ہو، آنحضرت نے تو خود مجھ کو یہ سورت اور طرز پر پڑھائی تم کو اس کے خلاف کیسے پڑھا سکتے ہیں آخر میں ان کو کھینچتا ہوا آنحضرت کے پاس لایا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ یہ سورہ فرقان کو اور طرح سے پڑھتا ہے جس طرح آپ نے مجھ کو نہیں پڑھائی۔ آنحضرت نے مجھ سے فرمایا اچھا ہشام کو چھوڑ دے پھر فرمایا کہ ہشام پڑھو۔ انہوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں پہلے میں نے ان کو پڑھتے سنا تھا جب وہ فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یہ سورت اسی طرح اتری ہے پھر مجھ سے فرمایا اب تو پڑھ۔ میں نے اس طرح پڑھی جس طرح آپ نے مجھے سکھائی تھی جب میں پڑھ چکا تو آپ نے فرمایا۔ ہاں اسی طرح اتری ہے پھر فرمایا دیکھو یہ قرآن سات محاوروں پر اترا ہے جو محاورہ تم پر آسان معلوم ہو اسی پڑھو۔

مولانا وحید الزمان کا تبصرہ :

بعضوں نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ قرآن میں ایک لفظ کی جگہ اور دوسرا لفظ اس کا ہم معنی پڑھ لے تو درست ہے مگر صحیح یہ ہے کہ جو لفظ آنحضرت سے ثابت ہے اس کے سوائے نیا لفظ پڑھنا درست نہیں اور بعد میں علماء کا اس پر اجماع ہوگیا۔

جائزہ :

اس حدیث کا مطالعہ کئی پہلوؤں سے کیا جانا چاہیئے کیونکہ اس میں صرف

تحریف قرآن نہیں بلکہ بہت کچھ ہے۔

(۱) اخلاق حضرت عمر (ب) تحریف قرآن (ج) سرورِ کونین کا تحریف قرآن کی حمایت کرنا

نظامِ مصطفٰے حصہ اوّل اور دوم میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جہاں کہیں بھی ایسا مقام آیا کہ کسی فرد کے تعین کی ضرورت محسوس ہوئی تو ام المومنین عائشہ نے اس شخص کا نام گول کر دیا اور ہم آجتک لٹکتے پھر رہے ہیں بی بی کی طرح حضرت عمر نے بھی زیرِ نظر حدیث میں وہی انداز اختیار کیا ہے۔ یہ تو فرمایا کہ ہشام حروف کثیرہ سے پڑھ رہا تھا۔۔۔ اب ظاہر ہے کہ حروفِ کثیرہ کے مقابلہ میں حروف قلیلہ ہوں گے تو گویا حضرت عمر سورۂ فرقان کو حروف قلیلہ سے پڑھتے تھے ـــــ مقام افسوس تو یہ ہے کہ حضرت عمر نے ہشام کے حروف کثیرہ بتائے نہیں کہ وہ کون کون سے تھے جو قرأت ہشام میں زائد تھے۔

اخلاق حضرت عمر ـــ یا ـــ رحماء بینھم کا مثالی نمونہ

بخاری شریف کی حدیث اور مولانا وحید الزمان کا ترجمہ دونوں آپکے سامنے ہیں ہشام حضرت عمر کے خیال کے مطابق سورۂ فرقان غلط پڑھ رہا ہے۔

- حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نماز پڑھ رہا تھا۔
- یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ یا۔ نماز ابھی شروع نہیں کی تھی۔ یا۔ ویسے ہشام کی نگرانی کر رہے تھے۔
- حضرت عمر نے یہ نہیں بتایا کہ یہ نماز کون سے وقت کی تھی؟ اور سرورِ کونینؐ کہاں تھے؟ کیونکہ یہ تو یقین ہے کہ آنحضرت وہاں موجود نہ تھے اگر ہوتے تو حضرت عمر ہشام کے گلے میں کپڑا ڈال کر کشاں کشاں کھینچ نہ لاتے۔
- حضرت عمر نے سورہ فرقان سنتے ہی اپنا موڈ بنا لیا اور ارادہ کر لیا کہ اسے نماز ہی میں دبوچ لوں۔ لیکن خدا معلوم کیوں ترس آگیا کہ نماز تک انتظار کیا

بیٹھے رہے۔

○ جب ہشام نے نماز ختم کر لی تو بس پھر کیا تھا۔ چادر بھی ہشام کی اپنی اور گلا بھی ہشام کا اپنا حضرت عمر نے ہشام کے گلے میں چادر ڈالی اور پوچھا یہ سورۃ تجھے کس نے پڑھائی ہے؟

○ ہشام کا جواب سنا اور کہا تو جھوٹا ہے۔ پھر کشاں کشاں سرورِ کونین کے پاس لے آیا اور جب تک آپ نے نہ فرمایا۔ اس وقت ہشام کی گلو خلاصی نہ ہوئی گویا یہ اختلاف فقط قرأت کا نہ تھا۔ اختلاف بہت بڑا تھا۔ اگر صرف قرأت کا اختلاف ہوتا تو حضرت عمر اتنے جذبات سے کام نہ لیتے اور ایک اچھے خاصے صحابی کو جھوٹا کہہ کر سرورِ کونین کے پاس نہ پہنچاتے۔ راوی نے اگرچہ حضرت عمر کی وکالت کی خاطر اختلاف صرف قرأت کا بتایا ہے۔ لیکن حالات بتاتے ہیں کہ یہ اختلاف صرف قرأت کا نہ تھا۔

علمائے امت سے چند سوال:

(ا) حضرت عمر نے ہشام سے ایسا سلوک کیوں کیا؟

(ب) کیا اسلامی اخلاق ایسا سلوک کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

(ج) حضرت عمر نے اپنا یہ رعب اور دبدبہ کبھی کسی جنگ میں کیوں نہ استعمال کیا؟

(د) حضرت عمر کے اس فعل کو شجاعت کہا جائے گا یا کچھ اور؟

(ہ) حضرت عمر نے سرورِ کونین کے سامنے جا کر آپ کی عظمت کے پیشِ نظر ہشام کو از خود کیوں نہ چھوڑا؟

(و) کیا حضرت عمر کے دل میں سرورِ کونین کی عظمت تھی؟

(ز) اگر تھی تو کیا یہ اسی کا مظاہرہ تھا؟

(ح) رحمۃ للعالمین کے زیرِ تربیت رہنے والے سے ایسے اخلاق کی امید کیسے

کی جا سکتی ہے ؟

(ط) کیا حضرت عمر اتنا آزاد منش تھا کہ اس کے ذہن میں کسی کی عزت نہ تھی؟

(ی) کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت عمر ایسے اخلاق سے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ خود سرورِ کونین کو بھی مرعوب کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے ؛

(ک) کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت عمر سرورِ کونین اور اسلام کی نسبت خود سازی میں مصروف تھے ؟

(ل) کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت عمر نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں بھی اپنے اسی "حسنِ اخلاق" کی بناء پر خلافت کی بازی جیتی تھی ؛

(م) حضرت عمر کے اس کردار کے پیشِ نظر جو سرورِ کونین کی بزم میں رونما ہوتا رہتا تھا کیا یہ حقیقت نہیں کہ دخترِ رسول کے دروازہ کو آگ لگائی گئی تھی ؟

تحریفِ قرآن :

ہشام کی قرأت اور حضرت عمر کی قرأت میں فرق تھا۔ قرأت ہشام میں حروف کی کثرت تھی اور قرأت حضرت عمر میں حروف کی قلت تھی۔ اگر ہشام کی قرأت درست تھی تو حضرت عمر کی قلیل حروف والی قرأت کیسے ہو سکتی ہے ؟ اور اگر حضرت عمر کی آخری حروف والی قرأت درست تھی تو ہشام کی کثرت حروف والی قرأت کو کیسے درست کہا جا سکتا ہے ؟

شیعہ کو تحریف قرآن کا قائل بتلا کر کافر و مرتد کہنے والے اپنے گریبان میں جھانک کر نہیں دیکھتے اگر تھوڑی سی گردن نیچی کر کے اپنے گریبان میں جھانک لیں تو انہیں نظر آجائے گا کہ تحریف قرآن کا راستہ صاف کرنے کی خاطر زبانِ رسالت

تک ہاتھ دراز کئے جا چکے تھے اور ایسا کرنے والا کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ حضرت عمر خود تھے ـــــ مولانا وحیدالزمان کا ذاتی تبصرہ دیکھئے اس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت عمر اور ہشام کی قرأت میں اختلاف زیر زبر یا قبائلی لغت کا اختلاف نہ تھا بلکہ اختلاف الفاظ کا تھا ہشام کے پاس جو سورت تھی۔ اس کے الفاظ زیادہ تھے اور حضرت عمر کے پاس جو سورہ تھی اس کے الفاظ کم تھے۔ اب موجودہ مصحف عثمان میں خدا معلوم ہشام سے نقل کردہ سورۂ فرقان ہے۔ یا حضرت عمر سے منقول سورہ فرقان ہے جو بھی ہو تحریف ثابت ہے۔ اگر حضرت عمر کی نقل کردہ ہے تو یقیناً کم ہے اور کمی بھی تحریف کہلاتی ہے اور اگر ہشام کی نقل کردہ سورت ہے تو یقیناً بیشی ہے اور بیشی بھی تحریف ہی کہلاتی ہے۔

اب میں درخواست کروں گا کہ تحریف قرآن کے قائل کو مولانا کافر و مرتد کہتے ہوئے شیعوں کے ساتھ حضرت عمر کو کبھی نہ بھولیں۔

سرورِ کونین ؐ کا تحریف قرآن کی حمایت کرنا:

کتنا تعجب ہے کہ بقول حضرت عمر سرورِ کونین ؐ نے سورۂ فرقان کی دونوں روایتوں کو درست تسلیم کر لیا حضرت عمر کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ مجھے رسولؐ نے پڑھائی تھی اور ہشام کا دعویٰ بھی یہ ہے کہ مجھے آپ ہی نے تعلیم دی ہے پھر دونوں سناتے بھی ہیں آپ دونوں سے سُن کر دونوں کو کہتے ہیں کہ اللہ نے اسی طرح نازل کی ہے گویا بالفاظ دیگر سرورِ کونین ؐ خود اختلاف کی اجازت دے رہے ہیں اور کمی بیشی کی نسبت اللہ کی طرف جا رہی ہے ـــــ حدیث کا مفہوم اور سرورِ کونین ؐ کی تصدیق یہ بتاتی ہے کہ سورۂ فرقان دو مرتبہ نازل ہوا۔ ایک مرتبہ کا نازل کردہ سورہ ہشام نے پڑھا جو کثیر الحروف تھا اور دوسری مرتبہ کا نازل کردہ

حضرت عمر کو پڑھایا جو قلیل الحروف تھا۔ اگر ایک مرتبہ نازل ہوا ہوتا تو یقیناً حضور کو نہیں ؟ یا حضرت عمر کو کہتے کہ تیری قرأت درست ہے اور ہشام کو کہتے کہ تو ویسے پڑھ رہا ہے جیسے نازل ہوا ہے لیکن یہاں حضرت دونوں سے فرماتے ہیں کہ تم دونوں درست پڑھ رہے ہو یعنی جس کی قرأت میں حروف کم ہیں وہ بھی ٹھیک ہے اور جس کی قرأت میں حروف زیادہ ہیں وہ بھی ٹھیک ہے کیا کہنے اس رسول اعظم کے، کیا بات ہے اس خلیفۂ راشد کی ــــ اور کیا عقیدت ہے مولانا بخاری کی ــــ تضاد واضح ہے لیکن سب اچھا۔

صحیح بخاری پارہ نمبر ۲۰ کتاب التفسیر ج ۲ ص ۵۰۳ حدیث نمبر ۵۱۵

یوسف ابن مالك قال انی عند عائشة امّ المؤمنين اذجاءها عراقی فقال ای الكفن خير قالت ويحك وما يضرك قال يا ام المومنين ارينی مصحفك قالت ولم قال لعلی اولف القران عليه فانه يقرأ غير مؤلف قالت وما يضرك ايه قرأت قبل انما نزل اوّل ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنّار حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام نزل الحلال والحرام ولو نزل اوّل شيئ ــــ لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابداً۔ ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابداً لقد نزل بمكة علی محمد وانی جارية العب ــــ بل الساعة موعدهم ادهی وامر وما نزلت البقرة والنساء الا وانا عنده۔ قال فاخرجت له المصحف فاملت عليه ای السور۔

ترجمہ:۔ یوسف ابن مالک نے کہا کہ میں حضرت عائشہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں عراق کا ایک شخص آیا۔ وہ پوچھنے لگا کفن کیسا ہونا چاہیئے۔ انہوں نے افسوس! اس سے کیا مطلب کس طرح کا بھی کفن ہو۔ تجھے کیا نقصان ہوگا پھر وہ کہنے لگا۔ ام المومنین ذرا اپنا مصحف تو مجھے دکھلایئے انہوں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں آپ کا مصحف دیکھ کر سورتوں کی ترتیب پہچان لوں۔ بعض لوگ اس کو بے ترتیب پڑھتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ پھر اس میں کیا قباحت ہے جون سی سورت تو چاہے پہلے پڑھ جونسی سورت تو چاہے بعد میں پڑھ۔ اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے تو پہلے تو مفصل کی ایک سورت اتری اقراء باسم ربك جسمیں بہشت کا ذکر ہے جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا۔ اس کے بعد حلال حرام کے احکام اترے اگر کہیں شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہ چھوڑیں گے اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ دیکھو زنا نہ کرنا تو لوگ کہتے ہم تو زنا نہ چھوڑیں گے۔ میں بالکل چھوٹی بچی کھیل رہی تھی اس وقت مکہ میں آنحضرت پر یہ آیت اتری۔ بل الساعۃ موعدھم (جو سورۃ قمر میں ہے) اور سورہ بقرہ اور سورۃ نساء اس وقت اتریں جب میں آنحضرتؐ کے پاس تھی۔

جائزہ:

حدیث آپ کے سامنے ہے کتنی عجیب حدیث ہے۔ راوی کفن کے متعلق پوچھتا ہے کہ کیسا ہونا چاہیئے۔ بی بی فرماتی ہیں جیسا بھی ہو تجھے کیا نقصان ہے یعنی حلال ہو یا حرام ہو، پاک ہو نجس ہو، مباح ہو غصبی ہو کوئی فرق نہیں۔

—— سائل فوراً اپنے پہلے سوال کا جواب چھوڑ کر عرض کرتا ہے مجھے اپنا مصحف دکھائیں۔ بی بی کہتی ہے وہ کیوں؟ سائل کہتا ہے کہ میں اپنے قرآن کی ترتیب کو آپ کے مصحف کی ترتیب کے مطابق کرنا چاہتا ہوں۔ بی بی کہتی ہے۔ اگر ترتیب نہ ہو تو کیا فرق پڑتا ہے یہ تیری مرضی ہے جو سورۃ پہلے پڑھ۔ اور جو بعد میں پڑھے۔

دیکھ لیا ہے آپ نے بی بی خود تحریف کی ترغیب دے رہی ہے۔ گویا بی بی کے اسلام میں قرآن کی کوئی ترتیب نہیں۔ جسے جس کا جی چاہے پڑھ لے علمائے سواد اعظم تو اس بات کے روادار نہیں کہ ہم صرف اتنا کہہ سکیں کہ مصحف عثمانی از روئے ترتیب تحریف شدہ ہے جونہی ہم کہتے ہیں۔ فوراً ڈھاڑیں مارنے لگتے ہیں کہ وہ دیکھو شیعہ اس قرآن کو نہیں مانتے لہٰذا یہ کافر ہیں۔ بھلا اب کفر کون کر رہا ہے بی بی تو سرے سے ترتیب کی قائل ہی نہیں اور اپنے بچوں سے فرماتی ہیں کہ بیٹو! کوئی فرق نہیں پڑتا جیسے چاہو پڑھ لو —— اگر یہ تحریف ہے تو ہمارے ساتھ بی بی بھی قائل تحریف اور فتوئے کفر و ارتداد میں برابر کی شریک ہیں —— اور اگر یہ تحریف نہیں تو پھر شیعہ کی تحریف قرآن کہنا چھوڑ دیا جائے اگر آپ ذرا عقیدت کی پٹی آنکھوں سے ہٹا کر سوچیں تو بی بی کے اس جملہ میں کہ جو چاہو پڑھو اور جیسے چاہو پڑھو، آپ کو بہت کچھ مل سکتا ہے اور اس کی تائید بی بی کی وہ تمام احادیث کرتی ہیں جو نظام مصطفیٰ حصہ اول، دوم اور زیر نظر حصہ سوم میں موجود ہیں۔

اگر بی بی کی احادیث کے پیش نظر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ

- جو زوجہ سرور کونینؐ کو خودکشی کا مرتکب قرار دیتی ہے۔
- جو بی بی سرور کونینؐ کو دوسری ازواج سے رد کنے کی خاطر گھٹیا قسم کے بدن

بناتی ہیں۔

○ جو بی بی خانۂ رسولؐ میں گروہ بندی کی سرپرستی کرتی ہے۔

○ جو بی بی سرور کونینؐ کو جادو زدہ بتلاتی ہے۔

○ جو بی بی سرور کونینؐ کے قرآن بھول جانے کا پروپیگنڈہ کرتی ہے۔

○ جو بی بی سرور کونینؐ کے شب قدر کے بھول جانے کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے۔

○ جو بی بی آیت تیمم کو اپنی طرف منسوب کرنے کی خاطر ہار کی گمشدگی کا فسانہ بناتی ہے۔

○ جو بی بی آیات افک کو اپنے ساتھ منسوب کرنے کی خاطر اتنے طویل قصے تراشتی ہے۔

○ جو بی بی دم مرگ وصیت کرتی ہے کہ مجھے روضۂ رسول میں دفن نہ کیا جائے میں وہاں پاک نہیں ہو سکوں گی۔

○ جو بی بی سرور کونینؐ کو ایک عام انسان سے بھی پست کر کے پیش کرتی ہے۔

○ جو بی بی آتش حسد میں جل کر خودکشی کی کوشش کرتی ہے۔

وہ اسلام، بانیٔ اسلام اور ضابطۂ اسلام کو کیا سمجھتی ہے؟ اور اس کی نظروں میں اس کی کیا اہمیت ہے۔ کیا ترتیب قرآن کی اہمیت گھٹانا، یہ نہیں بتاتا کہ بی بی دل و جان سے یہ چاہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح بانیٔ اسلام کی طرح آئین اسلام کی عظمت بھی پارہ پارہ ہو جائے۔

صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۲۷۹ ۔ مطبوعہ مکتبہ ایوبیہ ارٹلری میدان ۱ کراچی ۱

عن علقمه قال قدمنا الشام ابوالدرداء فقال فیکم احد یقرأ علی قراءة عبدالله فقلت نعم انا قال فکیف سمعت عبدالله یقرء ۔ واللیل اذا یغشی والذکر والانثی قال و انا والله هکذا سمعت رسول الله یقرئها ولکن هؤلاء یریدون ان اقرأ وما خلق فلا اتابعهم ۔

ترجمہ: علقمہ نے کہا ہم شام کو گئے تو ابو درداء ہمارے پاس آئے اور کہا تم میں کوئی عبداللہ کی قرأت پڑھنے والا ہے ۔ میں نے کہا ۔ ہاں میں ہی ہوں ۔ انہوں نے کہا کیونکر سنا تم نے اس آیت کو عبداللہ کو پڑھتے ہوئے ۔ واللیل اذا یغشی والذکر والانثی ۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نے بھی رسول اللہ سے یونہی پڑھتے سنا ہے اور یہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں ۔ ماما خلق الذکر والانثی ۔ تو میں ان کی نہیں مانتا ۔

جائزہ :

لیجئے یہ ہیں امام مسلم فرماتے ہیں کہ مصحف عثمان اور مصحف ابن مسعود میں کافی اختلاف تھا ۔ مصحف عثمان میں کچھ اضافے کئے گئے اور مصحف ابن مسعود میں کچھ کمیاں رہ گئیں ۔ جب زیادتی ثابت ہو جائے تو کمی کا امکان بھی ہوتا ممکن ہے ۔ اس آیت میں مصحف عثمانی میں اضافہ ہو ، اور دوسرے کسی مقام پر مصحف عثمانی میں کمی ہو ۔ اب مقام فکر یہ ہے کہ کیا علقمہ ، ابوالدرداء اور امام مسلم وغیرہ بھی تحریف قرآن کے قائل ہو کر ہمارے ساتھ دائرہ کفر اعظم کو جواب دینا ہو گا کہ وہ

کیوں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوں گے ؟

صحیح ترمذی جلد دوم صد ۲۴۷ حدیث نمبر ۸۴۰

انس ابن مالك ان النبی قرأ - ان النفس بالنفس والعین بالعین : انس ابن مالک کہتا ہے کہ سرور کونین ؐ نے اس آیت کو یوں پڑھا ہے - ان النفس بالنفس والعین بالعین : جبکہ موجود مصحف عثمانی میں لفظ - ان - موجود نہیں ہے کیا یہ تحریف نہیں ؟ اگر تحریف نہیں تو کیسے ؟ جبکہ ایک پورا لفظ موجود نہیں ہے اور اگر تحریف ہے تو پھر تحریف قرآن کے قائل ہونے کے جرم میں شیعہ پر جو کفر و ارتداد کا فتویٰ ہے - اس میں انس ابن مالک اور امام ترمذی شامل ہوں گے - یا نہیں ؟

صحیح ترمذی جلد دوم صد ۲۵۰ حدیث نمبر ۸۵۰

عبد الرحمٰن ابن یزید عن عبد الله ابن مسعود قال اقرأنی رسول الله انی انا الرزاق ذو القوة المتین -

ترجمہ :- عبد الرحمٰن ابن یزید، عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین ؐ نے مجھے یہ آیت اس طرح پڑھائی تھی ——— انی انا الرزاق ذو القوة المتین ——— بھلا اب مصحف عثمانی میں ملاحظہ فرمائیے کیا آیت اسی طرح ہے - دو ہی صورتیں ہونگی یا ماننا ہوگا کہ عبد اللہ ابن مسعود تحریف قرآن کا قائل تھا اور یا حضرت عثمان کی جامع کمیٹی تحریف قرآن کی قائل تھی کیونکہ اگر عبد اللہ کی آیت درست ہے تو موجودہ قرآن تحریف

شدہ ہے اور اگر موجودہ قرآن درست ہے تو عبد اللہ کا قرآن تحریف شدہ ہے۔ علمائے سواد اعظم تحریف قرآن کے قائل پر جو فتویٰ بھی صادر کریں ہم خوش آمدید کہیں گے۔

حرفِ آخر :

میرے محترم قارئین ! ــــ یہ مشتے نمونہ از خروارے کے بطور چند ایک کتب صحاح سے چند ایک احادیث پیش کی گئی ہیں۔ جہاں تک روایات کا تعلق ہے وہ دونوں طرف موجود ہیں اگر یہی چیز موجب کفر وارتداد ہے تو پھر اس حمام میں سب ہی ننگے ہیں ــــ میں نے آغاز بحث میں بھی عرض کیا تھا کہ ہماری داستان مظلومیت کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے اندر ایسے افراد گھسا دیئے گئے۔ جنہوں نے ہمارے مسلمات کو پامال کرنے اور ہمیں بدنام کرنے کی خاطر ایسی روایات اپنی طرف سے جمع کرتے گئے۔ لیکن چونکہ سواد اعظم وفات سرور کونین ؐ سے تادم تحریر ہمیشہ مسند اقتدار پر براجمان رہا ہے۔ اس لئے ان کے پاس ایسا کوئی عذر نہیں۔ پھر سواد اعظم کے اساطین تحریف قرآن کے قائل نظر آتے ہیں اور جہاں تک ایمان واعتقاد کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ تمام امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ جو کچھ بھی موجود ہے یہ کلام خدا اور قرآن ہے۔ اس میں قطعی کوئی تحریف نہیں ہوئی۔

لہٰذا معقولیت پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ فریقین اپنی روایات سے قطع نظر اپنے اصول وایمان کو سامنے رکھتے ہوئے مسئلہ تحریف قرآن کو قطعی طور پر ختم کر دیں اور ایک دوسرے کے خلاف اس سلسلہ میں نہ کوئی کیچڑ اچھالیں اور نہ

ہی سستے فتوے شائع کر کے سستی شہرت خریدنے کی کوشش کریں۔ اس میں امت کا بھلا ہے۔ اسلام کا بھلا ہے۔ ملک کا بھلا ہے اور ملت و قوم کی خیر خواہی ہے۔ بصورت دیگر ہم مجبور ہوں گے کہ آئندہ جواب ہمارا انہی الفاظ و انداز میں جن الفاظ کی زبان سے خود واقف ہیں اور جس انداز کو وہ کبھی بھول نہیں سکتے۔

نظامِ مصطفیٰ

لیجیے ارشادات ام المومنین عائشہ سے ہمیں جو ـــــ روزمرہ پیش آنے والے امور میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ بطور خلاصہ وہ بھی نوٹ کرلیں۔

(۱) نبی کے والدین کافر ہو سکتے ہیں۔
(۲) غیر مسلم کی امان قبول کی جا سکتی ہے۔
(۳) غیر مسلم سے شعائر اسلامی بظاہر ادا نہ کرنے کا وعدہ کیا جا سکتا ہے۔
(۴) غیر مسلم سے عہد شکنی کی جا سکتی ہے
(۵) اسلام کی خاطر ہجرت کرنے کے بعد انسان اپنے وطن کو یاد کر سکتا ہے۔
(۶) آج کل ہجرت کا زمانہ نہیں ہے۔
(۷) بیوی اپنے شوہر کے عیوب بتا سکتی ہے۔
(۸) بیوی شوہر کے بخل کے باوجود نان و نفقہ کے لئے شوہر کی چوری کر کے خرچ کر سکتی ہے۔
(۹) بیوی شوہر سے کہہ سکتی ہے کہ تو میرے مرنے پر خوش ہوگا۔
(۱۰) اگر مومنین کا خطرہ ہو تو نبی اپنی مرضی کے مطابق کچھ بھی نہیں کر سکتا۔
(۱۱) خلاف اسلام کرنے والوں پر لعنت جائز ہے۔
(۱۲) قبور انبیاء کو عبادت خانہ بنانے والے ملعون ہیں۔
(۱۳) نبی کسی کی نامحرم بیٹی کو اٹھوا کر منگوا سکتا ہے۔
(۱۴) نبی کسی نامحرم عورت سے اپنی خواہش کا اظہار کر سکتا ہے۔

(۱۵) عورت کے راضی نہ ہونے کے باوجود نبی اس کی طرف ہاتھ بڑھا سکتا ہے

(۱۶) اٹھوا کر منگائی گئی عورت رسول کو بازاری مرد کہہ سکتی ہے۔

(۱۷) ایک شخص کسی کو دوسرے کے خلاف بھڑکا سکتا ہے۔

(۱۸) صحابہ سے بغض بی بی عائشہ کی سنت ہے۔

(۱۹) سوکن سے رقابت کی بنا پر سوکن جیسے کام کی خواہش کی جا سکتی ہے۔

(۲۰) بیوی سوکن کے خلاف اپنے شوہر کو بھڑکا سکتی ہے۔

(۲۱) امتی ازواج نبی کو باآواز بلند پکار کر شرمندہ کر سکتے ہیں۔

(۲۲) امتی اپنے نبی کے عمل سے پہلوتہی کر سکتے ہیں۔

(۲۳) شوہر اور بیوی ایک برتن سے بیک وقت غسل کر سکتے ہیں۔

(۲۴) ہر ایسی عورت جو عالمہ ہو اپنے بھائی اور کسی نامحرم کو عملی طور پر غسل کر کے دکھا سکتی ہے۔

(۲۵) غسل جنابت سے قبل وضو کر لینا چاہیئے۔

(۲۶) غسل جنابت کے وقت بالوں میں خلال کرنا چاہیئے۔

(۲۷) خون خواہ ماہواری کا ہو یا دوسرا اس پر تھوک کر اسے ناخن سے رگڑ دیا جائے تو کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

(۲۸) ماہواری والی عورت سے مباشرت کی جا سکتی ہے۔

(۲۹) بحالت اعتکاف مرد مسجد سے سر باہر نکال کر ماہواری والی عورت سے سر دھلا سکتا ہے۔

(۳۰) ماہواری خون اگر کپڑے پہ لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہیئے۔

(۳۱) زمانہ جاہلیت کے زنا سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنا بچہ کہا جا سکتا ہے۔

(۳۲) بچہ میں علامات خواہ کسی کے کیوں نہ ہوں وہ اسی کا بیٹا ہو گا جس کے بستر پہ پیدا ہوا ہے

(۳۳) سرورِ کونین ابتدائے اسلام میں جاہلیت کے مراسم پر عمل کرتے رہے۔
(۳۴) صومِ وصال رکھنا جائز نہیں۔
(۳۵) نبی صوم الوصال رکھ سکتا ہے۔
(۳۶) نبی امت جیسا نہیں ہوتا۔
(۳۷) غیر مسلموں سے ملا ہوا گوشت اللہ کا نام لے کر کھایا جا سکتا ہے۔
(۳۸) شوہر کی موجودگی میں بیوی غیر محرموں سے ترش گفتگو کر سکتی ہے۔
(۳۹) اگر شوہر بیوی کو منع کرے تو بیوی شوہر سے بھی ترش بات کر سکتی ہے
(۴۰) زوجۂ نبی فحش گو اور ترش کلام ہو سکتی ہے۔
(۴۱) شوہر اپنی بیوی کو فحش گوئی اور ترش کلامی سے روک سکتا ہے۔
(۴۲) ماہ رمضان میں طلوع صبح کے بعد غسل جنابت کر کے روزہ رکھا جا سکتا ہے۔
(۴۳) بحالت روزہ شوہر کا بیوی کے بوسے لینا سنت رسول ہے۔
(۴۴) اگر شوہر نماز پڑھ رہا ہو اور کبھی طولاً اور عرضاً بیوی شوہر کے سامنے سو جانا بی بی عائشہ کی سنت ہے۔
(۴۵) اگر بیوی طولاً سو رہی ہو تو سجدہ پر جاتے ہوئے شوہر کا بی بی کی ٹانگ دبا دینا سنتِ رسول ہے
(۴۶) مسند رسالت پر بیٹھنے والے کے اہل و عیال کا بوجھ بیت المال کے کندھوں پر ہوگا۔
(۴۷) اسلامی حکمران کے اہل و عیال اسلامی خزانہ سے تجارت کر سکتے ہیں۔
(۴۸) عورت، کتا اور گدھا اگر نمازی کے آگے سے گذر جائیں تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔
(۴۹) منافقین کی پردہ پوشی بی بی عائشہ کی سنت ہے۔
(۵۰) ہر مسلمان ذاتی عناد کی بدولت دوسرے مسلمان سے قطع تعلق پر قسم کھا سکتا ہے۔

بخاری شریف جلد ۳ سے احادیث

راوی کا نام	حدیث نمبر
عروہ	۴۵۹
〃	۲۱۳۸
〃	۱۷۶۱
〃	۱۹۹۵
〃	۲۲۸۵
عبیداللہ ابن عبداللہ	۴۲۰
عروہ	۱۲۴۳
عبدالرحمٰن	۱۵۶۷
قاسم	۱۵۶۸
عمرہ بنت عبدالرحمٰن	۲۲۵۸
عروہ	۲۴۵
ابوبکر بن حفص	۲۴۶
قاسم	۲۵۶
〃	۲۵۷
عروہ	۲۵۸
〃	۲۶۷
مجاہد	۳۰۳
اسود	۲۹۲

راوی کا نام	حدیث نمبر
قاسم	۲۹۹
عروہ	۱۹۱۶
〃	۲۰۶۶
〃	۲۲۴۸
〃	۲۳۵۴
عمرہ بنت عبدالرحمٰن	۲۵۱۲
عروہ	۱۴۹۱
〃	۱۷۶۵
〃	۱۸۶۷
〃	۱۸۶۸
〃	۱۸۲۲
علقمہ	۱۸۰۶
عبدالرحمٰن	۲۹۳
عروہ	۱۹۲۰
ابوبکر ابن عبدالرحمٰن	۱۷۹۶
عروہ	۱۷۹۸
〃	۱۸۰۰
ابوبکر ابن عبدالرحمٰن	۱۸۰۱
ابوسلمہ	۲۷۲
عروہ	۳۷۳

راوی کا نام	حدیث نمبر
عروہ	۴۸۵
ابوسلمہ	۴۸۶
〃	۱۱۳۰
عروہ	۳۸۴
〃	۱۹۳۱
اسود	۴۸۱
مسروق	۴۸۴
مسروق	۴۸۷
قاسم	۴۹۱

بخاری شریف جلد دوم سے احادیث

راوی کا نام	حدیث نمبر
عروہ	۷۴۳
〃	۱۰۸۷
〃	۱۲۶۲
〃	۱۴۴۵
〃	۴۳۷
〃	۱۵۶۶
عبیدہ ابن عبداللہ	۱۵۶۷
〃 〃 〃	۲۰۱

راوی کا نام	حدیث نمبر	راوی کا نام	حدیث نمبر	راوی کا نام	حدیث نمبر
عبیداللہ ابن عبداللہ	۱۵۶۱	عروہ	۱۰۱۳	عروہ	۱۶۷۰
مسروق	۱۸۶۶	〃	۳۴۷	〃	۱۶۲۰
〃	۱۸۶۶	〃	۳۳۲	〃	۲۰۵۰
عروہ	۱۸	〃	۳۳۸	〃	۱۶۷۵
〃	۱۴۳۹	〃	۲۰۴۸	〃	۴۷۰
〃	۷۶۷	قاسم	۲۰۸۱	〃	۲۲۵۱
〃	۹۲۳	〃	۶۲۲	〃	۹۶۲
〃	۱۰۱۳	عبیداللہ ابن عبداللہ	۷۶۱	〃	۹۶۷
یحیی	۱۲۲۱	عروہ	۲۳۷	〃	۱۱۸۲
عروہ	۷۱۹	اسید ابن حضیر	۲۳۸	〃	۱۳۱۸
بخاری شریف جلد سوم سے احادیث		عمرہ بنت عبدالرحمن	۹۰	عبداللہ ابن ابی ملیکہ	۱۳۲۴
		عروہ	۶۶۱	عروہ	۱۸۱۸
عروہ	۱۰۹۲	〃	۱۱۶۰	〃	۱۰۰۴
〃	۶۱۴	مسروق	۱۰۳۴	ابن بکیر	۱۰۰۵
〃	۶۲۷	〃	۲۱۶۱	عوف بن مالک	۱۰۰۹
〃	۷۵۳	عروہ	۱۶۷۴		

فہرست

عناوین	صفحہ نمبر
○ پیش لفظ	۲
○ عرض ناشر	۴
○ نسب رسول	۵
○ بی بی کے والدین	۹
○ مادر معاویہ	۳۷
○ بی بی کا درد سر	۴۴
○ یہودیوں پر لعنت	۵۴
○ افسوس ناک تہمت	۶۱
○ حسان ابن ثابت اور بی بی	۷۱
○ حسانؔ کا جرم	۷۴
○ بی بی اور دیگر ازواج	۷۷
○ احادیث ام المومنین حفصہ	۸۳
○ اصحاب اور پردہ	۸۵
○ غسل وطہارت	۹۱
○ حلالی یا حرامی	۱۰۳
○ ایک بات اور	۱۲۶

عناوین	صفحہ نمبر
○ یوم عاشور	۱۲۷
○ میں تم جیسا نہیں	۱۳۴
○ حرام یا حلال	۱۳۹
○ یہودیوں سے خطاب	۱۴۵
○ روزہ پہلے غسل بعد	۱۵۷
○ سجدہ گاہ رسول	۱۶۵
○ بیت الال اور آل ابوبکر	۱۷۵
○ حضرت ابوبکر صدیق	۱۷۷
○ عورت یا کتا	۱۸۳
○ صحابہ کا موقف	۱۸۷
○ مقام فکر	۱۹۰
○ جاہل صحابہ	۱۹۳
○ منافقین کی پردہ پوشی	۱۹۶
○ بی بی اور عبداللہ ابن زبیر	۱۹۹
○ جاہلانہ سبق	۲۰۷
○ بی بی کا نیا دین	۲۰۸
○ تحریف قرآن اور بی بی	۲۲۱
○ سرور کونینؐ کا تحریف قرآن کی حمایت کرنا	۲۴۱
○ نظام مصطفیٰ	۲۵۰

مؤلف علّام کے دیگر قلمی رشحا

نظامِ مصطفیٰ بزبانِ زوجۂ نبی باصفا

حصہ اول دوم

۲۱/-

ہر حصہ صرف بخاری شریف سے ام المومنین عائشہ کی بیش قیمت یکصد احادیث کا مجموعہ

کشف...

دوسرا ایڈیشن

(زیرِ طبع)

خمینیٔ اعظم کی شہرۂ آفاق کتاب کا ترجمہ

آیۃ الفرقان بجواب بلاغ القرآن

(زیرِ طبع)

بلاغ القرآن کے آیۂ تطہیر پر کئے گئے لغوی اور صرفی اعتراضات کے جواب

فقہ جعفریہ کے جملہ ضروری احکام

ملنے کا پتہ

جامعہ حسینیہ سول لائن جھنگ

مکتبہ انوار النجف دریا خان ضلع